عمل سے زندگی بنتی ہے

از افادات

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی

مجددی مدظلہ

مرتب

فقیر صلاح الدین سیفی نقشبندی

استاذ دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر، سورت، گجرات

ناشر

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

+92-041-2618003

نام کتاب .... عمل سے زندگی بنتی ہے

صاحب خطبات: ..... حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم

مرتب: .... مولانا صلاح الدین سیفی مدظلہ
(ترکیسر، ضلع سورت، گجرات، انڈیا)

ناشر: .... مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اول: .... جنوری ۲۰۰۶ء

اشاعت دوم: .... مئی ۲۰۰۶ء

اشاعت سوم: .... اکتوبر ۲۰۰۶ء

اشاعت چہارم: .... اپریل ۲۰۰۷ء

اشاعت پنجم: .... دسمبر ۲۰۰۷ء

اشاعت ششم: .... جون ۲۰۰۸ء

اشاعت ہفتم: .... اپریل ۲۰۰۹ء

تعداد: ۱۱۰۰

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

Tele.Ph. 041-2618003

اللہ اللہ اللہ

..........کتاب سے پہلے..........

الحمد الله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفى ......اما بعد

زیرنظر کتاب "عمل سے زندگی بنتی ہے" حضرت والا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مدظلہ کے ان خطبات کا مجموعہ ہے، جن میں حضرت نے نیک اعمال کے فوائد اور اعمال بد کے نقصانات، نیز اعمال صالحہ کی ترغیب اور اعمال شنیعہ سے اجتناب کی ترغیب دلائی ہے، اگر بندہ اخلاص کے ساتھ انکو پڑھ کر عمل شروع کرے تو ابدی زندگی کے لئے توشہ آخرت بخوب ہی تیار کر سکتا ہے۔

لیکن افسوس......! آج دنیا کے لامتناہی جھمیلوں میں الجھ کر ہم فکر آخرت سے غافل ہو گئے ہیں، جس کا نتیجہ یہ کہ دل ویران، راتیں سونی، اور آنکھیں خشک ہوگئی ہیں۔

آج جب کہ راتوں کو گرم گرم آنسو اور سرد سرد آہیں بھرنے والے اکابرین پے در پے اٹھتے جارہے ہیں، ہمیں چاہئے کہ موجودہ اکابرین امت کی قدر کرلیں اور خون دل میں ڈوبی ہوئی انکی نصائح پر عمل کرلیں، کریم رب کی ذات سے امید قوی ہے کہ اللہ رحم فرمادیں گے۔

زیرنظر کتاب کی تیاری میں اس عاجز کا جناب الحاج یونس سلیمان اور شاہنواز بھائی راوت صاحب دامت برکاتہما نے جو تعاون فرمایا یہ فقیر دل کی گہرائیوں سے انکے اور انکی نسلوں کے حق میں دعا کرتا ہے۔

اللہ رب العزت حضرت والا کے سایۂ عاطفت کو ہم کمزوروں کے سر پر تادیر قائم دائم رکھے اور آپ کے فیض کو سلامت با کرامت رکھے آمین۔

فقیر صلاح الدین سیفی نقشبندی عفی عنہ

کان اللہ لہ عوضا عن کل شیء

خطبات ایک نظر میں
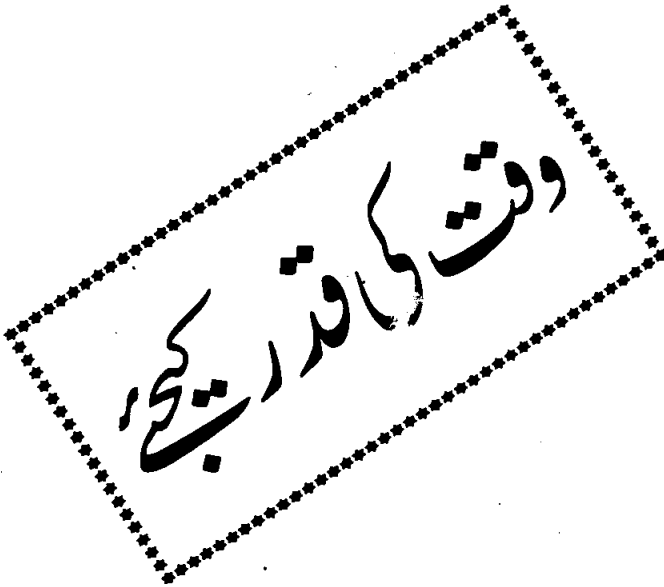
ازافادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم

﴿لوساکا مسجد نور ایم ایسڈل ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۰۰۳ء﴾

اس بیان میں حضرت نے معتکفین کو وقت قدرنی کرنے پر زور دیا

فہرست مضامین

اللہ اللہ اللہ

اقتبـــــاس

دینی کام کرنے والوں کے لئے
ایک حسین نمونۂ عمل

(۳)......امام ابو یوسفؒ وقت کے چیف جسٹس تھے، عالم اسلام کے اپنے زمانہ میں سب سے بڑے قاضی تھے، وہ سارا دن دین کا کام کرتے جب رات ہوتی تو ہر رات میں دو سو رکعت نفل پڑھا کرتے تھے اتنے مصروف بندے اور رات کو اتنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے انہوں نے دین کے لئے اپنی زندگیاں کیا خوب گزاریں۔

﴿ارشاد فرمودہ﴾

حضرت پیر ذوالفقار احمد صاحب مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی امابعد......!

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

﴿اَنْ طَھِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّائِفِیْنَ وَالْعَاکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ﴾

وفی مقام آخر

﴿وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلاَّ بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ﴾

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّم

رمضان مبارک کی اکیسویں رات ہے اعتکاف کا وقت شروع ہو چکا پہلی مجلس میں کچھ ہدایات دی جائیں گی کہ ہم اپنے وقت کی اہمیت کو پہچانیں ہم اپنی بے علمی اور بے عملی کے ساتھ آج اس دور میں زندہ ہیں جس دور میں پیدا ہونے سے ہمارے علم اور عمل والے بزرگوں نے اللہ کی پناہ مانگی، وہ ہمارے بزرگ وہ اسلاف، جو علم والے تھے اور عمل والے تھے وہ اس دور میں پیدا ہونے سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے، آج ہم اپنی بے علمی اور بے عملی کے ساتھ اس دور میں زندہ ہیں، یہ اللہ رب العزت کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے دنیا کے جھمیلوں سے نکال کر اپنے گھر میں آ کر بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائی ﴿ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم﴾ آج کل ہماری حالت اتنی بگڑ چکی کہ معاشرے کے اندر جو اخلاقی اقدار موجود ہونی چاہئیں تھیں وہ نظر نہیں آتیں سچی بات تو یہ ہے کہ درندوں نے انسانوں کو اتنا نقصان نہیں پہنچایا جتنا آج کے انسانوں نے انسان کو نقصان پہنچایا، خواہشات کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے

قیدی ہیں

ایک ہجوم اولاد آدم کا جدھر بھی دیکھئے
دیکھئے ہر طرف اللہ والوں کا کال

یوں دیکھو تو ہر طرف بھیڑ نظر آئے گی اللہ کے بندے ڈھونڈنے لگو تو کوئی ایک جا کر ملے گا۔

ایک واقعہ

حضرت مولانا احمد لاہوریؒ اپنے درس قرآن میں ایک عجیب واقعہ سنایا کرتے تھے فرماتے تھے کہ میں بازار جارہا تھا، مجھے ایک بزرگ نظر آئے انکے چہرے کی نورانیت بتاتی تھی کہ یہ کوئی صاحب نسبت آدمی ہیں، میں نے قریب ہوکر سلام کیا انہوں نے مجھ سے پوچھا احمد علی انسان کہاں رہتے ہیں؟ فرماتے ہیں، میں نے اردگرد دیکھا بازار بندوں سے بھرا ہوا ہے میں نے کہا حضرت یہ سب انسان ہی تو ہیں، یہ بات سن کر انہوں نے عجیب سے انداز میں ایک نگاہ دوڑائی اور کہنے لگے یہ سب انسان ہیں؟ انکے کہنے میں کوئی تاثیر ایسی تھی کہ مجھ پر ایسی کیفیت ہوئی کہ مجھے بازار کتے بلی اور جانوروں سے بھرا نظر آیا ان میں کوئی کوئی خدا کا بندہ تھا، جب میری یہ کیفیت ختم ہوئی وہ بزرگ چلے گئے تھے، حضرت یہ واقعہ درس قرآن میں سنا کر فرمایا کرتے تھے

اللہ تو سب کا ایک، اللہ کا کوئی ایک
ہزاروں میں نہ ملے گا، لاکھوں میں تو دیکھ

تو سچی بات تو یہی ہے کہ سو فیصد شریعت پر عمل کرنے والے آج کے دور میں بہت تھوڑے لوگ ہیں، دائیں بائیں آگے پیچھے جدھر بھی دیکھو بس خواہشات کی دنیا ہے، جسم بوڑھے ہو رہے ہیں آرزوئیں جوان ہو رہی ہیں،

رات دن ہوں محو تن آرائی و تن پروری
وائے نادانی اسی کو زندگی سمجھا ہوں میں

آج کل کی عدالتیں انسانوں سے بھری ہوئی ہیں، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دلوں میں عداوتیں بھری ہوئی ہیں، جب عداوتیں دلوں میں بھرتی ہیں تب عدالتیں انسانوں سے بھرتی ہیں، ایسے وقت میں اللہ رب العزت کی یاد کے لئے وقت فارغ کر لینا یہ اللہ رب العزت کی بڑی مہربانی ہے اور اسی میں سکون ہے اور اسی میں دل کا علاج ہے۔

نگاہ الجھی ہوئی ہے رنگ و بو میں
خرد کھوئی ہوئی ہے چار سو میں
نہ چھوڑے دل فغان صبح گاہی
اماں شاید ملے **اللہ** میں

مقصود یہ ہے کہ ہم دو رنگی کو چھوڑیں اور یک رنگی زندگی کو اختیار کریں یہ جو ایک چہرے پر ہم دو چہرے سجا لیتے ہیں یہ اللہ تعالی کو بہت ناپسندیدہ ہے

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو جا یا سنگ ہو جا

اسی لئے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمادیا ﴿یایھا الَّذِیْنَ آمَنُو آمِنو باللّٰهِ وَرَسُوْلِه﴾ اے ایمان والو! اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لے آؤ" اب غور کرنے کی بات ہے یہ کافروں کو تو نہیں کہہ رہے کہ یایھا الذین کفروا، مشرکوں کو بھی نہیں کہہ رہے کہ یایھا الذین اشرکوا، منافقوں کو بھی نہیں کہہ رہے کہ یایھا الذین نافقوا و منافقو، کن کو کہہ رہے ہیں یایھا الذین آمنوا اے ایمان والو اور حکم کس بات کا دے رہے ہیں آمِنو باللّٰهِ ورسوله اللہ اور اسکے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ کیا مقصد؟ اے زبان سے اقرار کرنے والو اپنے دل سے بھی اسکی تصدیق کر دو۔

تو عرب ہے یا عجم ہے تیر لا الٰہ الا
لغت غریب جب تک تیرا دل نہ دے گواہی

جب تک دل گواہی نہ دے گا تب تک یہ قبول نہیں ہوگا۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

یاد رکھیں باہر مسجد بنانا آسان اندر مسجد بنانا بڑا مشکل کام یہ دل بھی تو مسجد ہے نا، حدیث پاک میں فرمایا گیا نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا نہ میں زمینوں میں سماتا ہوں نہ آسمانوں میں سماتا ہوں، میں مؤمن بندے کے دل میں سماتا ہوں تو یہ ہمارا دل بھی اللہ تعالی کا گھر ہے قلب عبداللہ، عرش اللہ ہے یہ اللہ کا کوٹھا ہے تو پھر اس گھر کو بھی تو صاف رکھنا چاہئے نا، جو مٹی گارے کا بنا ہوا گھر روز ایک گھنٹہ صفائی کرنے کیلئے لگاتے ہیں اور جس گھر کے بارے میں اللہ نے خود کہا اس میں میں ہوتا ہوں اسکی صفائی کے لئے ہمیں فرصت ہی نہیں ملتی۔

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

جسم ادھار کا مال ہے

یہ جسم ہمیں مستعار ملا ہے ادھار کا مال ہے یہ ہماری ملکیت نہیں ہے، یہ اس پیدا کرنے والے کی ملک ہے، مالک وہ ہے ہمیں کچھ دیر استعمال کے لئے پروردگار نے عطا فرما دیا اور جو ادھار کے مال پر فریفتہ ہوتا پھرے اسی کو پاگل اور دیوانہ کہتے ہیں، کہ ادھار کے مال پر فرفتہ ہوا پھر رہا ہے ہم اس جسم کو نیکی کے کاموں میں جتنا استعمال کر سکتے ہیں اتنا کر لیں دستور یہی ہے اگر گھر میں استری خراب ہو جائے اور ہم بھائی کے گھر سے منگائیں کہ جی ہمیں دفتر جانا ہے تو بیوی ایک جوڑا استری نہیں کرتی وہ اپنے بھی کر لیتی ہے بچوں کے بھی کر لیتی ہے دو چار دن کے کر لیتی ہے کہ اپنی استری آنے میں ٹائم لگ جائیگا تو ادھار لیا ہے بار بار مانگی بھی نہیں جاتی اب تھوڑی دیر میں جتنا کام نکال سکتے ہو نکال لو، جس طرح ادھار کی چیز پر تھوڑی دیر میں زیادہ سے زیادہ لوگ کام نکالتے ہیں، ہمیں

بھی چاہئے یہ جسم ادھار کا مال ہے تھوڑے وقت میں اس سے زیادہ سے زیادہ اللہ کی عبادت کرلو۔

اجر باقی رہتا ہے

پچھے سال آپ نے جو عبادتیں کیں آج آپ کو اسکی تکلیفیں یاد نہیں ہیں تھکاوٹ یاد نہیں ہیں مگر نامۂ اعمال میں اسکا اجر موجود ہے تو عبادتوں کی تھکاوٹیں تو اتر جاتی ہیں مگر اجر نامۂ اعمال میں موجود ہوا کرتے ہیں اسلئے ہمیں اس جسم کو خوب تھکانا چاہئے مؤمن کو چاہئے کہ نیکی کر کر کے تھکے اور تھک تھک کر نیکی کرے ہمارے اکابر اتنی عبادت کرتے تھے کہ جب رات کو بستر پر سونے کے لئے جاتے ایسے پاؤں اٹھاتے تھے جیسے تھکا ہوا اونٹ پاؤں گھسیٹ کر چلا کرتا ہے۔

انسانی وجود کی مثال

انسانی وجود چکی کے مانند ہے، چکی میں گندم پیس لیں تو آپ نے فائدہ اٹھالیا اور خالی چلتی رہے گی تو نقصان دہ ہم بھی اگر اس جسم سے عبادت کرلیں تو ہم نے اس سے فائدہ اٹھالیا ورنہ یہ جسم بے کار رہا بعض بزرگوں نے کہا کہ انسانی جسم برف کے مانند ہے برف کو آپ پانی میں ڈال کر ٹھنڈا کرلیں تو برف سے فائدہ اٹھالیا اگر ایسا نہیں کریں گے تو برف نے تو پگھلنا ہی ہے، ایک بزرگ فرماتے تھے کہ مجھے ایک برف والے نے سبق سکھادیا انہوں نے کہا وہ کیسے؟ کہنے لگے میں بازار میں گیا، میں نے ایک برف والے کو دیکھا کہ اسکی برف پگھلتی جارہی ہے اور قدرتاً خریدنے والا کوئی نہیں اب اسکو پریشانی لاحق ہے کہ اگر کوئی نہیں خریدے گا برف تو پگھل جائے گی، میرے پیسے تو ضائع ہو جائیں گے بالآخر وہ بازار میں کھڑے ہو کر آواز لگانے لگا لوگو! رحم کرو اس شخص پر جس کا سرمایہ پگھل رہا ہے، تو یہ زندگی بھی سرمایہ ہے جو پگھلتی چلی جارہی ہے ۔

ہورہی ہے عمر مثل برف کم
رفتہ رفتہ چپکے چپکے دم بدم

جودن آج ہماری زندگی میں غروب ہوا یہ لوٹ کے دوبارہ طلوع نہیں ہوسکتا یہ دن گزر گیا اب جودن باقی ہیں وہ گزریں گے اور بالآخر زندگی گزر جائے گی انسان یہی سوچتا رہتا ہے جب پوچھتے ہیں نا ایک دوسرے سے سناو جی کیا حال ہے، وقت اچھا گزر رہا ہے؟ ہم یہی کہتے ہیں کہ وقت اچھا گذر رہا ہے اور موت کے وقت پتہ چلے گا کہ وقت نے تو کیا گزرنا تھا میں خود ہی گزر گیا، ہم جیسے کئی آئے اور گزر گئے اسلئے کسی عارف نے کہا کہ بے کار انسان سے تو مردہ زیادہ بہتر ہے اسلئے کہ مردہ کم جگہ گھیرتا ہے، بیکار انسان زیادہ جگہ گھیرتا ہے آپنے دیکھا ہوگا کہ جو پانی کھڑا ہوتا ہے نا اسمیں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں، جس طرح کھڑے پانی کے اندر کیڑے جنم لے لیتے ہیں اسی طرح فارغ ذہن کے اندر مذموم خیالات جنم لے لیتے ہیں، جوشخص اپنے دل ودماغ کو اللہ کی طرف متوجہ نہیں رکھے گا شیطانی شہوانی نفسانی خیالات خود بخود اسکے ذہن میں آئیں گے۔

اللہ والوں نے وقت کیسے گزارا؟

ہمارے اکابر نے زندگی کی حقیقت کو سمجھا اور انہوں نے اپنے جسم کو عبادتوں میں خوب تھکایا نبی علیہ السلام اتنی عبادت فرماتے تھے حدیث پاک میں آتا ہے "حتی تورمت قداماہ" کہ علیہ السلام کے قدمین مبارک کے اوپر ورم آجایا کرتا تھا" پاؤں مبارک سوج جاتے تھے اتنی عبادت کرتے تھے۔

(۱)......امام اعظم ابوحنیفہؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ رمضان المبارک میں ایک قرآن پاک دن میں تلاوت کرتے اور ایک قرآن پاک رات میں تلاوت کرتے اور تین قرآن پاک تراویح میں پورا کرتے تو ٹوٹل انکے تریسٹھ ۶۳ قرآن پاک ہوجاتے تھے۔

(۲)......ایک بزرگ تھے انکی اسی سال عمر تھی اور اسی سال کی عمر میں وہ روزانہ ستر مرتبہ کعبۃ اللہ کا طواف کیا کرتے تھے، ایک طواف کے سات چکر

ہوتے ہیں تو ستر طواف کے چار سو نوے چکر اور ہر طواف کی دو رکعت واجب الطواف، انکو ستر سے ضرب دو تو ایک سو چالیس تو نفلیں ہو گئیں اب ہم اگر کسی دن ایک سو چالیس نفلیں پڑھیں نا تو پھر آخر کی سمع اللہ کی جگہ اوئی اللہ نکلے گا اور یہ ان کا زندگی کا ایک عمل تھا، باقی اعمال اور معمولات اسکے علاوہ ہوا کرتے تھے۔

(۳)...... امام ابو یوسفؒ وقت کے چیف جسٹس تھے، عالم اسلام کے اپنے زمانہ میں سب سے بڑے قاضی تھے، وہ سارا دن دین کا کام کرتے جب رات ہوتی تو ہر رات میں دو سو رکعت نفل پڑھا کرتے تھے اتنے مصروف بندے اور رات کو اتنی اللہ تعالی کی عبادت کرتے انہوں نے دین کے لئے اپنی زندگیاں خوب گزاریں۔

(۴)...... چنانچہ ہمارے ایک بزرگ گزرے ہیں خواجہ فضل علی قریشیؒ وہ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں وضو کر کے اپنی زمین میں کام کرنے کے لئے نکلتا تھا اور زبان سے اللہ کا ذکر بھی کرتا تھا ہر روز ستر ہزار مرتبہ اسم ذات کا ذکر کرنے کا میرا معمول ہوا کرتا تھا، ہمارے لئے ایک تسبیح پڑھنی سبحان اللہ کی مشکل ہوتی ہے، چنانچہ کتنے لوگ ہیں روزانہ دس ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے ہیں۔

(۵)...... لاہور میں ایک عالم سلسلہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے صبح کے ناشتے کے لئے دعوت دی کہنے لگے کہ حضرت میرے والد عاشق قرآن تھے، ہم نے ان سے کہا کہ بھائی اب ہمیں ناشتہ میں اتنی دلچسپی نہیں رہی انکے حالات سننے میں دلچسپی زیادہ ہو گئی ہے آپ ہمیں اپنے والد کے واقعات سنائیں وہ کہنے لگے کہ جی ایک واقعہ سناتا ہوں، میرے والد گرامی کو کسی بزرگ نے بتادیا کہ اگر دو سال تک روزانہ ایک قرآن مجید کی تلاوت کرو گے تو قرآن مجید کا فیض تمہاری آئندہ نسل میں جاری ہو جائے گا، میرے والد صاحب نے اس کا ارادہ کر لیا اور روز قرآن پاک پڑھنے کا معمول بنالیا ایک قرآن مجید روزانہ پڑھنا سردی، گرمی خوشی، غمی، صحت، بیماری، دیس، پردیس ہر حال میں انہوں روزانہ ایک قرآن

مجید پڑھا، حتی کے دوسال مکمل ہوئے کہنے لگا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ میرے والد کے جتنے بیٹے اور جتنی بیٹیاں انکے آگے جتنے بیٹے جتنی بیٹیاں دس سال سے اوپر کی عمر کے سب کے سب قرآن پاک کے حافظ ہیں، میرے والد کی نسل میں نرینہ اولاد یا مادینہ اولاد ہمارے خاندان کا دس سال کے اوپر کا ہر بچہ قرآن پاک کا حافظ ہے ﷲ یہ لوگ ابھی زندہ ہیں فوت شدہ لوگوں کی باتیں نہیں کر رہا اگر یہ لوگ آج کے اس دور میں اتنی اللہ تعالی کی عبادت کرسکتے ہیں تو کیا ہم روزانہ ایک پارے کی تلاوت نہیں کرسکتے۔

(٦)...... ہمارے قریبی رشتہ داروں میں سے ایک بزرگ تھے عالم تھے وہ کہنے لگے جب میں اپنے حضرت سے بیعت ہوا تو انہوں نے مجھے ایک قرآن پاک روزانہ تلاوت کا حکم دیا خود مجھے فرمانے لگے کہ اس وقت مجھے بیعت ہوئے تینتالیس سال کا عرصہ گزر چکا ان تینتالیس سالوں میں ایک دن میری تلاوت قضا نہیں ہوئی اگر یہ لوگ ایسے اعمال نامہ لے کر اللہ کے حضور پیش ہونگے کہ تینتالیس سال میں ایک دن بھی قرآن پاک کا ایک پارہ پڑھنا اسمیں ناغہ نہیں ہوا تو پھر سوچیں کہ ہم اس دن کیا کریں گے؟ کرنے والے آج کے دور میں بہت کچھ کر رہے ہیں ہم نے تو دیکھا حفاظ کو بھی رمضانی حافظ بس رمضان آیا تو دن رات بھاگ دوڑ کر کے کچھ کرلیا اور اسکے بعد ان میں اور عام نوجوان میں کوئی فرق نہیں۔

(۷)...... ہمارے ایک قریبی تعلق والے دوست ہیں انکی والدہ صاحبہ قرآن مجید کی حافظ ہیں اللہ تعالی کی شان انکو قرآن مجید اس طرح یاد ہے کہ جس طرح عام لوگوں کو سورۂ فاتحہ یاد ہوتی ہے، جب چاہیں جس وقت چاہیں جہاں سے پوچھیں ایک لفظ بولیں وہ اسی سے آگے پڑھنا شروع کر دیتی ہیں، اللہ تیری شان! وہ حیران ہوتی ہیں کہ کیا حافظ قرآن بھی بھولتے ہیں اور واقعی جو محنت کرتے ہیں اللہ رب العزت انکو نعمت عطا فرماتے ہیں۔

آج بھی کیسے کیسے موجود ہیں؟

ہمیں ایک دفعہ مری جانے کا اتفاق ہوا رمضان مبارک میں تو ایک جگہ ہم نے تراویح پڑھی ایک عجیب بات سنی وہ کہنے لگے کہ اس مصلے پر جو قراء سناتے ہیں وہ بڑے چنے ہوئے ہوتے ہیں، مگر خاص بات یہ ہے کہ چھتیس سال میں یہاں تراویح پڑھانے والے کسی حافظ کو ایک مرتبہ بھی لقمہ لینا نہیں پڑا الحمد للہ تو آج کے دور میں اگر ایسے لوگ موجود ہیں تو ہم کیوں قرآن مجید کو اچھی طرح نہیں پڑھتے ہیں یہ فقط اہمیت ہے وقت کی جس نے محنت کر لی اس نے وقت کو کما لیا ورنہ وقت تو گزر ہی رہا ہے وقت انتظار نہیں کرتا کسی کا، تو جب یہ جسم ادھار کا مال ہے ہمیں چاہئے کہ ہم اس سے جتنا زیادہ عبادت کر سکیں نیکی کر سکیں مخلوق خدا کی خدمت کر سکیں، دین کا کام کر سکیں، ہم اسکو خوب اللہ کے دین کے لئے تھکائیں، فارغ رہنا خوشی کی بات نہیں ہے، عدیم الفرصت ہو جانا یہ خوشی کی بات ہے، فرصت ہی نہ ملے اتنا دین کے کام میں انسان لگ جائے۔

(۱)......ایک صاحب چند دن پہلے ملنے کے لئے آئے سولہ سال سے صائم الدہر تھے سولہ سال سے متواتر روزے کی حالت میں زندگی گذار رہے تھے

(۲)......ہمارے ایک قاری صاحب جن کو ہمارے بعض دوستوں نے دیکھا ہوگا [illegible] سال اجازت بھی دی خلافت بھی دی چترال کے تھے الحمد للہ انکی زندگی کے اس وقت تیئیس سال گذر چکے ایک دن روزہ ایک دن افطار تیئیس سال اس ترتیب پر وہ زندگی گذار چکے ہیں تو بھئی اگر آج کے دور میں ایسے لوگ زندہ موجود ہیں جو اللہ کے لئے یہ کچھ کرتے ہیں، تو کیا دس دن ہم اللہ تعالی کی خوب جی بھر کے عبادت نہیں کر سکتے، مقصد یہ ہے ان مثالوں کے دینے کا کہ ہم جو نیت لے کر آئے اعتکاف کی اب یہ دس دن جی بھر کر اللہ تعالی کی عبادت کریں خوب اپنے جسم کو تھکائیں، یہ جسم دنیا کے لئے ہزاروں مرتبہ تھکا ہم نے راتیں دنیا کی

خاطر سینکڑوں مرتبہ جاگ کر گزاریں، اگر یہ دس راتیں اللہ کے لئے جاگ کے گزار دیں گے اور دن اللہ کی عبادت میں گزار دیں گے اور تھکائیں گے تو یہ کون سی بڑی بات ہو جائے گی، تو اسلئے دل میں ہمت ہو، جذبہ ہو، شوق ہو کہ ہم نے ان دس دنوں میں خوب جی بھر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے۔

وقت کی قدر کریں

رمضان المبارک کا وقت ویسے ہی قیمتی اور آخری عشرہ دو کی نسبت اور زیادہ قیمتی معتکف کے لئے تو پھر اور بھی زیادہ قیمتی چونکہ معتکف کی مثال ایسی ہے جیسے کسی سخی کی دہلیز پکڑ کے کوئی سائل بیٹھ جائے کہ مجھے جب تک کچھ نہیں ملے گا میں دروازہ پکڑے رہوں گا تو سخی بالآخر اسے کچھ دے ہی دیا کرتا ہے ہمارے مشائخ نے فرمایا الوقت من ذہب وفضہ وقت جو ہے وہ سونے اور چاندی کی ڈلیوں کی مانند ہے استعمال کرلو تو چاندی بنالو اور زیادہ اخلاص کے ساتھ کرو تو سونے کی ڈلی بنے گی اور اگر استعمال نہیں کرو گے تو مٹی کے ڈھیلے کے مانند گزر جائے گا، بلکہ بعض بزرگوں نے تو یوں کہا کہ الوقت سیف قاطع وقت ایک کاٹنے والی تلوار ہے امام شافعیؒ فرماتے تھے کہ مجھے صوفیا کی دو باتوں سے بہت فائدہ ہوا ایک بات تو یہ کہ وقت ایک کاٹنے والی تلوار ہے اگر تم اسے نہیں کاٹو گے تو وہ تمہیں کاٹ کر رکھ دے گی اور دوسرا فرمایا کرتے تھے کہ یہ بات مجھے بہت اچھی لگتی ہے کہ اگر تم نفس کو حق میں مشغول نہیں کرو گے تو نفس تمہیں باطل میں مشغول کر دے گا تو بات بالکل سچی ہے ہم نفس کو پالنے میں مشغول ہیں اور نفس ہمیں جہنم میں دھکا دینے میں مشغول ہے بہر حال جتنا بھی وقت ہے ہمارا وہ طے شدہ ہے۔

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنس کر گزار دے یا اسے رو کر گزار دے

حقیقی زندگی کونسی؟

اس ہماری زندگی کے اوقات میں جو یاد الٰہی میں وقت گزر رہا ہے یہ تو زندگی

ہے اور باقی ساری کی ساری شرمندگی، ایک بڑے میاں سے کسی نے پوچھا کہ بڑے میاں عمر کتنی؟ کہنے لگے پندرہ سال اس نے کہا کیوں جوان بننے کا زیادہ ہی شوق ہے کہ پندرہ سال کہہ رہے ہو کہنے لگے نہیں بھائی جب سے توبہ کر کے اللہ سے صلح کی ہے پندرہ سال گزرے ہیں یہ میری زندگی ہے اور اس سے پہلے والی ساری شرمندگی ہے۔

میری زیست کا حال کیا پوچھتے ہو
بڑھاپا نہ بچپن نہ میری جوانی
جو چند ساعتیں یاد دلبر میں گزریں
وہی ساعتیں ہیں میری زندگانی

جو چند ساعتیں اللہ تعالی کی یاد میں گزر گئیں وہ میری زندگی ہے اور باقی ساری کی ساری شرمندگی ہے۔

آخرت کی تیاری کی فکر

(۱) ایک بزرگ گزرے ہیں اویس قرنیؒ قرن ایک قبیلہ تھا اسکے رہنے والے تھے یہ نبی ﷺ کے دور میں تھے والدہ کی خدمت کرتے تھے ان سے اجازت لے نبی ﷺ کے دیدار کے لئے حاضر ہوئے مگر اللہ کے محبوب سفر پر جا چکے تھے، پیچھے والدہ اکیلی تھیں بیمار تھیں اسلئے ویسے ہی واپس آگئے جب نبی ﷺ تشریف لائے اور آپ کو پتہ چلا تو معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنا جبہ حضرت عمرؓ کو دیا اور کہا کہ تم ان کی تلاش کرنا فلاں فلاں جگہ، نشانیاں بتائیں کہ وہاں تمہیں ملیں گے اور انکو میری طرف سے یہ جبہ ہدیہ پیش کرنا اور انکو کہنا کہ وہ میری امت کے لئے مغفرت کی دعا کریں، چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد نبی ﷺ کا وصال ہو گیا تو بعد میں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ یہ دونوں حضرات انکی تلاش میں گئے انکو ایک جگہ پا لیا انکو جبہ بھی دیا انکو بتایا بھی سہی کتاب

میں لکھا ہے کہ بس تھوڑی سی گفتگو آپس میں ہوئی اسکے بعد اویس قرنیؒ نے کہا کہ آپ نے بھی آخرت کی تیاری کرنی ہوگی اور میں نے بھی آخرت کی تیاری کرنی ہے اچھا پھر روز محشر کو ملیں گے انکو رخصت کر دیا۔

(۲)...... ہمارے ایک بزرگ گزرے ہیں حضرت مولانا حسین علی واں بھچراں والے انکے بارے میں بھی یہی ہے کوئی بھی ملنے آتا تھوڑی دیر اس سے گفتگو کرتے جو کام کی گفتگو تھی اور گفتگو کرنے کے بعد کہتے بھئی آپنے بھی آخرت کی تیاری کرنی ہے اور میں نے بھی تیاری کرنی ہے اچھا پھر ملیں گے فارغ کر دیتے تھے یہ کیسے لوگ تھے ہر دن اپنی آخرت کی تیاری میں لگے ہوتے تھے۔

(۳)...... چنانچہ ایک آدمی نے رابعہ بصریہؒ سے دعا کروانی تھی کسی پریشانی میں پھنسا ہوا تھا وہ کہتے ہیں میں فجر کے بعد گیا ملنے کیلئے تو وہ نفلیں پڑھ رہی تھیں، میں نے کہا ظہور کے بعد سہی پھر گیا تو نفلی پڑھ رہی تھیں، میں نے کہا عصر کے بعد سہی عصر کے بعد گیا تو تلاوتِ قرآن کر رہی تھیں، کہ مغرب کے بعد سہی تو پھر نفلیں پڑھ رہی تھیں، کہنے لگے عشاء کے بعد سہی عشاء کے بعد بھی انہوں نے نفل کی نیت باندھی اور پوری ہی نہیں کر رہی تھیں حتی کے اسی طرح انہوں نے پوری رات گزار دی فجر کا وقت آ گیا تو فجر پڑھی ہیں فجر پڑھ کر پھر جلدی گیا تو کہنے لگے کہ فجر کے بعد اشراق پڑھ کر تھوڑی دیر انکی آنکھ لگ گئی جب میں وہاں پہنچا تو میرے پاؤں کی آواز سے انکی آنکھ کھلی تو وہ ایسے اچانک اٹھ بیٹھیں جیسے کوئی بندہ بڑا لیٹ ہو جاتا ہے اور جانا ہوتا ہے کہیں ایسے اٹھ بیٹھیں اور دعاء مانگنے لگیں "اللھم انی اعوذبک من عین لاتشبع من النوم" اے اللہ میں ایسی آنکھ سے تیری پناہ مانگتی ہوں جو نیند سے بھرتی ہی نہیں ہے" اب بتایئے کہ تھوڑا سا حصہ دن کا سونے میں گزرا اور اس پر بھی استغفار کر رہی ہیں۔

جنتیوں کی حسرت

جب کوئی خوشی کی بات آتی ہے نا توغم کی بات بھول جاتے ہیں جب بھی خوشی ہوتی ہے بندے کوتوغم بھول جاتے ہیں، پکی بات ہے جنت میں جانے سے بڑھ کربھی کوئی خوشی ہوسکتی ہے؟نہیں ہوسکتی اسی لئے جنتی جب جنت میں جائیں گےتو کہیں گے الحمدُللہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عنّاالْحزَن،ہم سے وہ غم چلاگیا اور جنت میں کتنی خوشی ہوگی کہ انسان اللہ تعالی کا دیدارکرے گا نبی علیہ السلام کا دیدارکرے گا نیکوں کی محفل ہوگی اور یہ خوشی ہوگی کی اب یہ نعمتیں ہم سے کبھی واپس نہیں لی جائیں گی اس خوشی کے حال میں بھی بندےکوایک حسرت رہے گی حدیث پاک میں آتا ہے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے فضائل ذکرمیں یہ حدیث کوٹ کی ہے وہ فرماتے ہیں[لایتحسر اھل الجنة الاعلی ساعة من ربھم لم یذکر اللّٰہَ تعالی] "اہل جنت کوکسی بات پرحسرت نہیں ہوگی سوائے ایک بات کے کہ وہ وقت جوانہوں نے دنیامیں اللہ کی یاد کے بغیریعنی غفلت میں گزاراتھا جنتیوں کوغفلت میں گزرے ہوئے اس وقت پرحسرت ہواکرے گی'' کہ کاش ہم اسمیں غفلت نہ کرتے تو آج ہمارے رتبے اتنے زیادہ بلندہ ہوتے،اب بتاؤ جوحسرت جنت میں بھی جان نہ چھوڑے گی وہ کیسی بڑی حسرت ہوگی،تواسلئے اپنے وقت کواللہ تعالی کی یاد سے معمور کرلیجئے۔

پانچ چیزوں کی قدر کریں

نبی علیہ السلام نے ارشادفرمایا[اغتنم خمسا قبل خمس] پانچ کوپانچ سے غنیمت سمجھو:

[۱]......زندگی کوغنیمت سمجھوموت سے پہلے

[۲]......فرصت کوغنیمت سمجھومشغولی سے پہلے

[۳]......جوانی کو غنیمت سمجھو بڑھاپے سے پہلے

[۴]......مال کو غنیمت سمجھو فقر سے پہلے

[۵]......اور صحت کو غنیمت سمجھو بیماری سے پہلے

ایک اور حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا[نعمتان مبغون فیهما کثیـــر من الناس الصحة و الفراغ]دونعمت ایسی ہیں کہ جن میں اکثر لوگ دھوکہ کھائے ہوئے ہیں

[۱]صحت،اور[۲]فرصت،حدیث پاک میں یہ مضمون آیا تو ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے وقت کی قدر کریں جو پروردگار نے ہمیں انعام کے طور پر عطا فرمایا بس یہ دس دن ہیں ڈٹ کے محنت کر لیجئے پھر اس کی برکتیں آپ کو آنکھوں سے محسوس ہوگی کسی شاعر نے کہا ۔

نور میں ہو یا نار میں رہنا
ہر جگہ ذکرِ یار میں رہنا
چند جھونکے خزاں کے بس سہ لو
پھر ہمیشہ بہار میں رہنا

بس یہ چند دن محنت کے گزاریں پھر اسکی برکتیں آپ آنکھو سے دیکھیں گے انشاء اللہ آج جس چیز کی کمی ہے ہمارے اندر وہ یہ کہ ہم سنتے تو ہیں سن سن کے سن ہو جاتے ہیں عمل نہیں کرتے ،تو سننا اور سن کے عمل کرنا یہ آج وقت کی ضرورت ہے۔

پانچ چیزوں کی قدر کریں

نبی ﷺ اس بات پر صحابہ کرام سے بیعت لیا کرتے تھے[اسمعوا واطیعوا] کہ تم جو سنو گے اس پر عمل کرو گے اس پر میرے ہاتھوں پر بیعت کرو ﷺ اسلئے جو لوگ سنتے ہیں اور عمل کرتے ہیں اللہ تعالی ایسے لوگوں کو پسند فرماتے ہیں ﴿الذین

یستمعون القول فیتبعون احسنه﴾ تو سننے کی نیت یعنی عمل کی نیت سے بیٹھ کر سنیں گے، ایک جگہ ارشاد فرمایا﴿ان فی ذالک لآیات لقوم یسمعون﴾ اسمیں نشانی ہے اس قوم کے لئے جو سنتے ہیں اور ایک جگہ فرمایا﴿ولو اراد الله فیهم خیر الاسمعهم﴾ "اگر اللہ انکے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا تو ان کو بات سنوا دیتا" اسلئے ہر بندہ بات نہیں سنا کرتا ہمارے حضرتؒ مجمع کو فرماتے تھے اوہ! سن رہے ہو پھر فرمایا کرتے تھے تم نہیں سن رہے ہو، تو واقعی سننے کا بھی اپنا درجہ ہوتا ہے جہنمی جہنم میں جائیں گے تو فرشتے ان سے پوچھیں گے کہ تم لوگ کیوں جہنم میں آئے تمہیں کوئی سمجھانے والا نہیں تھا؟ تو جہنمی آگے سے جواب دیں گے ﴿لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر﴾ اے کاش! اگر ہم سن لیتے یا ہمارے اندر عقل کی رتی ہوتی تو ہم دوزخ والوں میں سے نہ ہوتے" تو اسلئے ایمان والے سنتے ہیں اور اپنی عقل سمجھ سے اسکو سوچتے ہیں اور اسکو عملی جامہ پہناتے ہیں آج کل تو انسان اپنے ضمیر کی آواز خود نہیں سنتا جب بھی کوئی انسان گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالی نے اسکے اندر ایک ضمیر کی نعمت بنائی ہے وہ ضمیر چیختا ہے چلاتا ہے وہ بتاتا ہے ملامت کرتا ہے کئی نہیں سنتے سنی ان سنی کر دیتے ہیں حالانکہ وہ ہمارا سچا ساتھی ہے کبھی کبھی انسان اپنے آپ کو ضمیر کی عدالت میں کٹہرے میں کھڑا کر کے اپنے بارے میں رائے لے کہ میں کیا ہوں؟ بالکل صحیح فیصلہ ملے گا اسلئے کہتے ہیں اپنے آپ کی حقیقت معلوم کرنی ہو تو اپنی حقیقت اپنے دل سے پوچھو دل وہ گواہ ہے جو کبھی رشوت قبول نہیں کرتا، سچی گواہی دیتا ہے دل ہمیشہ بتائے گا کہ تم کتنے پانی میں ہو دنیا کے سامنے ہم جو بنتے پھریں ﴿بل الانسان علی نفسه بصیرة ولو القی معاذیرة﴾

آج کے دور کی پانچ خامیاں

آج کے زمانہ میں پانچ خامیاں عام ہیں:

(۱)...... پہلی بات کہ ہم علم تو حاصل کر لیتے ہیں عمل میں اتنی کوشش نہیں کرتے اسلئے جس سے بات کرو وہ کہتا ہے کہ جی مجھے پتہ ہے بھئی جانتے تو سب ہیں اللہ تعالیٰ تو یہ دیکھتے ہیں کہ مانتے کتنا ہیں؟ اگر نمٹ علم کے اوپر مغفرت ہونی ہوتی تو شیطان کی تو ہم سے پہلے ہو جاتی، اس کے علم میں تو ہمیں کوئی شک نہیں ہے تو نمٹ علم کے اوپر مغفرت نہیں ہوگی جس طرح چراغ جلائے بغیر فائدہ نہیں دیتا اسی طرح علم عمل کے بغیر فائدہ نہیں دیتا۔

(۲)...... دوسری بات کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو مانگتے ہیں استعمال بھی کرتے ہیں مگر ان نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ ان گنت نعمتیں بھیجتے ہیں ﴿وان تعدوا نعمة الله لاتحصوها﴾ اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تم شمار بھی نہیں کر سکتے اتنی ان گنت نعمت ہیں مگر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتے، کوئی شربت پلادے تو اسکا بھی شکریہ اور جو پروردگار دستر خوان پہ اتنی نعمتیں کھلاتا ہے پیٹ بھر کر اٹھنے کے بعد کھانے کی دعا بھی یاد نہیں رہتی اسلئے ایک بزرگ فرماتے تھے اے دوست اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھا کھا کر تیرے دانت تو گھس گئے اسکا شکر ادا کرتے ہوئے تیری زبان تو نہیں گھسی۔

(۳)...... تیسری بات کہ ہم گناہ کر بیٹھتے ہیں مگر استغفار نہیں کرتے بعض تو اس وجہ سے کہ وہ سوچتے ہیں کریں گے یعنی نیت ہوتی ہے گناہ چھوڑنے کی مگر کہتے ہیں ہاں ابھی چھوڑیں گے اکمال الشیم میں عجیب بات لکھی ہے وہ فرماتے ہیں اے دوست تیرا توبہ کی امید پر گناہ کرتے رہنا اور زندگی کی امید پر توبہ کو مؤخر کرتے رہنا تیری عقل کا چراغ گل ہونے کی دلیل ہے، رابعہ بصریہ فرمایا کرتی تھیں استغفارنا یحتاج الی استغفار کہ ہم لوگ جو استغفار کرتے ہیں اتنی غفلت سے کہ استغفار پر استغفا کرنے کی ضرورت ہے۔

(۴)...... بات یہ کہ ہم میت کو تو دفن کرتے ہیں مگر عبرت نہیں پکڑتے ایک صاحب عجیب واقعہ سنانے لگے کہنے لگے میرے ہمسایہ میں ایک صاحب

تھے انکی وفات ہوگئی تو ہمیں بھی صدمہ ہوا تو میں نے اپنے گھر میں بچوں کو بتا دیا کہ بھئی اب ایک مہینہ کم از کم ٹی وی نہیں ہونا چاہئے کیوں کہ ہمارے سامنے والے پڑوسی سے ہمارا اتنا اچھا تعلق ہے تو ان کو اتنا صدمہ ہوا اور انکے والد جوان العمر تھے اور اچھا کاروبار تھا تو میرے گھر کے بیوی بچوں نے میرے ساتھ وعدہ کرلیا کہ ہم چالیس دن تک ٹی وی کو اون نہیں کریں گے، کہنے لگے چوتھا دن گزرا تو جس گھر میں وفات ہوئی تھی اس گھر میں ٹی وی کی آواز آرہی تھی اسکا مطلب ہے ان بچوں نے باپ کو دفن تو کیا عبرت نہیں پکڑی تو ہم میت کو دفن تو کرتے ہیں عبرت نہیں پکڑتے کہ ہم نے بھی آنا ہے، حسن بصریؒ کے بارے میں آتا ہے کہ قبرستان جانے کے بعد اس قدر ان پر غم طاری ہوتا تھا کہ کئی مرتبہ جس چارپائی پر مردے کو لے جایا جاتا اس چارپائی پر انکولٹا کر واپس لایا کرتے تھے ایسی حالت ہو جاتی تھی اور علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ سلف صالحین جب جنازہ لے کر چلتے تھے تو جنازے کے پیچھے ہر بندے کی آنکھ سے آنسو ٹپکتے تھے باہر والے بندے کے لئے پہچاننا مشکل ہو جاتا تھا کہ جنازے کا ولی کون ہے موت کو یاد کر کے سارے روتے نظر آرہے ہوتے تھے آخرت کو یاد کر کے گناہوں کو یاد کر کے، وہ جنازے سے عبرت پکڑتے تھے۔

(۵)......اور پانچویں چیز کہ آج کے دور میں دوست واحباب فقرا کی نصیحت تو سنتے ہیں اسکی پیروی نہیں کرتے بس سننے تک ہی کام رکھتے ہیں اور پھر آپس میں تقابل کرتے ہیں یہ ایک نئی مصیبت کہ فلاں کا بیان ایسا ہوتا ہے اور فلاں کا ایسا ہوتا ہے او! خدا کے بندے بجائے اسکے کہ ہم اسمیں پڑیں ہم یہ کیوں نہیں سوچتے جو ہمیں بتایا گیا ہے اس میں ہمارے لئے عمل کا کیا پیغام دیا ہے۔

قلب سلیم کسے کہتے ہیں؟

تو ہمیں اپنی زندگی میں قلب سلیم حاصل کرنا ہے اسلئے کہ قیامت کے دن

انسان کے یہی کام آئے گا اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں ﴿ یوم لاینفع مال ولابنون الامن اتی اللہ بقلب سلیم ﴾ ''قیامت کے دان نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے کام آئیں گے جو سنوارا ہوا دل لائے گا وہ دل اسے کام آئے گا، تو اس آیت سے معلوم ہوتا ہے اللہ تعالی دلوں کے بیوپاری ہیں بندے سے دل چاہتے ہیں اے بندے اپنا دل مجھے دیدے بندہ اپنے دل میں اپنے رب کو بسالے ایسی محنت کرے کہ اللہ تعالی دل میں آجائے اللہ تعالی دل میں سماجائے بلکہ اللہ تعالی دل میں چھا جائے اسکو قلب سلیم اور قلب منیر کہتے ہیں۔

لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی یہ اسی ملک افریقہ کے رہنے والے تھے غلام تھے مگر حکمت نے انکو سردار بنادیا تھا تو انہوں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اے بیٹے! میں سورج اور چاند کی روشنی میں پرورش پاتا رہا مگر دل کی روشنی سے میں نے کسی چیز کو فائدہ مند نہیں دیکھی۔

تسخیر مہر و ماہ مبارک تمہیں مگر ☆ دل میں اگر نہیں تو کہیں روشنی نہیں

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

سارے جہاں کو قمقموں سے روشن کرنے والا اپنے من میں اندھیرا لئے پھرتا ہے تو اگر من میں اندھیرا ہے تو پھر قیامت کے دن کیا کام آئے گا یاد رکھنا کہ دل سیاہ ہو تو چمکتی آنکھیں کوئی فائدہ نہیں دیا کرتیں، ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ تم اپنے دل کے مالک بن جاؤگے اللہ تعالی تمہیں جہان کا مالک بنادے گا تم اپنے دل کے مالک بن جاؤ پھر دیکھئے اللہ رب العزت تم پر کیسی مہربانیاں فرماتے ہیں

دل گلستاں تھا تو ہر شئے سے ٹپکتی تھی بہار
یہ بیاباں کیا ہوا عالم بیاباں ہوگیا

یہ دل اہل اللہ کی محفل میں سنورتے ہیں ہم یہاں اکٹھے ہیں اپنے دلوں کوسنوارنے کے لئے تو بس یہ آپ ذہن میں رکھئے کہ ہم نے جو یہ دس دن ہیں کوئی بھی گناہ نہیں کرنا نہ آنکھ سے نہ زبان سے نہ کان سے نہ دل ودماغ سے نہ ہاتھ سے نہ شرم گاہ سے۔

ایک سنہری بات

ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ تھے ابوالحسن خرقانیؒ ایک عجیب بات فرمایا کرتے تھے سونے کی سیاہی سے لکھنے کے قابل ہے، فرماتے تھے کہ جس شخص نے جودن گناہوں کے بغیر گزارا ایسا ہی ہے جیسے اس نے وہ دن نبی علیہ السلام کی صحبت میں گزارا تو ہمارے دل میں یہ بھی تمنا ہو کہ ہم دس دن گناہوں کے بغیر گزاریں، اس لئے ہر وقت ذکر وعبادت میں مشغول رہیں معتکف کو ہر وقت عبادت میں مشغول رہنا یہ زیادہ پسندیدہ عمل ہے، عام طور پر بات خیر خیریت سے شروع ہوتی ہے اور پھر کاروبار کے تذکرے شروع ہو جائیں گے گھر بارے کے تذکرے شروع ہو جائیں گے اور اگر نوجوان ہے تو اپنی شادی کی پلاننگ کے تذکرے شروع ہو جائیں گے

بات پہنچی تیری جوانی تک

اسلئے معتکفین حضرات ایک دوسرے سے بس کام کی گفتگو کریں اور تفصیلات بعد میں اعتکاف کے بعد، ضروری جو گفتگو ہو بس وہ کریں اس سے زیادہ نہیں۔

حضرت تھانویؒ کا طریقۂ علاج

حضرت اقدس تھانویؒ کی خانقاہ پر بڑے بڑے علماء آتے تھے اپنی تربیت کے لئے اور انکی خوب تربیت ہوتی تھی حضرت قاری محمد طیبؒ نے جب دارالعلوم دیو بند کا نظام سنبھالا تو جوانی بھی تھی اور اللہ نے حسن وجمال بھی خوب دیا تھا اور علم وکمال بھی خوب دیا تھا اور لوگوں کے دلوں میں محبت بھی بہت دی تھی تو

انہوں نے حضرت اقدس تھانویؒ کو خط لکھا کہ حضرت کبھی کبھی میرے دل میں خود پسندی آجاتی ہے خود پسندی کا کیا مطلب؟ اپنے آپ کو پسند کرنا کہ بھئی میرے اندر بڑی صفات ہیں جوانی میں میں دارالعلوم کا مہتمم بھی ہوں اللہ نے اتنا علم بھی دیا کہ لوگ وعظ سنتے ہیں تو سر دھنتے ہیں اور خوبصورتی بھی اللہ نے اتنی زیادہ دی اور مال ومنال بھی دیا، عزت بھی دی، ہر بندہ بچھتا چلا جارہا ہے تو اس وجہ سے میرے دل میں کبھی کبھی خود پسندی پیدا ہوجاتی ہے حضرت تھانویؒ نے خط لکھا کہ اچھا آپ سب کچھ کسی کے حوالے کردو اور ایک مہینہ کے لئے یہاں ہمارے پاس آجاؤ تو ایک مہینہ کے لئے فوراً پہنچ گئے تھانہ بھون جب وہاں پہنچے تو حضرت نے فرمایا کہ بس آپ اپنا دن گذاریں جیسے گذارتے ہیں ایک کام کرنا ہے کہ جو لوگ مسجد میں آتے ہیں انکے جوتے سیدھے کردینا بس اتنی سی ڈیوٹی لگادی کہ آپ کا کام یہی ہے کہ جوتوں کے پاس بیٹھے رہیں اور جو مسجد میں آئیں جائیں انکے جوتے سیدھے کرتے رہنا، قاری محمد طیبؒ خود لکھتے ہیں کہ میں نے چند دن جوتے سیدھے کئے میرے اندر سے خود پسندی اور تکبر کا ہمیشہ کے لئے ازالہ ہوگیا چند دن جوتے سیدھے کئے اپنی اوقات کا پتہ چل گیا، ان حضرات کے پاس ایسے نسخے تھے کہ وہ تکبر خود پسندی اور ایسی بیماریوں کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا کرتے تھے۔

چنانچہ ایک دفعہ ان کے پاس اس خانقاہ میں حضرت محمد شفیعؒ بھی پہنچ گئے اور مولانا بنوریؒ بھی پہنچ گئے اب دونوں حضرات جوان، نئے نئے پڑھ کر فارغ ہوئے اور شوق شوق میں گئے کہ بھئی ہم نے دارالعلوم میں تو پڑھ لیا اب کچھ بزرگوں کی بھی صحبت اختیار کرلیں عشاء کی نماز ہوئی تو پرانے لوگ تھے وہ سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے تھے اب بھی جاکر دیکھیں تو ایسے ہی ہیں اسی حال میں باقی ہیں اب یہ حضرات ایک کمرہ ان کو دیا گیا تھا تو یہ جب اپنے کمرے میں گئے تو کسی موضوع پر بات چل پڑی

دونوں عالم تھے اور چیزیں از بر تھیں اور بڑے ذہین اور فطین تھے اب آپس میں خوب بحث چلنی شروع ہوگئی دلائل چلنے شروع ہوگئے ابھی دلائل چل ہی رہے تھے کہ ایک بڑے میاں جونگران تھے وہ آگئے اور کہنے لگے کہ شہزادو پہلے دن آئے ہو تمہیں ابھی پتہ نہیں یہاں عشاء کے بعد کوئی بات نہیں کرسکتا کرنی ہے تو اپنے دل میں اپنے رب سے باتیں کرو، چونکہ پہلا دن ہے لہذا آج میں آپکو تنبیہا کہہ رہا ہوں آج کے بعد پھر میں نے آپ دونوں کو بات کرتے دیکھا تو دونوں کے بستر خانقاہ سے اٹھا کر باہر رکھدیئے جائیں گے یہ حضرات خود فرمایا کرتے تھے کہ اس بڑے میاں کی بات نے ہمارا دماغ سیدھا کردیا پھر ہم صحیح آداب کے ساتھ رہے اور پھر اللہ نے ہمیں "چپ" کے مزے عطا فرمادئے چپ کے بھی تو مزے ہوتے، اس مزے سے ہر بندہ واقف نہیں ہے، آج کل کھانے کے مزے سے لوگ واقف ہیں اور فاقہ کے مزے سے واقف نہیں ہیں، بولنے کے مزے سے واقف ہیں چپ کے مزے سے واقف نہیں ہیں، سونے کے مزے سے واقف ہیں جاگنے کے مزے سے واقف نہیں ہیں، چپ کا اپنا مزہ ہے اسی لئے جو جتنا بڑا عالم ہوگا آپ اسکو دیکھیں گے وہ اکثر زیادہ خاموش ہوگا۔

کہہ رہا ہے شور دریا سے سمندر کا سکوت
جتنا جس کا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

نماز کیسے پڑھیں؟

جو نمازیں پڑھنی ہیں ان دس دنوں میں وہ بھائی بنا سنوار کر پڑھیں تعدیل ارکان کے ساتھ نماز پڑھیں، یعنی رکوع سجود جم کر کریں تسلی سے پنجابی میں کہتے ہیں ٹکا کے نماز پڑھنا، تو ان دس دنوں میں ہم اپنی نمازیں خوب توجہ الی اللہ کے ساتھ پڑھنے کی کوشش کریں خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھنے کی کوشش کریں تسلی سے نماز پڑھیں اپنے رب کے سامنے اسکی مشق کریں آپ مشق کیجئے گا اللہ رب

العزت انشاء اللہ رحمت فرمائیں گے۔

ایک واقعہ

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ ایک دفعہ گئے اپنے شیخ سید احمد شہیدؒ سے ملنے کیلئے شاہ صاحب نے پوچھ لیا کہ شہزادے میاں کیا چاہتے ہو؟ تو کہتے ہیں کہ آگے سے میرے دل میں کیا آیا تو میں نے کہہ دیا کہ حضرت مجھے صحابہ جیسی کوئی نماز ہی پڑھا دیں ہم ہوتے تو کاروبار کی اچھائی کی دعا منگواتے یا نیک خوبصورت بیوی ملنے کی دعا منگواتے، انہوں نے دعا کیا منگوائی؟ کہ حضرت کوئی صحابہ جیسی نماز ہی ہمیں پڑھائیں سن کر خاموش ہو گئے، رات ہوئی تو تہجد میں میں اٹھا تو مجھے فرمانے لگے بھئی اٹھ گئے؟ کہ جی اٹھ گیا، فرمانے لگے جاؤ اللہ کے لئے وضو کرو، فرماتے ہیں ان الفاظ میں پتہ نہیں کیا بجلی بھری ہوئی تھی کہ اللہ کے لئے وضو کرو کہ میرے دل پر ایک عجیب اللہ کی ہیبت، عظمت طاری ہوگئی اور میں نے جو وضو کیا تو مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں اور میں انکے سامنے وضو کر رہا ہوں کہنے لگے وضو کر کے آیا تو فرمانے لگے وضو کر لیا میں نے کہا جی کر لیا، فرمانے لگے اللہ کے لئے دو رکعت پڑھو اصل وہ توجہ باطنی بھی ساتھ مل رہی تھی تو یہ دو رکعت جو میں نے سنی اللہ کیلئے پڑھو تو بس اب تو میں نے دو رکعت کی نیت باندھی اور میرے اوپر گریہ طاری ہو گیا اور میں دو رکعت پڑھوں میرے دل میں خیال آیا میں نے تو بھئی صحیح نہیں پڑھی پھر اگلی دو رکعت پھر اگلی دو رکعت کرتے کرتے اس رات میں نے سو نفل پڑھے اور میری دو رکعت پر بھی تسلی نہ ہوئی بعد میں پھر شیخ نے بتایا کہ صحابہ ایسی نمازیں پڑھا کرتے تھے کہ اپنی طرف سے ٹکا کے پڑھتے تھے اور پڑھنے کے بعد کہتے تھے [**ماعبدناک حق عبادتک وماعرفناک حق معرفتک**] یہ صحابہ کی نماز تھی تو بھئی ان دنوں میں ہم بھی تعدیل ارکان کے ساتھ اس طرح نماز پڑھیں۔

اللہ کا ہاتھ جماعت پر

یہ ذہن میں رکھنا دلوں کے اجتماع کو اللہ کے یہاں قبولیت میں بڑا دخل ہے اب آپ سنئے کہ ہر روز پوری دنیا میں اپنے اپنے گھروں میں لاکھوں انسان بلکہ کروڑوں مسلمان روزانہ دعا مانگتے ہیں مگر وہ اپنے اپنے گھروں میں مانگتے ہیں اللہ کی طرف سے انکی قبولیت کا وعدہ کوئی نہیں ہے اور چند لاکھ مسلمان میدان عرفات میں اکٹھے ہو جاتے ہیں اب ان کے دل جمع ہو گئے ایک جگہ پر تو قبولیت دیکھیں کہ عرفات کے میدان میں حدیث پاک کے مطابق جو مانگتے ہیں اللہ تعالی ان کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں بلکہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک سب سے بڑا گنہگار وہ ہوتا ہے جو عرفات میں وقوف عرفہ میں دعاء مانگے اور پھر کہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی سب سے بڑا گنہگار وہ ہے اتنے اللہ تعالی ناراض ہوتے ہیں تو معلوم ہوا کہ مل کے جب کوئی عمل کرتے ہیں تو [يدالله على الجماعة] تو جماعت کے اوپر اللہ تعالی کی رحمت کا ہاتھ ہوتا ہے لہذا جب مل کر دعا مانگتے ہیں پروردگا دعاؤں کو جلدی قبول کرتے ہیں۔

اللہ کی مہربانی

حدیث پاک میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک دفعہ وعظ فرمایا ایسا پر تاثیر وعظ تھا کہ ایک صحابی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے جب نبی ﷺ نے محفل مکمل کی تو نبی ﷺ نے فرمایا ان کا رونا اللہ تعالی کو اتنا پسند آیا ان کی وجہ سے پوری محفل کے لوگوں کی مغفرت فرمادی گئی، تو بھئی اتنے لوگ جو ہر محفل میں دعاء مانگیں گے تو کوئی ایک تو اللہ کا مقبول بندہ تو ہوگا ایسا، ہم گنہگار سہی پتہ نہیں کیسے کیسے دل میں تقوی والے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں تو اس لئے اس وقت کو غنیمت سمجھیں اور اسمیں ہم خوب اللہ تعالی سے دعائیں مانگیں ایک اصول یاد رکھیں کہ جو انسان دنیا میں اللہ رب العزت سے دوستی کرنے کی نیت کرے گا کوشش کرے

گا، قیامت کے دن اللہ تعالی اسکو دشمنوں کی صفوں میں کبھی کھڑا نہیں فرمائے گا، اس مالک کی رحمت گوارا نہیں کریگی یہ دنیا میں مجھ سے دوستی کی کوششیں کرتا تھا اور مجھ سے دوستی کی دعائیں مانگتا تھا اسکو میں دشمنوں کی صف میں کھڑا کردوں، اس لئے اس میں یہ دعا مانگئے [**اللھم انی اسئلک منک**] اے پروردگا میں آپ سے آپ ہی کو طلب کرتا ہوں آپ ہی کو چاہتا ہوں اللہ تعالی کی محبت مانگئے پھر دیکھئے اس محبت میں اللہ تعالی ہمیں کیسی برکت عطا فرمائیں گے یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اللہ تعالی نے ایک موقع اور دیدیا رمضان المبارک کا ورنہ حقیقت تو یہی ہے کہ ہمارے گناہوں کو دیکھا جائے تو چہرے ہی مسخ ہوجاتے زمین میں ہی دھنس جاتے پتہ نہیں کیا کیا عذاب آنے کے قابل تھے مگر اس پروردگار نے پھر مہربانی کی اپنے گنہگار بندوں کو اپنے در پر دہلیز پکڑ کر بیٹھنے کا ایک موقع اور عطا فرمادیا تو اللہ تعالی کا ارادہ خیر کا ہے وہ دینا چاہتا ہے وہ پروردگار اپنے آنے والوں کو خالی نہیں بھیجا کرتا، سخی دنیا کا نہیں سننا چاہتا کہ لوگوں کی محفل میں کوئی فقیر کہے او جی میں نے آپ کے در سے مانگا تھا مجھے ملا نہیں تھا ارے دنیا کا سخی سننا گوارا نہیں کرتا کہ لوگوں میں بیٹھ کر کوئی فقیر کہے میں اسکے دروازے پر گیا مانگا مجھے نہیں ملا پروردگار کیسے پسند فرمائیں گے کہ روز محشر کوئی بندہ کہے اللہ میں آپکے در پر یہ رو رو کر مانگتا تھا مجھے آپ کے در سے نہ ملا اللہ تعالی کبھی سننا گوارا نہیں کریں گے، جو مانگے گا پروردگار عطا فرمادے گا ضرور عطا فرمائیں گے اسلئے اللہ تعالی دے کر خوش ہوتے ہیں اور بندہ لے کر خوش ہوتا ہے تو اسلئے ہم خوب مانگیں اپنے پروردگار سے ان دس دنوں میں تہجد کی پابندی کریں تسبیحات ذکر مراقبہ مجالس کی پابندی کریں اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ آپ جب یہ دس دن یہاں گزاریں گے نا تو دس دنوں کے بعد اٹھتے ہوئے ہم محسوس کریں گے کہ ہم کسی اور مقام پر چلے گئے تھے ب واپس اپنے گھروں میں دوبارہ آگئے ہیں انشاء اللہ دلوں کی کیفیت ایسی ہوگی۔

فکر دنیا کر کے دیکھی فکر عقبیٰ کر کے دیکھ
چھوڑ کر اب فکر سارے ذکر مولیٰ کر کے دیکھ
کون کس کے کام آیا کون کس کا ہے بنا
سب کو اپنا کر کے دیکھا اب رب کو اپنا کر کے دیکھ

بڑے دنیا سے دل لگائے اب ان دس دنوں میں رب سے دل لگا کے دیکھیں کہ وہ پروردگار کتنی مہربانیاں فرماتا ہے انشاء اللہ ہم آداب کے ساتھ وقت گزاریں گے تو رب کریم ہم پر مہربانی فرمائیں گے رب کریم ہم آپ سب کا یہاں حاضر ہونا قبول فرمالے آمین

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنَا کُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْن﴾

روزِ جزا

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی زید مجدہ

﴿ ایم ایسڈل لوسکا کازامبیا میں بحالت اعتکاف ہوئے ﴾

۲۰۰۳ء مطابق ۱۴۲۴ھ

رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے
جو بھی بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قضا
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

(خواجہ مجذوب)

فہرست عناوین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى امَّابَعْد......!

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنَا كُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾

وقال اللہ تعالیٰ فی مقام آخر

﴿اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ﴾

وقال اللہ تعالیٰ فی مقام آخر

﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾

وقال اللہ تعالیٰ فی مقام آخر

﴿واتَّقُوْا يَوْماً تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ﴾

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِكْوَسَلِّمْ

عقائد اسلام

دین اسلام کے تین بنیادی عقائد ہیں

(۱)......ایک عقیدہ ہے توحید کا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے جس نے اس کائنات کو پیدا کیا اسکی ذات میں یا اسکی صفات میں کوئی بھی شریک نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے۔

(۲)......دوسرا عقیدہ ہے رسالت کا کہ نبی ﷺ رب العزت کے سچے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔

(۳)......اور تیسرا عقیدہ ہے آخرت کا کہ اس زندگی کے بعد ایک اور بھی زندگی ہے جس کو عالم آخرت کہا جاتا ہے جو کچھ انسان اس دنیا میں کرے گا اسے اللہ تعالی کے سامنے کھڑے ہوکر جواب دینا پڑے گا اور یہ عقیدہ سب انبیاء کرام کا رہا اس لئے کہ دین کا تصور اسکے سوا ادھورا ہوتا ہے، ایک بندہ اگر اس دنیا میں خواہشات کو چھوڑتا ہے اچھائی کی خاطر قربانیاں دیتا ہے تو عقل تقاضہ کرتی ہے کہ اسے اس کا بدلہ ملنا چاہئے ایک آدمی اگر خواہشات کا بندہ بنتا ہے دوسروں کے حقوق کو پامال کرتا ہے انکو تکلیف دیتا ہے ایذا پہنچاتا ہے عقل تقاضہ کرتی ہے کہ اس بندے کو سزا ملنی چاہئے ،تو دنیا عمل کی جگہ ہے قیامت کا دن اسکے بدلے کی جگہ ہے اسلئے دنیا کی زندگی ایک محدود زندگی ہے [وماجعلنا لوجل من قبلک الخلد]محبوب آپ سے پہلے بھی ہم نے کسی کے لئے دنیا میں ہمیشہ رہنا نہیں لکھا،تو ہم ایک محدود وقت گزاریں گے اور بالآخر اپنے رب کے پاس پہنچیں گے، دنیا میں جو کیا ہوگا اس کا حساب دینا پڑے گا ،اسلئے ارشاد فرمایا ﴿واتقویوما ترجعون فیه الی اللّٰہ﴾ تم ڈرو اس دن سے جس دن تمہیں اللہ کے پاس جانا ہے اس دن مؤمن کیلئے زندگی کا فیصلہ ہوگا، کامیابی اور ناکامی کا فیصلہ ہوگا، یہ قیامت کا تصور انسان کی پریشانیوں کو کم کردیتا ہے،انسان کو خوشیوں میں بدمست نہیں ہونے دیتا قابو میں رکھتا ہے، جو انسان جیسا کرے گا، ویسا بھرے گا، ادلے کا بدلہ

جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کر کے دیکھ
جنت بھی ہے دوزخ بھی ہے نہ مانے تو مر کے دیکھ

عقیدۂ آخرت کی مثال

دریا میں مچھلی ایک تیر رہی تھی اس سے دوسری بڑی مچھلی نے کہا کہ یہاں شکاری کانٹا لگاتے ہیں تو ذرا سنبھل کے رہنا اگر تم نے حرص کی اور پھنس گئی

توشکاری تمہیں اپنی طرف کھینچے گا، پھر وہ چھری سے تمہارے ٹکڑے کرے گا اسکی بیوی تمہیں نمک مرچ لگائی گی، آگ کے شعلوں پر پکائے گی، دسترخوان پر سجائے گی، پھر مہمانوں کو بلائے گی، پھر وہ سب تمہیں بتیس دانتوں میں خوب چبا چبا کر کھائین گے، اب وہ چھوٹی مچھلی کہنے لگی کہ اچھا میں ذرا دیکھتی ہوں کہ یہ سب چیزیں کہاں ہیں وہ اگر ساری عمر دریا میں چکر لگاتی رہے، تب بھی نہ چھری دیکھے گی، نہ آگ دیکھے گی، نہ بتیس دانت دیکھے گی، اسلئے کہ وہ پانی میں ہے ہی نہیں، یہ تو اعتبار کرنے والی بات ہے، مان جائے تو اسکا اپنا فائدہ نہیں مانے گی تو جیسے ہی وہ اس شکاری کے کانٹے میں پھنسے گی اسکے ہاتھوں میں آتے ہی یہ سب منظر اپنی آنکھوں سے دیکھے گی پورا پروسس اسکے ساتھ ہوگا۔

اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئی کھیت

ماننے میں فائدہ ہے

انڈے کے اندر مرغی کا بچہ ہے پیدا ہونے سے چند لمحے پہلے اگر اسکو کوئی بتائے کہ تم ایک ایسے جہان میں جا رہے ہو، جہاں چھ فٹ کا انسان ہوتا ہے اور سوسو منزلہ بلڈنگیں ہوتی ہیں اور پچاس فٹ اونچے درخت ہوتے ہیں، پہاڑ ہوتے ہیں، سمندر ہوتے ہیں، دریا ہوتے ہیں، وہ کہے اچھا میں دیکھتا ہوں تو انڈے کے اندر تو اسکو کچھ نظر نہیں آسکتا، مان جائے تو بہتر نہیں مانے گا تو جیسے ہی انڈے سے باہر نکلے گا وہ انسان کو بھی دیکھے گا، وہ درختوں کو بھی دیکھے گا وہ پہاڑوں کو بھی دیکھے گا وہ دریاؤں کو بھی دیکھے گا۔

بالکل یہی حال انسان کا ہے کہ نبی علیہ السلام نے معراج کی رات میں جنت اور جہنم کے حالات کو دیکھا، اللہ تعالی کے محبوب نے دنیا میں آکر اسکی گواہی دی، سمجھایا، کہ ایک دن آنے والا ہے، جب تمہارا حساب ہوگا، لوگو اس دن کی تیاری کرلو اب ہم اگر اسکو مان لیں تو یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہم اسکے لئے

تیاری کرلیں گے اور اگر نہیں مانیں گے تو اپنا ہی نقصان کریں گے۔

ایک دہریہ

ایک دہریہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہنے لگا کہ میں تو کہتا ہوں کہ دنیا کو کسی نے نہیں پیدا کیا اور آپ کہتے ہیں کہ خدا نے پیدا کیا کیوں کہتے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا کہ یہ دلائل سے سمجھنے والا بندہ نہیں ہے، کسی اور طریقہ سے اسکے خانہ میں بات بیٹھے گی تو اسے بلا کر کہا کہ دیکھو بھئی تم کہتے ہو کہ خود بخود کائنات پیدا ہوئی ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا؟ لہذا ہم آخرت کی تیاری کر رہے ہیں اگر مان لیا کہ تمہاری بات ٹھیک ہے تو ہماری محنت تو ہو ہی رہی ہے ہمارا نقصان کوئی نہیں اور اگر ہماری بات ٹھیک نکل آئے تو بچو تمہیں دھر لیا جائے گا، اب بتاؤ احتیاط کس میں ہے؟ تو وہ کہنے لگا بات تو ٹھیک ہے کہ اگر ہماری بات ٹھیک نکلے تو اِن کو فرق نہیں پڑتا اور انکی ٹھیک نکل آئی تو جو ہماری گت بنے گی وہ پھر دنیا دیکھے گی، تو مؤمن کو تو اس پر یقین ہے، ہم تو مان چکے، ایمان لا چکے کہ نبی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف جو لے کر آئے وہ سب کچھ سچ ہے، ہم اسکی تصدیق کرتے ہیں، لہذا اس دن کی تیاری کریں۔

آخرت کی تیاری دنیا میں

آپ نے دیکھا ہوگا کہ دنیا میں جب بچے کے پیپر ہوتے ہیں تو وہ چند دن بہت مصروف رہتا ہے ساری مصروفیات ترک کر دیتا ہے نہ کہیں کھیلوں میں حصہ لیتا ہے نہ کہیں دوستوں کی برتھ ڈے پارٹیوں میں حصہ لیتا ہے، وہ کہتا ہے جی میرا امتحان ہے، ماں باپ کو بھی کہتا ہے جی مجھے ڈسٹرب نہ کریں، تھوڑا کھاتا ہے، تھوڑا پیتا ہے، تھوڑا سوتا ہے، زیادہ سے زیادہ وقت اپنی پڑھائی میں لگاتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ آج میں محنت کروں گا ایک دن آئے گا کہ مجھے کامیابی پر پھولوں کے ہار پہنائے جائیں گے، پھر جب امتحان کا دن

آتا ہے تو ایک اس کا اے پیپر ہوتا ہے اور ایک اس کا بی پیپر ہوتا ہے اسکے بعد اس کا رزلٹ نکلتا ہے

مؤمن کے ساتھ یہی معاملہ ہے کہ مؤمن دنیا میں اس امتحان کے لئے تیاری کر رہا ہے وہ اس دنیا میں اپنی خواہشات کو گھٹاتا ہے ضروریات پوری کرتا ہے اسلئے کہ ضروریات کی انتہا ہوتی ہے اور خواہشات کو پوری نہیں کرتا اسلئے کہ خواہشات کی کوئی حد نہیں ہوتی اور آخرت کو ہر وقت سامنے رکھتا ہے کہ اس دن میرا کیا بنے گا؟ اسکی تیاری کرتا ہے اب جب اس دنیا سے فوت ہوتا ہے تو قبر میں اسکا اے پیپر ہوتا ہے اس اے پیپر میں ہر بندے سے تین سوال پوچھے جائیں گے، دنیا میں لوگ ممکنہ سوالات کے پیپر جاری کرتے ہیں کہ ہم اندازہ لگاتے ہیں کہ کیا سوالات آئیں گے اللہ تیری کریمی پر قربان جائیں کہ آپ نے اپنے محبوب کے ذریعہ پیپر پہلے ہی آؤٹ کر دیا، بھئی تمہیں بتادیتے ہیں سوالات کیا ہیں، تو تم انکی تیاری کر لینا، چھوٹے چھوٹے تین سوال ہوں گے ،تینوں لازمی

(۱)...... پہلا سوال من ربك تیرا رب کون ہے؟ مگر اس کا جواب ہر بندہ نہیں دے سکے گا، جواب وہ دے گا کہ جس نے دل میں اس یقین کو بٹھایا ہوگا کہ میرا پروردگار اللہ ہے اور اگر وہ سمجھے گا کہ مجھے دفتر پالتا رہا دوکان پالتی رہی لوگ پالتے رہے تو وہ رب کا نام کیسے لے سکے گا، وہ چیز زبان سے نکلے گی جو دل میں ہوگی، ایک صاحب نے طوطا پالا اسکو اللہ اللہ کا ذکر سکھایا لوگ دور دور سے اسکو دیکھنے آتے اسکی باتیں سننے آتے، اللہ تعالی کی شان کہ ایک بلی اس طوطے کو پکڑ کر لے گئی، پنجرہ کھلا رہ گیا تھا، وہ جب لے جارہی تھی تو طوطا ٹیں ٹیں کر رہا تھا، اسکو دکھ تو بڑا ہوا میری محنت بے کار گئی، ایک اللہ والے کے سامنے تذکرہ ہوا تو وہ کہنے لگا حضرت چلو صدمہ جو تھا سو تھا یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ میں نے اسکو اللہ اللہ سکھایا حضرت بلی پکڑ کر لے جارہی تھی بیچارہ ٹیں

ٹیں کرتا جارہا تھا ان بزرگ نے کہا کہ بات یہ ہے اسکی زبان پر کلمہ تھا اسکے دل میں ٹیں ٹیں تھی جب موت کا وقت آتا ہے وہ نکلتا ہے جو دل میں ہوتا ہے، اسلئے تمہارے طوطے نے ٹیں ٹیں کی تو بھئی ہماری زبان پہ ویسے تو کلمہ رہے اور دل میں دنیا کی محبت بسی ہو تو پھر موت کے وقت جواب کیا نکلے گا؟ اسلئے اس یقین کو دل میں بٹھانے کی ضرورت ہے کہ ہم نوکری سے نہیں پل رہے ہم کارخانہ سے نہیں پل رہے دفتر سے نہیں پل رہے بزنیس سے نہیں پل رہے ہمیں پالنے والا پروردگار ہے؟ اللہ بھلا کرے ہمارے یہ جماعت کے دوست یہی تو آواز لگاتے ہیں اسی کو سیکھنے کے لئے آپ سب حضرات کو دعوت دیتے ہیں کہ یہ دل میں پہلے سے ہم بٹھالیں، اس پر محنت کرنی پڑتی ہے تب دل میں یہ یقین بیٹھتا ہے ورنہ تو جہاں نظریں لگی ہوتی ہیں، بس وہی انسان کو یقین ہوتا ہے

(۲)......دوسرا سوال ہوگا من نبیك تیرے نبی کون ہے؟ اب اس کا جواب صحیح تو وہی دے گا، جس نے قدم قدم پر نبی کے مبارک طریقہ پر پیروی کی ہوگی، جس نے نبی کے زیر قدم رہ کر زندگی گزاری ہوگی، کھانے میں پینے میں لباس میں، طعام میں، قیام میں، ہر چیز میں جس، نے نبی کے طریقہ کو اپنایا ہوگا تو وہ انسان کہے گا، کہ میرے نبی اللہ کے محبوب ہیں

(۳)......اور تیسرا سوال ہوگا مادینك تیرا دین کون سا تھا؟ اللہ والوں نے محنت کی ہوتی ہے انکی موت بھی شان سے آتی ہے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو بندہ با قاعدگی کے ساتھ مسواک کرتا ہے اللہ تعالی ملک الموت کو بھیجتے ہیں وہ اس سے شیطان کو مار بھگاتا ہے اور اس بندے کو بتا دیتا ہے کہ تیرا وقت قریب ہے تو کلمہ پڑھ لے، اب یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ شیطان کو مار کر دور بھگائیں اور کلمہ یاد دلائیں، چنانچہ اللہ والوں کو موت کے وقت ایسی بشارتیں ہوجاتی ہیں، انکے آگے کے مسئلے بھی اللہ آسان کر دیتا ہے، اسلئے کہ انکا دل

مخلوق میں نہیں اٹکا ہوتا انکا دل خالق کے ساتھ جڑا ہوتا ہے۔

ایک واقعہ نے زندگی بدل دی

''تذکرۃ الاولیاء'' کے مصنف خواجہ فرید الدین عطارؒ کی عطر کی دوکان تھی جوان العمر تھے، عام زندگی تھی، دل مخلوق میں خوب ادھر ادھر لگا ہوا تھا ایک دن ایک باخدا بندہ انکی اس دوکان پر آیا اور انکی شیشیوں کو بڑے غور سے دیکھنے لگا، تو یہ کہنے لگے، کہ بڑے میاں کیا دیکھ رہے ہو، بڑے میاں کہنے لگے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اتنی شیشیوں میں آپکی جان اٹکی ہوئی ہے، یہ کیسے نکلے گی؟ تو انہوں نے غصہ میں آکر کہا کہ بڑے میاں جیسے تمہاری نکلے گی ویسے میری نکلے گی، اس نے کہا اچھا، پھر میری تو ایسے نکلے گی، اسکے پاس کپڑا تھا وہ وہیں دوکان میں فرش پر لیٹ گیا، کپڑا اوپر کیا، کہا لاالہ الااللہ یہ سمجھے کہ کوئی بہانہ اور ڈرامہ کرر ہا ہے، تھوڑی دیر کے بعد جب کپڑا ہٹایا دیکھا تو واقعی وہ اللہ کو پیارا ہو چکا تھا، دل پر چوٹ لگی کہ واقعی یہ ہیں باخدا لوگ کہ جو دنیا سے دل نہیں لگاتے، اپنے رب سے دل لگاتے ہیں اور پھر کلمہ پڑھ کر دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں پھر بعد میں چل کر یہ بڑے اولیا میں شامل ہوئے۔

ایک عجیب واقعہ

سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک جگہ بیٹھے تھے ایک درویش بندہ آیا کہتا ہے کوئی اچھی سی جگہ ہے جہاں کوئی مر سکے ہم حیران ہو گئے اس کی بات سن کر میں نے کہا وہ سامنے کنواں ہے، وہ گیا وہاں کنویں پر اس نے وضو کیا اور دو رکعت نفل پڑھے اور جا کر لیٹ گیا، ہم سمجھے سویا ہوا ہے، نماز کا وقت آیا ہم نے بھی وضو کیا جب اسکو جگانے گئے دیکھا وہ تو اللہ کو پیارا ہو چکا تھا، یہ اللہ والے اس طرح دنیا سے چلے جاتے ہیں، اور آگے کا معاملہ بھی انکا ایسا ہی ہوتا ہے۔

بایزید بسطامیؒ خواب میں کسی کو نظر آئے تو اس نے پوچھا کہ جناب آگے

کیابنا؟تو کہنے لگے کہ جب میں قبر میں گیاتو فرشتے کہنے لگے اے بڈھے کیالائے ہو؟تومیں نے جواب دیا کہ جب بادشاہ کے دربار میں آتے ہیں تو یہ نہیں پوچھتے کیالایا ہے؟ ہمیشہ پوچھتے ہیں تو کیا لینے کے لئے آیا ہے؟میری بات سن کر فرشتے مسکرا پڑے اور کہنے لگے اسکا یقین پکا ہے اور وہ وہاں سے چلے گئے۔

ملائکہ کو اللہ والوں کے جوابات

(۱)...... جنید بغدادیؒ خواب میں نظر آئے کسی نے کہا جی آگے کیا بنا؟انہوں نے کہا فرشتے آئے تھے کہنے لگے من ربك؟تیرا رب کون ہے؟میں نے انکو اتنا بتا دیا کہ میرا رب وہی ہے جس نے تمہیں حکم دیا تھا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو وہ آپس میں کہنے لگے کہ یہ تو آگے سے ہو کر ملا۔

(۲)...... شیخ عبد القادر جیلانیؒ کو کسی نے دیکھا،حضرت آگے کیا بنا؟ کہنے لگے قبر میں فرشتہ آئے تھے پھر پوچھنے لگے من ربك تیرا رب کون ہے؟تو میں نے انہیں کہا کہ دیکھو تم عرش سے فرش پر آئے ہو اتنا سفر کر کے اور رب کو نہیں بھولے تو زمین کے اوپر سے میں دو گز نیچے آ کر اپنے رب کو بھول جاؤں گا۔

(۳)...... رابعہ بصریہ اللہ کی نیک بندی خواب میں نظر آئیں کسی نے پوچھا کہ آگے کیا بنا؟ کہنے لگیں فرشتے آئے تھے تو پوچھ رہے تھے کہ تیرا رب کون ہے؟میں نے کہا جا کر اللہ تعالی کو کہہ دو اللہ تیری اتنی کھربوں مخلوق ہے، اتنی مخلوق میں سے تو ایک مجھ بڑھیا کو نہیں بھولا،میرا تیرے سوا ہے ہی کون؟ میں تجھے بھلا کیسے بھول جاؤں گی۔

تو یہ جواب بندہ کب دے سکتا ہے؟جب دل کا یقین بنا ہوا ہوتا ہے، جب اللہ سے تعلق ہوتا ہے، ورنہ تو انسان اس وقت پریشان ہوتا ہے کہ میں کیا کہوں تو یہ اے پیپر قبر میں ہوگا، پھر اگر جواب ٹھیک دیدیئے تو قبر کو جنت کا باغ بنا دیں گے، نہ دئے تو جہنم کا گڑھا بنا دیں گے یہ ابھی ٹرانزٹ ہوگا قیامت کے دن سب

کو اٹھایا جائے گا، اللہ رب العزت کے سامنے کھڑے ہوں گے اور وہاں پر پانچ سوالوں کے جواب سب کو دینے پڑیں گے، بنی آدم کے پاؤں اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے جب تک وہ ان سوالوں کے جواب نہ دیدیں، تو وہ سوال ہماری زندگی کا بی پیپر ہوگا اس میں بھی سب جواب دینے ضروری ہیں اور وہ بی پیپر اللہ تعالی نے اپنے محبوب کے ذریعہ آؤٹ کروادیا ہے، پوچھا جائے گا:

اے بندے تو نے زندگی کیسے گزاری؟

تو نے جوانی کیسے گزاری؟

مال کہاں سے کمایا کہاں پر خرچ کیا؟

اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟

اب اس وقت ان سوالوں کا جواب دینا یہ بہت مشکل کام ہوگا، تاہم جو لوگ نیکی کر کے دنیا سے جائیں گے، پروردگار ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ فرمائیں گے اور جو لوگ دنیا میں ایمان سے محروم رہیں گے اور محروم ہی اللہ تعالی کے حضور پہنچیں گے تو انکے لئے جہنم ٹھکانہ ہوگا اسلئے اللہ تعالی فرمائیں گے ﴿وامتازوا الیوم ایها المجرمون﴾ اے مجرموں! آج کے دن میرے نیک بندوں سے علیحدہ ہو جاؤ، دو الگ الگ راستے ہوں گے ایک طرف جنتی لوگوں کو بھیجا جائے گا اور دوسری طرف جہنمی لوگوں کو بھیجا جائے گا، تو یہ قیامت کا تصور اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے، یہ جتنا انسان کے دل میں راسخ ہوگا اتنا اسکی زندگی صحیح لائن پر ہوگی، اسلئے آپ قرآن پاک کا مطالعہ کریں ایک تو پوری سورت اسی نام سے ملے گی القیامۃ اور دوسرا یہ کہ ہر دوسرے صفحہ پر آپکو کسی نہ کسی انداز میں قیامت کا تذکرہ ملے گا، اتنا اہم یہ مسئلہ ہے، کہ قرآن پاک کے ہر صفحہ یا ہر دوسرے صفحہ پر آخرت کی یاد دلائی گئی کہ تمہیں اللہ تعالی کے حضور پیش ہونا ہے۔

قیامت کے مختلف نام قرآن وحدیث میں وارد ہیں جیسے اللہ تعالی عظمت

والے ہیں انکے بے انتہا نام ہیں

جس کے ناموں کی نہیں ہے انتہا
ابتدا کرتا ہوں اس کے نام سے

روز قیامت کے نام

نبی ﷺ کی شان بڑی انکے بھی ننانوے نام، قرآن مجید کے بھی ساٹھ کے قریب نام مفسرین نے لکھوائے ہیں اسی طرح قیامت کے بھی بہت سارے نام قرآن وحدیث میں آئے ہیں، مثال کے طور پر اس کا ایک نام ہے یوم القیامۃ قیامت کا دن، لیل القیامۃ نہیں کہا گیا قیامت کی رات قیامت کا دن کہا کیوں؟ کہ جب بندے کی موت آتی ہے تو رات ہو جاتی ہے رات میں ہی سوتا ہے، تو مؤمن قبر میں رات میں سوئے گا اور صبح بیدار ہوتا ہے اور یہ قیامت کی صبح بیدار ہوگا اور پھر اپنے مالک سے ملاقات کرے گا اسکو یوم الحسرۃ بھی کہا گیا، حسرت کا دن، کچھ لوگ ہونگے جو دھوکے میں رہیں گے اور تیاری نہیں کرسکیں گے، تو قیامت کے دن انکو حسرت ہوگی ہم بڑے اسمارٹ تھے ہم بڑے چلتے پرزے تھے، ہم بڑے کام نکال لیتے تھے، اوہو اسمیں ہم مار کھا گئے، قال رب ارجعون کہیں گے اللہ ایک چانس اور دیدے فرمایا جائے گا کلا ہرگز نہیں ہرگز نہیں، اب وہ ہاتھ ملیں گے کہ ہم نے دنیا میں اس کو سیریس کیوں نہ لیا اسلئے قیامت کا ایک نام حسرت کا دن اور ایک نام یوم حساب ﴿**رب اجعلنی مقیم الصلوۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب**﴾ تو اس دن اللہ رب العزت حساب لیں گے اور یہ حساب دینا کوئی آسان نہیں ہوگا، جیسے مولانا حبیب اللہ صاحب فرما رہے تھے کہ جس کا سب کام ٹھیک ہو آڈٹ والوں کا نام سن کر اسکو بھی پسینہ آجاتا ہے پتہ نہیں کیا نکال دیں، ہم ٹھیک سمجھ رہے ہوں اور غلطی ہو تو اسلئے قیامت کے دن اللہ

تعالیٰ کے حضور حساب دینا ہے، جب یہ بات انسان سنتا ہے تو پھر اسکو ڈر لگتا ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وکفی بناحاسبین﴾ کہ ہم حساب لینے والے کافی ہیں، ہمیں حساب لینا آتا ہے، ہم تمہیں حساب لیکر دکھائیں گے ﴿ونضع الموازین القسط لیوم القیامة﴾ قیامت کے دن ہم میزان عدل قائم کرکے دکھائیں گے، اس کا نام یوم الندمة بھی ہے ندامت کا دن شرمندگی کا دن کہ دنیا میں انسان لوگوں کے سامنے نیک بن کر رہے گا اور اندر رنگ کچھ اور ہوگا، تو قیامت کے دن اسکا ڈھول کا پول کھل جائے گا اب ندامت ہوگی لوگ کہیں گے جی تمہاری باتیں سن کر ہی تو ہم نیک بنے ہاں بھئی اوروں کو نصیحت خود میاں فضیحت، ہم تمہیں نصیحت کرتے تھے خود چھپ چھپ کر گناہ کرتے تھے، اس لئے آج ہمیں پریشانی ہوئی، اسلئے ایک روایت میں آتا ہے کہ حسرت والوں میں سے ایک وہ بندہ بھی ہوگا، کہ جو مالک ہوگا اور اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں جائے گا اور اسکی آنکھوں کے سامنے اسکا غلام اپنی نیک نامی کی وجہ سے جنت میں جارہا ہوگا، تو مالک کو حسرت ہوگی یہ دنیا میں میرا غلام تھا مجھ سے تو یہ بھلا نکلا، میں من مانی کی وجہ سے جہنم میں جارہا ہوں اور یہ فرماں برداری کی وجہ سے جنت میں جارہا ہے اسی لئے ندامت کی وجہ سے قیامت کے دن مجرم لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے آنکھ اٹھا نہیں سکیں گے قرآن مجید میں فرمایا ﴿ولوتری اذ المجرمون ناکسو رئووسهم عندربهم﴾ اگر تم مجرم لوگوں کو دیکھو کہ انکے چہرے اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکے ہوئے ہونگے اپنی نگاہیں نہیں اٹھاسکیں گے، شرم کی وجہ سے شرمندہ ہونگے، اس کو زلزلہ کا دن بھی کہا گیا ﴿اذازلزلت الارض زلزالها﴾ آج اس دنیا میں زلزلہ آتا ہے نا ﷺ آدھے منٹ میں اپنی حقیقت معلوم ہوجاتی ہے، اس دن تو ایسا زلزلہ آئے گا کہ نہ اس سے پہلے آیا نہ کبھی بعد میں آئے گا، زمین کو ہلا کر رکھ دیا جائے گا، اس کا ایک نام ''کڑک کا دن'' آج بارش کے وقت

جب بجلی چمک رہی تھی، بادل کڑک رہے تھے، تو کیسے دل دہل رہے تھے تو قیامت کے دن کا نام کڑک کا دن بھی ہے، ایسی آواز پیدا ہوگی جو دلوں کو دہلا کر رکھ دے گی کلیجے منہ کو آئیں گے، اسی لئے تو کہا ﴿یوم ترونها تذهل كل مرضعة عماارضعت﴾ دودھ پلانے والی دودھ پینے والے کو بھول جائیں گی، ایک اسکا نام ''کھڑکھڑانے'' کا دن یہ بھی اسی آواز سے متعلقہ ایک اسکا نام ہے ''روز واقعہ'' ﴿اذا وقعت الواقعة﴾ تو وہ دن عجیب دن ہوگا کہ جب انسان کے ایک نیا معاملہ پیش آئے گا ایک نام ہے اس کا ''چھا جانے والا دن'' ایک ہے ''دلوں کو دہلا دینے والا دن'' بڑوں بڑوں کے پتے پانی ہو جائیں گے ایک ہے ''روز برحق'' ایسا دن جس میں کوئی شک نہیں ایک اسکا نام ہے ''ہنگامہ کا دن'' عجیب ہنگامہ ہوگا، سب بھاگ رہے ہونگے، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا عائشہ صدیقہ ؓ کو کہ لوگ قبروں سے اٹھیں گے جس حالت میں دفن کیے گئے ہوں گے اور بھاگ رہے ہوں گے انہوں نے حیران ہو کر پوچھا اے اللہ کے محبوب کیا انکے ستر چھپے ہوئے نہیں ہوں گے، تو نبی ﷺ نے فرمایا نہیں تو کہنے لگیں اللہ کے نبی پھر مرد اور عورتیں اکٹھے کیسے ہوں گے تو اللہ کے نبی نے فرمایا اس دن دل ایسے دہلا دیئے جائیں گے کہ آدمی کو دوسرے کی طرف دھیان کرنے کا موقع ہی نہیں ہوگا سب کو اپنی پڑی ہوگی، نفسا نفسی کا عالم ہوگا ﴿ولا تزر وازرة وزر اخرى﴾ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، ایک اسکا نام ہے ''چیخ و پکار کا دن'' کہ انسان اس دن کی سختی کو دیکھیں گے تو چیخیں گے، چلائیں گے، روئیں گے، مگر اسکا نتیجہ نہیں ہوگا ایک اسکا نام ہے ''ملاقات کا دن'' کہ لوگ اپنے رب سے ملاقات کریں گے جس نے فرمانبرداری کی ہوگی وہ دوست کی شکل میں ملاقات کرے گا اور جس نے نافرمانی کی ہوگی وہ مجرم کی شکل میں اللہ کے سامنے پیش کیا جائے گا، ایک اسکا نام ہے ''باہم پکارنے کا دن'' ایک دوسرے کو مدد کے

لئے پکاریں گے، مگر کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا ﴿الأخلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقین﴾ دوست ایک دوسرے کے ساتھ دشمن ہو جائیں گے، ایک اسکا نام ہے "بدلہ کا دن" اللہ تعالی ہر ایک کے عمل کا بدلہ اسکو دلوائیں گے، ظلم کیا ہوگا تو بدلہ ملے گا اچھائی کی ہوگی تو اجر ملے گا، بدلہ ضرور ملے گا ایک اس کا نام ہے "ڈراوے کا دن" ڈرانے والا دن، ایک نام ہے "پیشی کا دن" کہ اللہ تعالی کے حضور پیشی ہوگی، بندوں کی، ایک نام ہے "اعمال کے وزن ہونے کا دن" اور ایک نام ہے "فیصلہ کا دن" کہ انسان کے لئے جنت یا جہنم کا فیصلہ ہوگا اے انسان یا تو زندگی کی بازی جیت جائے گا یا زندگی کی بازی ہار جائے گا، ایک نام ہے "جمع ہونے کا دن" اولین اور آخرین کو اللہ ایک جگہ جمع فرمادیں گے ایک نام ہے "دوبارہ اٹھنے کا دن" ایک نام ہے "اسکا رسوائی کا دن" یقینی بات ہے کہ آخرت کی رسوائی بہت بڑی اور بہت بری ہے ایک نام ہے اسکا "سختی کا دن" کہ عرش کے سایہ کے سوا کوئی اور سایہ نہیں ہوگا اور بندہ اپنے گناہوں کے بقدر پسینہ میں شرابور ہوگا، ایک نام ہے "پھلنے کا دن" اور ایک ہے "انصاف کا دن" اور ایک فرمایا کہ وہ دن جب کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا ﴿یوم یفر المرء من اخیه وامه وابیه وصاحبته وبنیه﴾ بھاگیں گے، ماں باپ بھی اپنی بیٹے سے دور، دنیا میں محبت کی اظہار کرنے والی مائیں انجان بن جائیں گی، بڑے شفیق باپ انجان بن جائیں گے، بہن بھائی کی محبتوں کے دعوے کرنے والے سب ایک دوسرے سے انجان ہونگے، انسان اس دن حسرت کریگا ﴿یالیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا﴾ اے کاش میں رسول کے بتائے ہوئے راستہ پر چلتا یا ﴿یا لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا﴾ اے کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا ﴿لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جائنی وکان الشیطان للانسان خذولا﴾ اسی لئے قرآن مجید میں اس قیامت کے واقعہ کو بہت بڑی خبر کہا گیا۔

بڑے کی بڑی خبر

دیکھیں بھائی ایک ہوتا ہے میرا اور آپکا کسی کو بڑا کہہ دینا، ایک ہوتا ہے کسی بڑے کا کسی کو بڑا کہنا، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں جب بڑے کسی کو بڑا کہیں وہ چیز واقعی بہت بڑی ہوتی ہے سب بڑوں کے بڑے نے رب کریم نے اس چیز کو اس خبر کو بڑی خبر کہا ﴿عم یتساء لون عن النبأ العظیم﴾ یہ آپ سے بڑی خبر کے بارے میں پوچھتے ہیں تو جب اللہ کریم کسی چیز کو بڑا کہہ رہے ہوں تو وہ کتنی بڑی بات ہوگی معلوم ہوا کہ ہم نے قرآن مجید میں جو قوم نوح علیہ السلام کے سیلاب کی خبر سنی وہ چھوٹی، جو قوم عاد کے مرنے کی خبر سنی وہ چھوٹی، جو قوم ثمود پر کڑک کی بات سنی وہ چھوٹی، جو قوم لوط پر پتھروں کی خبر سنی وہ چھوٹی، جو فرعون کے ڈوبنے کی خبر سنی وہ چھوٹی، جو یوسف علیہ السلام کے بکنے کی خبر سنی وہ چھوٹی، جو عیسیٰ علیہ السلام کو عرش پر اٹھانے کے خبر سنی وہ چھوٹی، یہ سب خبریں چھوٹی ہیں ایک خبر ان سب سے بڑی خبر ہے جسکو پروردگار فرماتے ہیں ﴿عن النبأ العظیم﴾ بڑی خبر جس کو قیامت کے دن کی بات کہتے ہیں وہ بہت بڑی بات ہے اسی لئے اس خبر کو بھی بڑی خبر کہا اور اس دن کے واقعہ کو بڑا واقعہ کہا گیا ﴿یایھا الناس اتقوا ربکم ان زلزلة الساعة شئی عظیم﴾ اللہ تعالیٰ خود عظیم ہیں وھوالعلی العظیم اس عظیم پروردگار نے اسکو نبأ عظیم بھی کہا اور شیئی عظیم بھی کہا تو معلوم ہوا یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے ہم سمجھتے ہیں دور ہے ﴿ان ھم یرونه بعیدا ونراه قریبا﴾ "یہ اسے دور سمجھتے ہیں اور ہم اسے قریب دیکھتے ہیں" چنانچہ اس دن ہر بندہ اپنے اعمال کے حساب سے گروی ہوگا ﴿کل امرء بما کسب رھین﴾ اپنے عملوں کے بقدر گروی ہوگا جیسے گروی چیز کو چھڑانا پڑتا ہے عمل ہوں گے تو چھوٹے گا ورنہ نہیں چھوٹے گا۔

سرکاری گواہ

اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ چار گواہ پیش کریں گے

(۱)...... ایک تو نامۂ اعمال پیش ہوگا انسان کے گناہوں پر ﴿ووضع الکتاب فتری المجرمین مشفقین ممافیه ﴾ جب کتاب پیش ہوگی تو مجرم لوگ اسمیں جب اپنے کرتوتوں کو دیکھیں گے تو ڈریں اور کانپیں گے اور زبان سے کہہ بھی دیں گے ﴿ویقولون یاویلتنامالهذاالکتاب لایغادر صغیرة ولا کبیرة الا احصاها﴾ کوئی چھوٹا کوئی بڑا عمل ایسا نہیں جو اسمیں درج نہ کردیا گیا ہو ﴿ووجدوا ماعملوا احاضرا ولایظلم ربک احدا ﴾

(۲)...... اور دوسرے فرشتے گواہی دیں گے ﴿ ان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ماتفعلون ﴾

(۳)...... اور تیسرے جسم کے اعضاء گواہی دیں گے جن سے انسان گناہ کرتا ہے۔ ﴿یوم تشهد علیهم السنتهم وایدیهم وارجلهم بما کانوا یعملون﴾

(۴)...... اور چوتھا اللہ تعالی کی زمین گواہی دے گی ﴿یومئذتحدث اخبارهابان ربک اوحی لها﴾ جیسے فائلیں مینٹین کی جاتی ہیں اب دنیا میں ویڈیو کیمرے کے ذریعہ لوگ منظر کو سیو کر لیتے ہیں کیچ کرتے ہیں پیش کرنے کے لئے، ایسے ہی یہ زمین کا ویڈیو کیمرہ یہ سب کے فوٹو لے رہا ہے اور قیامت کے دن یہ اپنی خبریں نشر کرے گا، اس نے میری اس جگہ پر یہ کیا، میری اس جگہ پر یہ کیا، میری اس جگہ پر یہ کیا، اور انسان کے اعضاء یہ اللہ تعالی کی خفیہ پولیس ہے انہیں سے بندہ گناہ کرتا ہے اور یہی قیامت کے دن اللہ کے سامنے گواہی دیں گے، گناہوں کی، پھر کیا بنے گا؟ اسلئے مؤمن کو چاہئے کہ ہر وقت قیامت کا خیال رکھے اور یہ سوچے کہ اللہ رب العزت مجھے دیکھتے ہیں اور میں اللہ تعالی کی نظر سے اوجھل نہیں ہوسکتا، جب دل میں یہ یقین بیٹھ گیا تو اب بندے کے لئے گناہوں سے بچنا آسان ہوجائے گا اسلئے نبی علیہ السلام نے اس یقین کو خوب بٹھایا تھا، صحابہ کرام کا ایسا یقین بن گیا تھا کہ

انکو یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے ہم ہر وقت اللہ رب العزت کے عرش کے سامنے ہیں، چنانچہ حدیث پاک ہے نبی ﷺ نے حارثہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا[کیف اصبحت یاحارثہ] ''اے حارثہ تم نے کیسے صبح کی؟ انہوں نے جواب میں کہا اے اللہ کے نبی اس حال میں صبح کی کہ مجھے یوں لگتا ہے میں اپنے رب کے عرش کے سامنے کھڑا ہوا ہوں، ایسا انکا کامل یقین بن گیا تھا، چنانچہ جب یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے تو پھر بندہ اپنے نفس کو قابو کرتا ہے۔

گناہ سے بچنے پر اللہ کی رحمت

کتابوں میں ایک باندی کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک قصاب اس پر بدنیت ہو گیا ہو گیا تھا، موقعہ کی تلاش میں تھا وہ کسی کام کے لئے باہر نکلی تو اس نے موقعہ غنیمت پایا تو اسکے سامنے اپنے برے خیال کا اظہار کیا کہ میں تجھ سے برائی کرنا چاہتا ہوں، سمجھدار تھی اس نے آگے سے کہا کہ دیکھو جتنی محبت تم مجھ سے کرتے ہو اس سے زیادہ محبت میرے دل میں ہے مگر میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہوں اسلئے میں گناہ نہیں کرنا چاہتی اس خدا کی بندی نے جو الفاظ کہے نا کہ میں اللہ سے ڈرتی ہوں تو ان الفاظ کی وجہ سے اس نوجوان کے دل پر اثر ہوا اور اس نے گناہ سے سچی توبہ کر لی اس نے دل میں سوچا چلو میں اب چلا جاتا ہوں کہیں جب شہر سے باہر نکلا تو اسکو ایک بڑے میاں ملے کوئی بزرگ تھے وہ بھی جا رہے تھے ایک دوسرے سے سلام دعا ہوئی کہاں جانا ہے کہا اُس بستی میں جانا ہے، آپ نے کہاں جانا ہے؟ اسکے قریب دوسری بستی میں جانا ہے، اچھا تو پھر اکٹھے سفر کرتے ہیں، تین دن اکٹھے چلے، گرمی کا موسم تھا جب دونوں چلے تو ان کے سروں پر بادل نے سایہ کیا ہوا تھا، قصاب بھی سمجھتا رہا کہ اس بزرگ کی وجہ سے اللہ کی یہ رحمت اور وہ بزرگ بھی سمجھتے تھے کہ یہ مجھ پر اللہ کی مہربانی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ جب تین دن کے بعد ان کا راستہ

جدا ہوا تو بادل قصاب کے سر پر تھا، تو وہ بڑے میاں پھر آئے اور انہوں نے کہا بھائی بتا تیرا کوئی راز ہے، کوئی تیرا عمل اللہ کو بڑا پسند آیا، تو وہ قصاب رویا کہنے لگا بڑا گنہگار ہوں، زندگی گناہوں میں گزر چکی، میں تو اپنی زندگی کا کوئی عمل پیش کرنے کے قابل نہیں ہوں، وہ کہنے لگے کوئی نہ کوئی عمل ہوا ضرور ہے، جو تجھ پر اللہ کا یہ کرم ہے، ذرا سوچ تب اس قصاب نے بتایا کہ میں نے تو گناہ کی نیت کی تھی، لیکن اللہ کا نام سن کر میرے دل پر ایک ہیبت طاری ہوئی میں نے اللہ کے خوف سے گناہ چھوڑ دیا، بزرگ نے کہا اسکی یہ برکت ہیکہ اللہ نے گرمی کے موسم میں تجھے بادل کا سایہ عطا فرمایا، وہ پروردگار اتنا کریم ہے کہ کوئی بندہ ایک گناہ سے بچتا ہے اپنے اس بندے کے ساتھ رحمت کا بادل کر دیتے ہیں۔

بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ

کہتے ہیں کہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کو تین دن میں خلافت دیدی تھی وہ اپنی تیل بتی سنوار کے آئے تھے، شیخ نے بس اسکو آگ دکھادی جلنے لگ گئی، جو پرانے پرانے لوگ وہاں رہتے تھے انکے دل میں خیال آیا کہ دیکھو جی اس کو تین دن میں اجازت مل گئی اور ہم مدتوں ہوگئے رستے میں پڑے ہوئے ہیں تو انہوں نے حضرت سے کہا ہم بھی تو پڑے ہیں راہوں میں، حضرت نے کہا اچھا میں پھر تمہیں بتاؤں گا، چنانچہ اگلے دن مہمان آگئے تو انہوں نے کچھ مرغیاں ذبح کروانی تھیں انہوں نے بلایا ان دو چار بندوں کو اور ہر ایک بکو مرغی اور چھری دے کر کہا کہ بھئی اسکو ذبح کرو مگر ایسی جگہ کرنا جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو انہوں نے کہا بہت اچھا ایک نے دیوار کی اوٹ میں ذبح کر لی، دوسرے نے درخت کی اوٹ میں ذبح کر لی، تھوڑی دیر میں سب ذبح کر کے آگئے حضرت نے دیکھا کہ بہاؤالدین زکریاؒ چھری ہاتھ میں مرغی ہاتھ میں روتے ہوئے آرہے ہیں، بھئی رو کیوں رہے ہو حضرت

آپ نے حکم دیا تھا میں پورا ہی نہ کر سکا بھئی کیوں نہیں پورا کر سکے سب نے پورا کردیا، حضرت اسلئے کہ میں جہاں جاتا ہوں اللہ مجھے ہر جگہ دیکھتے ہیں حضرت نے فرمایا دیکھو اسکا یقین پہلے سے بنا ہوا تھا اسلئے اسکو اجازت تین دن کے اندر مل گئی، تو ہر وقت دل میں یقین رکھئے کہ اللہ رب العزت ہمیں دیکھتے ہیں۔

بچہ کا یقین

ایک باپ اپنے بیٹے کے ساتھ جارہا تھا راستہ میں انکو انگور کا باغ نظر آیا تو والد کا دل للچایا کہ بھئی انگور [illegible] تے ہیں، اس نے بچے کو کھڑا کیا باہر اور کہا کہ دیکھو جب کوئی آئے نا تو مجھے آواز دے دینا، میں جا کر ذرا انگور توڑتا ہوں اب وہ گیا اور جیسے ہی انگور توڑنے کے لئے اسنے ہاتھ بڑھایا تو بچے نے شور مچا دیا ابو ابو ہمیں کوئی دیکھ رہا ہے، تو باپ سمجھا کہ کوئی بندہ آ گیا تو وہ اتر کر سہم کر آ گے گیا ادھر ادھر دیکھا تو کوئی نہیں تھا کہنے لگا کون دیکھ رہا ہے یہاں تو کوئی بندہ نہیں، بچے نے کہا ابو بندہ نہیں دیکھ رہا ہے بندوں کا پروردگار دیکھ رہا ہے، ہمارا تو یقین اس بچے جیسا بھی نہ بن سکا۔

عورت کا استحضار

ایک آدمی نے کسی غریب عورت کی مجبوری سے فائدہ اٹھایا اور اسکو برائی پر مجبور کردیا وہ فاقوں سے تنگ آئی ہوئی تھی بچوں کی خاطر اس نے اس کی بات مان لی اب جب یہ گھر آیا اسکو لے کے تو کہنے لگا کہ اچھا ذرا دروازے سب بند کردو وہ بند کرتی رہی مگر سست جیسے کوئی بندہ بے دلی سے کرتا ہے تو اسنے اسکو کہا کہ ابھی تک دروازے بند نہیں ہوئے وہ کہنے لگی بس ایک دروازہ بند نہیں ہوتا باقی تو ہو گئے، تو یہ اسے کہتا ہے کونسا دروازہ بند نہیں ہوتا تو جب اسنے یہ کہا؟ تو اس عورت نے جواب دیا کی جن دروازوں سے مخلوق دیکھتی ہے ان سب دروازوں کو میں نے بند کردیا، جس دروازے سے پروردگار دیکھتا ہے

میں وہ دروازہ بند نہیں کرسکی، تو جو نیک لوگ ہوتے ہیں ان کے دل پر ہر وقت یہ استحضار ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں دیکھتے ہیں ہمارے ساتھ ہیں ﴿وھو معکم این ما کنتم﴾ تم جہاں بھی ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے اسلئے صحابہ کرام کا بڑا یقین بنا ہوا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ واقعہ

عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے توجہ سے سنئے، اپنے دور خلافت میں تہجد کے بعد ذرا حالات معلوم کرنے کے لئے گلیوں میں چکر لگا رہے تھے ایک مکان سے دو عورتوں کی آواز آئی ایک ذرا بڑی عمر کی تھی ایک چھوٹی لڑکی تھی ماں نے بیٹی سے پوچھا بکری نے دودھ دیدیا دیدیا؟ کتنا دیا ہے؟ کہ ذرا تھوڑا دیا ہے کہنے لگی مانگنے والے تو پورا مانگیں گے تم اسمیں تھوڑا پانی ملا دو، اس نے کہا کہ امیر المؤمنین نے اعلان نہیں کروایا کہ کوئی دودھ میں پانی نہ ملائے اس نے کہا کونسا امیر المؤمنین اس وقت نہ عمر دیکھ رہا ہے اور نہ منادی دیکھ رہا ہے تو آگے سے جوان بچی نے جواب دیا اے اما، عمر نہیں دیکھتا تو عمر کا پروردگار تو دیکھتا ہے عمرؓ نے بات سنی واپس آگئے اگلے دن تیار ہوکر جب امور مملکت سنبھالنے کے لئے کام کاج نپٹانے کے لئے بیٹھے تو ان دونوں عورتوں کو بلا بھیجا، پتہ چلا کہ ایک بڑی ہے اور ایک اسکی بیٹی جوان العمر ہے، مگر شادی نہیں ہوئی عمرؓ کے دل میں خیال آیا کہ میرا بھی بیٹا جوان ہے اگر شادی کرنی ہو تو بہو تو ایسی ہونی چاہئے جس کے دل میں ایسا یقین ہو تو اس بڑھیا سے کہا کہ دیکھو تمہاری بیٹی جوان ہے میرا بیٹا جوان ہے کیوں نہ دونوں کا نکاح کر دیں چنانچہ دونوں کا نکاح کیا یہ وہ لڑکی تھی جو عمر بن عبدالعزیزؒ کی نانی بنی اسکو بیٹی ملی اور وہ ماں بنی عمر بن عبدالعزیزؒ کی اب شادی تو ہوگئی عمرؓ نے اسکو ایک دن بلایا اور اس لڑکی کو کہا کہ دیکھو بیٹی میں تمہاری ایک ڈیوٹی لگانا چاہتا ہوں اس نے کہا جی حکم

فرمائیں ،فرمانے لگے ڈیوٹی یہ ہے کہ جب میں روزانہ تیار ہوکر امور خلافت کے لئے گھر سے نکلنا چاہوں تو تمہاری ڈیوٹی یہ ہے کہ رستے میں آکر میرے قریب تم نے مجھے وہی سبق یاد دلا دینا ہے اس نے کہا کونسا سبق ؟ کہنے لگے جو تم نے ماں کے سامنے کہا تھا ''عمر نہیں دیکھتا تو عمر کا خدا تو دیکھتا ہے'' حضرت عمرؓ کو یہ فقرہ اتنا اچھا لگتا تھا کہ اس بچی کو فرماتے تھے کہ تو بار بار یہ کلمہ میرے سامنے دوہرا چنانچہ ہردن وہ بچی آپ کو جاتے ہوئے یاددلاتی قریب آکر کہتی ''اگر عمر نہیں دیکھتا تو عمر کا خدا تو دیکھتا ہے'' کتابوں میں لکھا ہے عمرؓ کے دل پر ایسی چھاپ لگ گئی تھی اس فقرے کی کہ تنہائی میں بیٹھے ہوئے خود بخود کبھی کہہ اٹھتے تھے'' عمر نہیں دیکھتا تو عمر کا خدا تو دیکھتا ہے'' ایسا دل پر وہ فقرہ پیوست ہو گیا تھا۔

چرواہے کا استحضار

عبداللہ ابن عمرؓ راستے میں جارہے تھے تو ایک جگہ ایک چرواہا ملا چرواہے کو کہا کہ بھئی کچھ ہمیں دودھ ہی دیدو، اس نے کہا کہ جی میری بکریاں نہیں ہیں اجازت نہیں ہے، بھئی ہم کچھ بنائیں گے، کھانا پکائیں گے تمہیں بھی کھلائیں گے اس نے کہا جی میرا تو روزہ ہے تو بڑے حیران ہوئے کہ جنگل میں دیکھنے والا کوئی نہیں گرمی کی شدت اور پھر بکریاں چرانے والا اللہ تو بہ اتنا بھاگنا پڑتا ہے ان کے پیچھے کہ بندے کا حشر ہو جاتا ہے اور اس حالت میں چرواہا روزے سے ہے تو دل میں خیال آیا کہ اسکو آزماتے ہیں، تو اسکو مشورہ دیا آزمانے کی خاطر بھئی ایک بکری ہمیں بیچ دو ہم اسکو پکائیں گے تم بھی افطاری کر لینا ہم بھی کھائیں گے اسنے کہا جی میں مالک تو نہیں ہوں فرمایا بھئی تم مالک کو کہہ دینا کہ ایک بکری کو بھیڑیا لے گیا وہ نوجوان مسکرایا اور کہنے لگا ہے کہ اچھا اگر میں اسکو کہوں گا کہ بکری کو بھیڑیا لے گیا تو فاین اللہ تو اللہ تو دیکھتا ہے اللہ بھی تو ہے، عبداللہ ابن عمرؓ کے دل پر

ایسا اثر ہوا کہ بعد میں لوگوں کے سامنے یہ واقعہ سنا کر کہا کرتے تھے کہ اس قوم کا حال دیکھو کہ اتنا کامل یقین کہ چرواہا بھی تنہائیوں میں روزے کی شدتیں برداشت کرتا ہے اور جب کہا جاتا ہے کوئی عمل خلاف شرع کرلو تو کہتا ہے فاین اللہ پھر اللہ کہاں ہے۔

حضرت عمرؓ کی فکر

چنانچہ عمرؓ کا یقین ایسا تھا قیامت کے بارے میں کہ جب آپ کی وفات ہونے لگی آپ نے اپنی وصیت فرمائی کہ مجھے جلدی نہلا دیں اور جلدی دفنا دیں تین دفعہ اسکو دوہرایا تو ایک صحابی نے کہا کہ امیر المؤمنین ہم جلدی دفنائیں گے جلدی آپ کو کفنا دیں گے لیکن اتنی جلدی آپ کیوں کر رہے ہیں تو جب یہ کہا، عمرؓ کی آنکھوں میں آنسو آگئے فرمانے لگے میں جلدی اس لئے کر رہا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہوئے تو تم مجھے اللہ سے جلدی ملا دینا اور اگر اللہ مجھ سے خفا ہوئے تو میرا بوجھ کندھے سے جلدی ہٹا دینا اور عمر کے انجام کو تو اللہ بہتر جانتا ہے، عشرہ مبشرہ میں سے تھے، مرادِ مصطفیٰ تھے [لو کان بعدی نبیالکان عمر] یہ فضائل تھے مگر پھر بھی کہتے ہیں عمر کے انجام کو تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

رابعہ بصریہ کا خوف

رابعہ بصریہ اللہ کی نیک بندی کسی نے انکو کھانے لئے بھنا ہوا مرغ لا کر دیا انہوں نے جب بھنا ہوا مرغ دیکھا تو رونے لگ گئیں وہ لانے والا آدمی پریشان ہو گیا کہ پتہ نہیں کیا بات ہوئی تو کہنے لگا اماں آپ کیوں رو رہی ہیں فرمانے لگیں کہ مجھ سے تو یہ مرغ اچھا پوچھا وہ کیسے؟ فرمانے لگیں اس لئے کہ مرغ کو پہلے ذبح کیا گیا جب اسکی جان نکل گئی اسکو آگ پر ڈالا گیا اگر قیامت کے دن رابعہ کے گناہ معاف نہ کیئے گئے تو اسے تو زندہ حالت میں جہنم میں بھونا

جائے گا، مجھ سے تو مرغ اچھا ہے اسکی روح پہلے نکلی بعد میں بھونا گیا اور رابعہ کو تو زندہ حالت میں جہنم میں بھونا جائے گا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس ایک بڑھیا آئی اس نے کہا کہ جی پہلے لوگ تو تو اپنی اولادوں کے لئے اتنا چھوڑ گئے تم بھی کچھ جاگیریں وقف کردو، کہنے لگے میں نہیں کرسکتا وہ ذرا ناراض ہونے لگیں کہ میں بڑی ہوں تم کسی کی بات مانتے نہیں ضدی ہو، انہوں نے غلام کو کہا کہ بھئی کوئی سکہ ہو تو لاؤ، وہ ایک دینار کا سکہ لایا کہنے لگے ایک گوشت کا ٹکڑا بھی لاؤ تو دینار کو آگ میں ڈلوادیا جب دینار لال سرخ ہو گیا تو اسکو گوشت پر رکھوایا تو گوشت جلنے لگا اب جب گوشت جلتا ہے تو بو آتی ہے تو وہ بڑھیا کہنے لگی کہ کیا بد بو آرہی ہے کہنے لگے اماں آپ کو منظر دکھایا ہے کہ آپ عمر بن عبدالعزیز کو کہنے آئیں ہیں کہ قیامت کے دن تمہارا اسی طرح حشر کیا جائے، تم بیت المال کے پیسہ کو اپنے بچوں کے لئے وقف کردو، میں نے تمہیں نمونہ دکھایا ہے کہ کل میرے ساتھ یوں ہی ہوگا، تو اتنا یقین انکے دلوں میں بیٹھا ہوا تھا اسی لئے بھائی قیامت کے دن اللہ تعالی کے سامنے پیش ہونا چھوٹی بات نہیں۔

آخرت کے فکرمندوں کے اقوال

اللہ کے محبوب کبھی کبھی کہتے تھے حدیث پاک میں آتا ہے یالیت ربّ محمدلم یخلق محمدا اے کاش کہ محمد ﷺ کا پروردگار محمد ﷺ کو پیدا ہی نہ کرتا، سیدنا ابوبکر صدیقؓ فرماتے تھے یالیتنی کنت عصفورا اے کاش کہ میں کوئی پرندہ ہوتا، مومن کے بدن کا بال ہوتا، مجھے میری ماں نے جنا ہی نہ ہوتا، چنانچہ عبداللہ ابن مسعوا یک صحابی ہیں انکے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا یالیتنی اکون من اصحاب الیمین ''اے کاش میں اصحاب یمین میں

سے ہوتا'' تو اس بات کو سن کر عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا ''یالیتنی کنت اذا مت لم ابعث'' اے کاش کہ اگر میں مرتا تو میں دوبارہ اٹھایا ہی نہ جاتا ایسے بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ اس قیامت کے دن کی پیشی سے اتنا ڈرتے تھے۔

روز حساب

اس لئے احادیث میں آیا ہے کہ اس دن نفسا نفسی کا عالم ہوگا انبیاء تھراتے ہوں گے، سب لوگ اکٹھے ہو کر آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے کہ اے انسانوں کے باپ آپ اللہ کے حضور عرض کیجئے کہ ہمیں اس مصیبت سے نجات دیجئے حساب شروع کر لیجئے حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میں اللہ کے حضور حاضری نہیں دے سکتا اس لئے کہ میں نے درخت کا پھل کھایا تھا مجھے آج اس دن کی دہشت ناکی کی وجہ سے اللہ کے سامنے بات کرتے ڈر لگتا ہے لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے حضرت نوح علیہ السلام بھی انکار فرمائیں گے کہ میں نے بددعا مانگی تھی جس کی وجہ سے ساری قوم کو غرق کر دیا گیا اب میں اللہ کے حضور پیش ہوتے ہوئے ڈرتا ہوں لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے کہ مجھ سے ایک قبطی مارا گیا تھا میں اللہ کے حضور پیش ہوتے ہوئے ڈرتا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے کہیں گے کہ بھئی نہیں لوگوں نے تو مجھے اللہ کا شریک بنا لیا تھا اور مجھے تو اللہ کے حضور پیش ہوتے ہوئے ڈر لگتا ہے سب انکار کر دیں گے بالآخر ساری انسانیت نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوگی حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام مقام محمود پر پہنچ کر سجدے میں جائیں گے نبی علیہ السلام نے فرمایا میں اس دن اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد بیان کروں گا نہ پہلے کسی نے کی نہ کوئی بعد میں ایسی حمد بیان کرے گا اور پھر نبی علیہ السلام سجدے کی حالت میں رونا شروع کر دیں گے اللہ اپنے محبوب کو فرمائیں گے میرے محبوب آپ دنیا میں بھی روتے رہے سجدوں میں اور آج بھی سجدے میں

روہے ہیں سجدے سے سر اٹھایئے [سَل تعطَ] آپ مانگئے جو مانگیں گے ہم آپ کو عطا کریں گے تو اللہ کے محبوب فرمائیں گے اے اللہ اپنے بندوں کا حساب لیجئے ان کی اس مصیبت سے جان چھڑایئے فرمائیں گے اچھا کسی کو پیش کرو

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حساب

کتابوں میں لکھا ہے کہ جب اللہ تعالی فرمائیں گے کہ کسی کو پیش کرو تو نبی علیہ السلام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کہیں گے کہ تم پیش ہو جاؤ جب کہیں گے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رونا شروع کر دیں گے، اے اللہ کے نبی میں اپنے رب کے سامنے پیش نہیں ہو سکتا اے اللہ کے نبی میں عمر کے آخری حصہ میں آ کر مسلمان ہوا زیادہ عرصہ میرا اسلام سے پہلے کا ہے میری عمر اس قابل نہیں کہ میں اللہ کے حضور پیش ہو جاؤں انکار کریں گے نبی علیہ السلام فرمائیں گے ابو بکر تجھے اللہ کے حضور پیش ہونا ہے جب ابو بکر صدیق کو نبی علیہ السلام حکم دیں گے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک قدم آگے بڑھائیں گے حدیث میں آتا ہے وہ بھی رونا شروع کر دیں گے اللہ میں پیش ہونے کے قابل نہیں ہوں میں حساب دینے کے قابل نہیں ہوں اللہ تعالی فرمائیں گے او میرے محبوب کے یار غار تو نے میرے محبوب پر ایسے احسانات کئے ہوئے ہیں کہ اسکا بدلہ ہم نے اپنے ذمہ لیا حدیث پاک میں آتا ہے [ان اللہ یتجلی للخلق عامة ولکن لابی بکر خاصة] اللہ تعالی قیامت کے دن مخلوق کے لئے عام تجلی فرمائے گا مگر ابو بکر کیلئے خاص تجلی فرمائے گا، اللہ رب العزت مسکرا کر دیکھیں گے ابو بکر صدیق کی طرف تم روتے ہو تمہارے تو احسانات ہیں میرے محبوب پر اور احسانات کا بدلہ میں نے دینا ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے دنیا میں سب کے احسانات کے بدلے دیدیئے ابو بکر تیرے احسان کا بدلہ اللہ دے گا کیسی زندگی ہو گی کہ احسان کا بدلہ دینے والے اللہ کے محبوب فرماتے ہیں ابو بکر تیرے

احسانات کا بدلہ اللہ دے گا ﷺ چنانچہ سیدنا صدیق اکبرؓ آگے ہونگے اللہ تعالی انکا نامۂ اعمال دیکھیں گے مسکرا کر فرمائیں گے کہ ہم نے تو کہا تھا ﴿ولسوف یرضی﴾ ابوبکر ہم تمہیں خوش کر دیگیں ﷻ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا حساب

پھر جب انکا حساب ہو جائے گا تو سیدنا عمرؓ کو پیش کیا جائے گا سیدنا عمرؓ بھی روئیں گے مگر اللہ رب العزت کی رحمت جوش میں آئے گی نبی علیہ السلام نے فرمایا حضرت صدیقؓ کو کہ آسمان کے ستاروں کے برابر اگر کسی کی نیکیاں دیکھنی ہوں تو عمر فاروق کی نیکوں کو دیکھے مراد مصطفیٰ تھے اللہ تعالی انکو بھی مسکرا کر پاس فرمادیں گے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حساب

پھر سیدنا عثمان غنی پیش ہوں گے حدیث پاک میں آتا ہے کہ انکا حساب بہت آسانی سے لیا جائے گا چونکہ نبی علیہ السلام نے دعا دی تھی ایک مرتبہ عید کا دن تھا نبی علیہ السلام عید پڑھانے کے لئے تشریف لے جانے لگے تو ام المومنینؓ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی آپ عید پڑھانے جارہے ہیں ہمیں کچھ دیجئے کہ ہم کچھ منگوائیں اور پکائیں یتیم آئیں گے بیوائیں آئیں گی تاکہ انکو بھی آج عید کے دن دے سکیں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں وہ خاموش ہوگئیں نبی ﷺ نے عید کی نماز پڑھائی جب عید کی نماز پڑھا کر واپس گئے تو دیکھا کہ گھر میں بہت کچھ پکا ہوا ہے اور یتیم بیوائیں آرہی ہیں اور وہ بھی لے لے کر جارہے ہیں تو نبی ﷺ بڑے حیران ہوئے پوچھا کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا عرض کیا اے اللہ کے نبی جب آپ عید کی نماز پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے تو سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے آپ کی ہر زوجہ کے گھر سامان سے لدا ہوا ایک ایک اونٹ ہدیہ کے طور پر بھیجا سب ازواج کو ہدیہ بھیجا تو سب ازواج نے کھانا پکایا اور اللہ کے

راستے میں دے رہی ہیں تو نبی ﷺ نے جب یہ سنا تو فرمایا[یارحمن سھل الحساب علی العثمان] اے رحمٰن اب تو عثمان کے لئے قیامت کے دن کا حساب آسان فرمادے، چنانچہ قیامت کے دن جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ پیش ہونگے اللہ رب العزت انکا حساب آسان فرمادیں گے پھر علی رضی اللہ عنہ پیش ہونگے حدیث پاک میں آتا ہے [اسرع المحاسبۃ یوم القیامۃ حساب علی] قیامت کے دن سب سے جلدی حساب اللہ تعالی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا لیں گے جب چاروں کا حساب دیں گے انکا حساب دیکر اللہ رب العزت کو اتنی خوشی ہوگی محبوب کے یاروں کو دیکھ کر کہ اللہ تعالی کا جلال اللہ کے جمال میں بدلے گا باقی ساری مخلوق کا حساب اللہ آسانی کے ساتھ لیں گے اللّٰہ اکبر رحمت کے ساتھ حساب ہوگا ہر ایک کا، پھر تو رحمت کا وہ نزول ہوگا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اتنا اللہ تعالی کی رحمت کا نزول ہوگا کہ ایک وقت آئے گا شیطان بھی سر اٹھا کر دیکھے گا شاید آج میری بھی مغفرت کردی جائے ،واہ میرے مولی اسکی رحمت کا کتنا ظہور ہوگا تو بھئی اس دن کی ابتدا کی شدت بڑی زیادہ ہے اسلئے اس دن اللہ رب العزت کے حضور پیش ہونے سے ہمارے اسلاف ڈرتے تھے علامہ اقبال نے عجیب اشعار کہے فرماتے ہیں

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روز محشر عذر ہائے من پذیر

(اے اللہ تو دو عالم سے غنی ہے اور میں محتاج ہوں قیامت کے دن میرے عذروں کو قبول کرلینا)

گر تو می بینی حسابم ناگزیر
از نگاہ مصطفیٰ پنہا بگیر

اور اللہ اگر تو فیصلہ کرلے کہ حساب لینا لازمی ہے تو مالک میری فریاد ہے پھر میرا حساب مصطفیٰ کریم کی نگاہوں سے اوجھل لینا مجھے انکے سامنے شرمندگی

نہ ہو جائے کہ محبوب تو راتوں کو روتے رہے اور ہم نے انکے آنسوؤں کی قدر نہ کی اس دن کی پیشی سے ہمارے اکابر اتنا گھبرایا کرتے تھے، آسان کام نہیں ہے اللہ کے حضور پیش ہونا۔

عبداللہ ابن مبارکؒ کا خوف

عبداللہ ابن مبارکؒ کا آخری وقت آیا ہزاروں شاگردوں کے استاد تھے، شاگردوں سے کہا کہ مجھے اس چار پائی سے اتار کر نیچے زمین پہ لٹا دو الامر فوق الادب شاگردوں نے نیچے لٹا دیا مگر انکی چیخ نکل گئی کیا دیکھا اتنے بڑے محدث وہ اپنے رخسار کو زمین پر رگڑنے لگے اور اپنی داڑھی کو پکڑ کر رو کر کہنے لگے اے اللہ عبداللہ کے بڑھاپے پر رحم کر کوئی عمل اللہ کے حضور پیش نہیں کیا اللہ میں نے حدیث کی خدمت کی میں نے لاکھوں بندوں کو نصیحت کی تیرے بندوں کی زندگیاں بدلیں اللہ میں نے دن رات قربانیاں دیں علم سیکھا، کوئی عمل اللہ کے حضور پیش نہیں کیا، بس اپنی داڑھی کو پکڑ کر صرف اتنا کہنے لگے اللہ عبداللہ کے بڑھاپے پر رحم فرما عبداللہ کے بڑھاپے پر رحم فرما، وہ ڈرتے تھے اسی لئے قیامت کے دن کی تیاری کرتے تھے۔

خواجہ عثمان خیر آبادیؒ

خواجہ عثمان خیر آبادیؒ کے بارے میں آتا ہے انکی بقالہ کی دوکان تھی جو بندہ ان کے پاس سودا لینے آتا تو کچھ کے پاس کھوٹے سکے ہوتے اس زمانہ میں چاندی کے سکے ہوتے تھے جب گھس جاتے تھے تو انکو کھوٹا سکہ کہتے تھے تو وہ لے کر رکھ لیتے سودا دیدیتے ساری عمر یہی حال رہا جب انکی وفات کا وقت قریب آیا آخری لمحہ قریب تھا ٹیک لگائی ہوئی تھی اٹھ کر بیٹھ گئے اور اللہ سے دعا کرنے لگے اے اللہ میں ساری زندگی تیرے بندوں سے کھوٹے سکے قبول کرتا رہا تو بھی میرے کھوٹے عملوں کو قبول کرلے، وہ لوگ اس دن کی

تیاری کرتے تھے اب ہم سوچیں ہم نے اس دن کے لئے کیا تیار کر رکھا ہے
تو پھر ہمیں احساس ہوگا کہ ہم نے اس دن کے لئے کچھ تیاری نہیں کی وہ دن
بڑا مشکل ہے۔

محمد شاہ کا عجز

محمد شاہ مکران کا بادشاہ گزرا ہے ایک دفعہ یہ جنگل میں گیا شکار کھیلنے کے
لئے ایک بڑھیا کی گائے تھی اسکے پولیس والوں نے اسکی گائے کو ذبح کر کے
اسکے کباب بھون کر کھالئے بڑھیا نے ان سے کہا کہ مجھے کچھ پیسے دیدو کوئی
اور گائے لے لوں گی اسی کے دودھ پر میرا گزارا تھا، انہوں نے بات ہی نہ سنی
بڑی پریشان، کسی شخص سے مشورہ کیا میں کیا کروں اس نے کہا بادشاہ نرم دل
آدمی ہے تم بادشاہ کو اپنی بات پہنچاؤ وہ تمہیں اس کا معاوضہ دیدے گا اس نے
کہا پولیس والے تو جانے ہی نہیں دیتے اس نے کہا میں تمہیں طریقہ بتاتا ہوں
بادشاہ نے دو دن کے بعد واپس جانا ہے اور اسکے گھر کے راستہ میں دریا ہے
اور دریا پر ایک ہی پل ہے یہ اس پل سے گزرے گا تم پل پر پہنچ جاؤ اور محمد شاہ
سے اپنی بات کر لینا، بڑھیا وہاں پہنچ گئی، جب محمد شاہ وہاں پہنچا بڑھیا آگے
بڑھی اس نے سواری کی لگام کو پکڑ لی، محمد شاہ کہنے لگا اماں کیا بات ہے؟ سواری
کیوں روکی؟ کہنے لگی محمد شاہ میرا تیرا ایک مقدمہ ہے یہ پوچھنا چاہتی ہوں
اس پل پر حل کرنا چاہتا ہے یا قیامت کے دن پل صراط پر حل کرنا چاہتا ہے بس اس
نے یہ الفاظ کہے، کہتے ہیں بادشاہ کو پسینہ آگیا کہنے لگا اماں میں اس قابل نہیں ہوں
کہ پل صراط پر فیصلہ چکاؤں، چنانچہ بڑھیا نے اسکو سارا معاملہ سنایا، محمد شاہ نے
اس بڑھیا کو ستر گائیوں کی قیمت دی اور معافی مانگی اور کہا اماں معاف کر دینا میں
قیامت کے دن پل صراط پر کوئی مقدمہ پیش نہیں کر سکتا، آسان کام ہے کہ کوئی بندہ
کہے کہ میں قیامت کے دن پیش ہونے کے قابل ہوں، ماں نے کوئی لال نہیں

جنا جودم مارے کہ میں اللہ تعالی کے حضور پیش ہونے کے قابل ہوں ، وہ ایسا دن ہوگا کہ انبیاء تھراتے ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خوف

کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ تعالی قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھیں گے ﴿أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ﴾ کیا آپ نے کہا تھا لوگوں کو مجھے اور میری ماں کو اللہ کے ساتھ معبود بنالو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ جب اللہ تعالی ان سے پوچھیں گے تو جیسے بندے کو ایک دم پسینہ آجاتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پسینہ آئے گا اور جسم کے ہر مسام میں سے خون کا قطرہ نکل آئے گا ڈر اور خوف کی وجہ سے ، اللہ اکبر کبیرا اسلئے جو آدمی قیامت کے دن کا ڈر رکھے اور پھر اپنے نفس کو گناہوں سے بچائے وہ انسان قیامت کے دن کامیاب ہونے والا انسان ہے۔

عجیب واقعہ

امام شافعیؒ کے زمانہ میں وقت کا حاکم ایک پریشانی کا شکار ہوا کہ بیوی روٹھ گئی اب وہ چاہتا تھا کہ منائے بیوی غصہ کر گئی تھی ایک دن اسکو اس نے زیادہ منانے کی کوشش کی وہ جتنا مناتا وہ اور اس سے ناراض ہوتی حتی کے اس عورت نے اسکو کہہ دیا کہ جہنمی میں تیری شکل نہیں دیکھنا چاہتی جب اس نے جہنمی کا لفظ کہہ دیا تو وہ بھی حاکم تھا اس نے غصہ میں کہہ دیا اگر میں جہنمی تو تجھے تین طلاق اب جب غصہ دونوں کا ٹھنڈا ہوا تو بادشاہ بھی سوچنے لگا کہ پورے ملک میں ایسی خوبصورت لڑکی تو اور ہے نہیں، میں بھی نہیں اسکو اپنے سے جدا کرنا چاہتا اور بیوی کا دماغ ٹھنڈا ہوا تو وہ بھی سوچنے لگی کہ جو عزت بادشاہ کی وجہ سے میری ہے اسکے بغیر تو نہیں ہوگی اب دونوں چاہتے تھے کہ بھئی ذرا صلح ہو جائے مگر طلاق مشروط تھی تو اب بادشاہ سے بیوی نے پوچھا پتہ کریں

کہ طلاق واقع ہوگئی کہ نہیں ہوئی اسنے علماء سے پوچھا علماء نے کہا کہ جی ہم تو جواب نہیں دے سکتے اسلیئے کہ طلاق مشروط ہے، اگر میں جہنمی تو تجھے تین طلاق تو کون فیصلہ کرے گا کہ آپ جہنمی ہیں یا نہیں، اب تماشہ بن گیا اب جسکو یہ مسئلہ پتہ چلے وہ کہے جی کوئی اسکا جواب نہیں دے سکتا عجیب کیفیت ہے کسی نے امام شافعیؒ کو بتایا وہ کہنے لگے ہاں میں اس کا جواب دے سکتا ہوں چنانچہ کسی نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ فلاں بزرگ ہیں اس نے دعوت دی انکو اور کہا جی میں اس مصیبت میں ہوں مجھے نکالیں انہوں نے کہا ہاں میں اس کا جواب دے سکتا ہوں مگر مجھے آپ سے ایک بات پوچھنی پڑے گی تنہائی میں اس نے انتظام کردیا، تنہائی کا انہوں نے بادشاہ سے پوچھا کہ یہ بتاؤ آپ کی پوری زندگی میں کوئی ایسا موقع آیا کہ آپ کسی گناہ کو کرنے کی قدرت رکھتے ہوں مگر اللہ کے ڈر سے آپ نے گناہ کو چھوڑ دیا بادشاہ نے سوچ سوچ کر کہا ہاں ایک واقعہ پیش آیا وہ کیسے؟ بادشاہ نے کہا کہ میں ایک مرتبہ اپنے کام سے ذرا جلدی فارغ ہوگیا خلاف معمول جلدی میں اپنی آرام گاہ میں آ گیا تو تو میں نے کیا دیکھا کہ محل میں کام کرنے والی نوجوان لڑکی وہ ابھی بستر وغیرہ سنوار رہی تھی میں کمرے میں آ گیا اسکے چہرے پر نظر پڑی تو مجھے وہ بہت خوبصورت لگی تو میری نیت بدلی میں نے کنڈی لگا دی اب جیسے ہی میں نے کنڈی لگائی وہ لڑکی پہچان گئی کہ بادشاہ کی نیت ٹھیک نہیں میں نے اس کی طرف قدم اٹھایا تو وہ بچی مجھے دیکھ کر کہنے لگی یا مالک اتق اللّٰہ اے بادشاہ اللہ سے ڈر اتنی تقیہ نقیہ خوف خدا رکھنے والی وہ بچی تھی اس نے ایسے انداز سے کہا اتق اللہ" اللہ سے ڈر" کہ اللہ کی ہیبت میرے دل پہ طاری ہوگئی اور میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور میں نے دروازہ کھولدیا اچھا جا چلی جا اگر میں دروازہ نہ کھولتا میں اسکے ساتھ اپنی خواہش پوری کرسکتا تھا، بادشاہ تھا، مجھے کون پوچھنے والا تھا مگر اللہ کے ڈر سے میں نے گناہ نہ کیا جب انہوں نے یہ واقعہ سنایا تو انہوں

نے اسکو کہا کہ میں فتوی لکھ کر دیتا ہوں کہ آپ کی بیوی کوطلاق واقع نہیں ہوئی اب جب یہ فتوی علماء کے سامنے آیا تو سب علماء نے ان سے پوچھا کہ جی آپ کیسے کہتے ہیں یہ تو مشروط طلاق تھی تو آپ کیسے فیصلہ کر سکتے ہیں کہ یہ جنتی ہیں یا جہنمی توانہوں نے کہا کہ جناب یہ فیصلہ میں نے نہیں کیا یہ فیصلہ خود قرآن پاک میں اللہ تعالی نے کیا یہ فتوی میں نے نہیں دیا یہ فتوی پروردگار نے دیا ہے اللہ تعالی بھی تو حافظ ہیں قاری ہیں مولانا ہیں اور مفتی بھی ہیں ماشاء اللہ سب کچھ ہیں ہم نہیں پڑھتے ﴿فاللّٰهُ خير حافظا﴾ تو حافظ بھی ہوئے ﴿سنقرئک فلاتنسی﴾ تو قاری بھی ہوئے ﴿انت مولانا﴾ تو مولانا بھی ہوئے ﴿الله يفتيكم فی الكالالة﴾ اللہ کلالہ کے بارے میں تمہیں فتوی دیتا ہے مفتی بھی ہوئے ماشاء اللہ یہ سب کتنے مزے کے الفاظ ہیں اللہ کی شان علماء کی خوش نصیبی یہ الفاظ لوگ انکے لئے استعمال کرتے ہیں واہ میرے مولی ﴿تخلقوا باخلاق الله﴾ اسکا نمونہ دیکھو پروردگار نے فرمایا اللہ کے اخلاق سے اپنے آپ کو مزین کرو یہ علماء وہ خوش نصیب لوگ ہیں دنیا میں جو الفاظ اللہ کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں وہ ان علماء کے لئے استعمال کر لئے جاتے ہیں کیسے خوش نصیب ہیں توانہوں نے کہا جناب فتوی میں نے نہیں دیا فتوی قرآن نے دیا، انہوں نے قرآن پاک کی آیت پڑھی کہ اللہ تعالی نے قرآن پاک میں فرمایا ﴿واما من خاف مقـــام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنةهي المأوى﴾ اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر گیا اور اس نے اپنے نفس کو خواہشات میں پڑنے سے بچالیا بس اسکا ٹھکانہ جنت ہے تو بھئی قیامت کے دن کی پیشی کو یاد رکھیں گناہوں سے بچنا یہ جنت میں جانے کا ذریعہ ہے اللہ رب العزت ہمیں اپنی معیت کا استحظار نصیب فرمائے اور قیامت کے دن کی چھاپ ہمارے دلوں میں لگائے تا کہ گناہوں سے بچنا ہمارے لئے آسان ہو جائے

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العلمين

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاس﴾

ازافادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی زید مجدہ

لوساکا مسجد نور زامبیا

﴿ایم ایس ڈل ۳ ۲۰۰ء مطابق ۱۴۲۴﴾

فہرست عناوین

اقتبــــاس

اللہ اللہ اللہ

جوانسان اللہ تعالی کی نافرمانیاں کرتا ہے اللہ تعالی اسی دنیا میں اسکو کچھ نقد سزا دے دیے ہیں اور آخرت میں تو ملے گی ہی سہی اسکو کہتے ہیں ادلے کا بدلہ، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی کیکر کا درخت بوئے اور اسکے اوپر پھل لگنے لگ جائیں جو کیکر بوئے گا اسے کانٹے ملیں گے جو گناہ کریگا اسے سزا ملے گی۔

عدل وانصاف فقط حشر پہ موقوف نہیں
زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے

﴿حضرت پیر ذوالفقار احمد صاحب مدظلہ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی امَّابَعْد......!

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

﴿ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاس﴾

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

انسانی زندگی ایک مقصد کے لئے عطا کی گئی ہے ارشاد باری تعالی ہے ﴿افحسبتم انماخلقناکم عبثاوانکم الینالاترجعون﴾ "کیاتم یہ گمان کرتے ہو کہ تم بے فائدہ پیدا کئے گئے ہو اور کیاتم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے" تو معلوم ہوا کہ انسان کے پیدا ہونے کا ایک مقصد ہے اور اس ... ب دن اپنے پروردگار کی طرف لوٹنا ہے، لہذا جو کچھ ہم دنیا میں کرتے ہیں، اسکا ہمیں بدلہ ملنا ہے، نیک کاموں کا اچھا بدلہ ملتا ہے اور برے کاموں کا برا بدلہ ملتا ہے، اب یہ انسان کے اوپر منحصر ہے کہ وہ کیسی زندگی گزارتا ہے۔

قانون جزاء اور سزا

اللہ تعالی کے یہاں مستقل ایک قانون ہے جو بھی نیکی کرے گا وہ اچھا اجر پائے گا اور جو بھی برائی کریگا وہ اسکی سزا کو بھگت کے رہے گا یہ نہیں ہوسکتا کہ انسان دنیا میں رہ کر من مانی کرے اور اسکو پوچھنے والا کوئی نہ ہو، لوگ کہتے ہیں رہنا دریا میں اور مگرمچھ سے بیر تو دریا میں رہ کر مگرمچھ سے بیر نہیں چلتی

تو دنیا میں رہ کر پروردگار سے بیر کیسے چلی گی

کن کن پر دنیا میں پکڑ آئی ؟

جوانسان اللہ تعالی کی نافرمانیاں کرتا ہے اللہ تعالی اسی دنیا میں اسکو کچھ نقد سزا دے دیتے ہیں اور آخرت میں تو ملے گی ہی سہی اسکو کہتے ہیں ادلے کا بدلہ ، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی کیکر کا درخت بوئے اور اسکے اوپر پھل لگنے لگ جائیں جو کیکر بوئے گا اسے کانٹے ملیں گے جو گناہ کریگا اسے سزا ملے گی۔

عدل وانصاف فقط حشر پہ موقوف نہیں
زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے

اس دنیا میں بھی انسان کو گناہوں کی سزا مل کر رہتی ہے چنانچہ کتنے لوگ تھے کتنی قومیں تھیں جنہوں نے من مانی کی اور پھران پر اللہ تعالی کا عذاب آیا، اس کے تذکرے قرآن کریم میں موجو ہیں کیا عبرت کے لئے یہ کافی نہیں کہ ابلیس جو ایک وقت میں بڑا عبادت گزار تھا ، بڑا نیکوکار تھا 'طاؤس الملائک' کہلاتا تھا اس نے زمین کے ہر ہر چپہ پہ سجدے کئے تھے اتنا عبادت گزار تھا عرش تک اسکی پرواز تھی ،اس نے اللہ تعالی کی نافرمانی کی ﴿ابی واستکبرو کان من الکافرین﴾ اس نے سجدے سے انکار کیا کافروں میں سے ہوا ، چنانچہ رب کریم نے فرمایا ﴿فاخرج منھافانک رجیم﴾ نکل جا میرے دربار سے، اپنے دربار سے نکال دیا اور ساتھ پروردگار نے یہ بھی کہہ دیا ﴿وان علیک لعنتی الی یوم الدین﴾ اب تجھ پر قیامت تک میری لعنتیں برسیں گیں، کہاں رحمتوں کا مستحق تھا کہاں لعنتوں کا مستحق ہو گیا جب عبادت گزار تھا تو رحمتیں برستی تھیں اور جب گنہگار بنا تو لعنتوں کا مستحق بن گیا کتنا برا انجام ہے۔

قوم نوح علیہ السلام کا انجام

قوم نوح علیہ السلام کے ساتھ کیا ہوا وہ سیدنا نوح علیہ السلام کے ساتھ مذاق

اڑاتے تھے جب آپ کو حکم ہوا ﴿واصنع الفلک بأعيننا ووحينا﴾ "آپ کشتی بنایئے ہماری آنکھوں کے سامنے وحی کے مطابق" تو جب وہ کشتی بناتے تھے انکی قوم والے انکو کشتی بناتے دیکھ کر کہتے کیوں بنارہے ہو؟ فرماتے تھے کہ طوفان آنے والا ہے، وہ کہتے تھے یہاں تو ریت اڑتی ہے ہر طرف صحراء ہے ہم تو چاہتے ہیں کہ یہاں پانی جلدی آئے، مذاق اڑاتے تھے، ﴿قال ان تسخروا منافانانسخر منكم كماتسخرون﴾ مذاق اڑاتے تھے بس پھر اللہ رب العزت کا جب فیصلہ آگیا تو پروردگار نے حضرت نوح علیہ السلام کو فرمایا ﴿ولاتخاطبنی فی الذين ظلموا انهم مغرقون﴾ اب آپ نے مجھ سے ان ظالموں کے بارے میں گفتگو نہیں کرنی، میرے پیغمبر! ہوسکتا ہے آپ کا دل پسیج جائے آپ کا دل نرم ہو جائے، آپ ان پر مہربان ہو جائیں اب مجھ سے انکے بارے میں کلام مت کیجئے، اب انہوں نے غرق ہو کر رہنا ہے، چنانچہ ایسا طوفان آیا کہ پوری دنیا میں سوائے وہ لوگ جو نوح علیہ السلام کی کشتی میں تھے باقی سب غرق ہو گئے۔

قوم عاد

قوم عاد دنیا میں گزری ہے مفسرین نے لکھا کہ ساٹھ ہاتھ چوڑے انکے سینہ ہوتے تھے لمبے لمبے قد ہوتے تھے ﴿وتنحتون من الجبال بيوتا﴾ "پہاڑوں کو کھود کر گھر بناتے تھے" اور آج بھی دنیا میں ایسے مقامات موجو ہیں کہ پہاڑ کے اندر جائیں تو آپ کو عجیب وغریب اندر مکان بنے ہوئے محسوس ہوتے ہیں جو آج کے انسان کے بس سے بھی باہر ہیں انکو اپنی طاقت پہ بڑا ناز تھا کہتے تھے ﴿من اشد مناقوة﴾ "کون ہے ہم سے زیادہ طاقت والا؟ اور اللہ تعالی نے بھی تصدیق کر دی ﴿لم يخلق مثلهافی البلاد﴾ ان جیسی قوم پھر شہروں میں پیدا نہیں ہوئی تو طاقت پر ناز تھا گھمنڈ تھا وقت کے نبی

علیہ السلام کی بات نہ مانی اللہ تعالی نے ان پر تیز ہوا کا عذاب بھیجا اور وہ تیز ہوا بھی کیسی کہ مؤمن کو لگتی تو اتنی اچھی کہ دل خوش ہوتا کہتا کہ یہ ہوا تو چلنی چاہئے لیکن کافر کے لئے وہ اتنی تیز کہ وہ انکو پٹخ کر زمین پر مارتی حتی کہ انکی لاشیں ایسی بکھری تھیں ﴿كأنهم اعجاز نخل خاوية﴾ جیسے کہ کھجور کے تنے بکھرے ہوئے پڑے ہوں، پوری قوم کو ختم کر کے رکھ دیا۔

حضرت صالح علیہ السلام

''قوم ثمود'' حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کہنے لگی کہ آپ ہمیں کوئی معجزہ دکھایئے انہوں نے دعا کی چنانچہ اللہ رب العزت نے پہاڑ میں سے ایک اونٹنی نکالدی ناقة الله اسکو ایک بچہ بھی تھا، دودھ اتنا دیتی تھی کہ سارے گاؤں والے اسکو پیتے تھے مگر اسکی خوراک بھی اتنی تھی کہ ایک دن گاؤں والے پانی بھر سکتے تھے اور ایک دن وہ اونٹنی پانی پی لیتی تھی، حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو تم کچھ نہ کہنا یہ اللہ کی نشانی ہے مگر ایک بدکار عورت کے پیچھے کچھ لوگوں نے آکر اس اونٹنی کی ٹانگیں کاٹیں اور بالآخر اسے مارا، نتیجہ کیا ہوا کہ ایک تیز آواز آئی حضرت صالح علیہ السلام فرمایا تھا ﴿فلا تمسوها بسوء فيأخذكم عذاب اليم﴾ اس اونٹنی کو کچھ نہ کہنا دردناک عذاب ملے گا جب بات نہ مانی ﴿فاخذتهم الرجفة فاصبحوا فى دارهم جاثمين﴾ ایک کڑک آواز آئی جیسی بجلی کڑکتی ہے اگلے دن سب اپنے گھروں کے اندر مردے پڑے ہوئے ملے۔

حضرت لوط علیہ السلام

قوم لوط غیر فطری عمل کرتے تھے حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں بہت سمجھایا الٹا مذاق کرتے ﴿انهم اناس يتطهرون﴾ یہ بڑے پاک لوگ ہیں، نتیجہ کیا ہوا اللہ تعالی نے فرشتوں کو بھیجا فرماتے ہیں ﴿فلما جاء

امرنا جعلنا عالیھا سافلھا﴾ زمین ٹکڑے کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اکھاڑا اور اکھاڑ کر آسمان کی بلندیوں تک لے گئے حتی کہ اس بستی کے مرغوں کی اذانیں پہلے آسمان کے فرشتوں نے سنیں اور وہاں جا کر الٹ دیا اور انکے اوپر پتھر برسائے ﴿وامطرنا علیھا حجارۃ من سجیل﴾۔

حضرت شعیب علیہ السلام

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم، تاجر لوگ تھے مگر ناپ تول میں کمی بیشی کرتے تھے، ڈنڈی مارتے تھے انکو بہت سمجھایا کہ ناپ تول میں کمی مت کرو لیکن باز نہیں آئے قرآن مجید میں ہے ﴿واخذت الذین ظلموا الصیحۃ﴾ ان پر بھی ایک زوردار آواز ایسی آئی بجلی کی چمک جیسی، اس قوم کو بھی ختم کر دیا۔

فرعون بے عون

فرعون دنیا میں کتنا متکبر بادشاہ تھا اپنی قوم کو کہتا تھا ﴿الیس لی ملک مصر وھذہ الانھار تجری من تحتی﴾ دیکھو یہ ملک مصر، یہ میرا ہے اور اسکا نظام آب پاشی کیسا بڑا مزے کا ہے نہریں بہتیں ہیں دریا بہتے ہیں، میں بہتر ہوں میری یکتائی دیکھو اور یہ موسیٰ علیہ السلام جو صحیح طرح بول بھی نہیں سکتے ،ایسا تکبر کرتا تھا، کہتا تھا ﴿انا ربکم الاعلی﴾ میں بڑا پروردگار ہوں بس پھر اللہ تعالی کی پکڑ آئی فرماتے ہیں ﴿فاغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون﴾ بس جب عذاب آجاتا ہے نا پھر بندہ پیچھے ہٹنا بھی چاہے تو نہیں ہٹ سکتا کہتے ہیں جب فرعون دریا کے کنارے پہنچا تو اس نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو پار اتر گئے تو یہ گھبرایا ڈرا کہ میں نہیں اندر جاتا تو جب یہ ذرا گھبرایا تو جبرئیل علیہ السلام ایک گھوڑی پر سوار ہو کر آئے اور انہوں نے اپنی اس گھوڑی کو پانی میں ڈال دیا اب فرعون کے گھوڑے نے جب گھوڑی کو دیکھا تو وہ اسکے پیچھے بھاگا اب اسکے بس میں نہیں تھا تو یہاں سے مفسرین نے نتیجہ نکالا کہ جب اللہ تعالی کا عذاب

آجاتا ہے اب بندہ پیچھے بھی ہٹنا چاہے پروردگار پیچھے ہٹنے نہیں دیتے بچو کدھر جاتا ہے، تو نے میرے عذاب کو دعوت دی گناہوں کے ذریعہ سے اب بھاگ کر کہاں جاؤ گے۔

قارون

قارون کو اللہ رب العزت نے مال اتنا دیا تھا کہ اسکے خزانوں کی کنجیاں کئی اونٹوں پر لادی جاتی تھیں آپ میں سے کوئی بڑے سے بڑا بزنس مین ہوگا نا تو اسکی دکانوں کی کنجیاں بھی جیب میں آجائیں گی اللہ کی شان اتنا امیر بندہ کہ اسکے خزانوں کی کنجیاں اونٹوں پہ لادی جاتی تھیں مگر اس نے اسکو اللہ کی نعمت نہ سمجھا کہنے لگا یہ تو میرے خون پسینہ کی کمائی ہے جو میں نے اپنے علم سے حاصل کی اب وہ کہتا تھا کہ کسی طرح مجھے اسکی زکوٰۃ نہ دینی پڑے چنانچہ اسنے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگانے کی کوشش بھی کی بس پھر اللہ تعالی کا عذاب آیا ارشاد فرمایا ﴿فخسفنابه وبداره الارض﴾ اللہ تعالی نے اسکو بھی زمین میں دھنسا دیا اور اسکے مکان کو بھی زمین میں دھنسا دیا دھنستا ہی چلا جا رہا ہے۔

بنی اسرائیل

بنی اسرائیل پر اللہ تعالی کی کتنی نعمتیں تھیں ﴿واذقال موسیٰ لقومه یقوم اذکروا نعمة اللهِ علیکم﴾ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم! اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ کرو، یاد کرو اللہ تعالی کی نعمتوں کو ﴿اذجعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا وآتا کم مالم یؤت احدا من العلمین﴾ اللہ تعالی نے تم سے انبیاء بھی بنائے اور تم میں سے بادشاہ بھی بنائے اور پروردگار نے تمہیں وہ کچھ دیا جو جہانوں میں کسی کو نہیں دیا مگر اتنی نعمتوں کے باوجود یہ گناہوں میں پڑ گئے خواہشات کے پیچھے پڑ گئے نتیجہ کیا ہوا کہ اللہ رب العزت نے ان پر عذاب بھیجا ﴿وضربت علیهم الذلة والمسکنةوباؤوابغضب

من اللہ﴾ ذلت اور مسکنت اللہ تعالی نے ان پر پھینک دی اور اللہ تعالی کا ان پر غضب ہو گیا ایسا ظالم بادشاہ ان پر مسلط ہوا جس نے انکو ذلیل اور رسوا کر دیا انکو سر چھپانے کی کہیں جگہ نہیں ملی،

تو یہ سب واقعات بتاتے ہیں کہ جس نے بھی دنیا میں اپنی من مانی کی اپنے رب کی نافرمانی کی بالآخر اس پر اللہ تعالی کی پکڑ آ گئی جلد یا بدیر کسی کو موقع مل جاتا ہے کسی پر جلدی پکڑ آتی ہے، آتی ضرور ہے، گناہوں کی سزا آخرت میں تو ملے گی ہی دنیا میں بھی مل کر رہتی ہے، بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔

قرآن مجید میں تذکرے

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے عذاب کا تذکرہ کیا اور واضح طور پر کہا کہ یہ عذاب اسلئے کہ وہ عمل ایسا کرتے تھے مثلاً لفظ [اِنْ] کے ذریعہ اللہ تعالی نے کچھ باتوں کا تذکرہ کیا ﴿ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا﴾ اے ایمان والو! اگر تم تقوی اختیار کرو گے تو ہم تمہیں فرقان عطا کریں گے ایک نور عطا کریں گے جو تمہارے سینوں کو روشن کرے گا، تمہیں حق اور باطل کی پہچان نصیب ہوگی، تو معلوم ہوا کہ یہ نور کیسے ملا؟ ﴿ان تتقوا اللہ﴾ کے ذریعہ تو دیکھو نیک عمل کا اجر دنیا میں بندے کو ملا دوسری جگہ فرمایا ﴿مایفعل اللہ بعذابکم ﴾ اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا؟ جیسے ہم آپس میں باتیں کرتے کہتے ہیں کہ تمہیں عذاب دے کر اللہ کے ہاتھ کیا آئے گا ﴿ان شکرتم و آمنتم﴾ " اگر تم ایمان لاؤ اور شکر ادا کرو" تو اللہ تعالی تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا؟ تو دیکھو عمل کے اوپر ایمان اور شکر کے اوپر فرمایا کہ ہم تمہیں عذاب نہیں دیں گے ﴿ان تطیعوہ تھتدوا﴾ اگر تم رسول ﷺ کی پیروی کرو گے تو ھدایت پا جاؤ گے، تو لفظ [اِنْ] کے ذریعہ سے بھی بتایا کہ دیکھو تمہارے اعمال کا تم کو اجر ملے گا

کہیں [فلما] کے ذریعہ بتایا چنانچہ فرمایا ﴿فلما عتوا عما نهوا عنه قلنا لهم كونوا قردة خاسئين﴾ ''جب انہوں نے وہی کام نافرمانی کے کئے جس سے منع کردئے گئے تھے ہم نے انکو کہا بن جاؤ پھٹکارے ہوئے بندر تو یہ بندر بننے کا حکم کیوں دیا؟ انکی نافرمانی کی وجہ سے چنانچہ ایک جگہ فرمایا ﴿فلما آسفونا انتقمنا منهم واغرقناهم اجمعين﴾ ''جب انہوں نے ہمیں متاسف کیا یعنی ہماری بات کو پورا نہ کیا ہمیں افسوس دلایا، ہم نے بھی ان سے انتقام لیا'' تو اب دیکھو قرآن مجید سے ثبوت مل رہا ہے کہ انسان عمل ایسے کرتا ہے کہ پروردگار اسکے گناہوں کا اس سے انتقام لیتے ہیں اسلئے ایک جگہ فرمایا ﴿انا من المجرمين منتقمون﴾ ہم مجرموں سے انتقام لے کر رہیں گے۔

تیسرا کہیں پر [**لو**] کے ذریعہ سے ان باتوں کا تذکرہ کیا ﴿وان لو استقاموا على الطريقة لأسقيناهم ماء غدقا﴾ ''اگر یہ استقامت حاصل کرتے راستے پر تو ان کو پینے کے لئے اچھا پانی مل جاتا'' ایک جگہ فرمایا ﴿ولو انهم فعلوا ما يوعظون به لكان خيرا لهم﴾ ''اگر انہوں نے کیا ہوتا وہ کام جو انکو نصیحت کی گئی تھی انکے لئے بہتر ہوتا'' تو اس لفظ کے ذریعہ سے بھی اس بات کو کھولا گیا

چوتھا کہیں پر [ذلك] کا لفظ استعمال کیا گیا ﴿ذالک بما قدمت ايديكم﴾ ''یہ جو تمہیں بدلہ ملا یہ اسلئے کہ جو تم نے اپنے ہاتھوں سے کچھ آگے بھیجا اسکا نتیجہ تھا'' کہیں پر فرمایا ﴿ذالک بانهم كفروا بآياتنا﴾ ''یہ انکے ساتھ معاملہ اس لئے پیش آیا انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا۔

پانچواں کہیں پر [ف] کا استعمال ہوا حرف ''ف'' ہوتا ہے نا اسکو سبب کے طور پر بتایا اسکو ''ف'' سببیہ کہتے ہیں چنانچہ فرمایا ﴿فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزكوة فاخوانكم في الدين﴾ دیکھئے اب یہ ''ف'' سبب بن رہی ہے ''اگر یہ توبہ کریں، نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں تو یہ دین میں تمہارے بھائی

ہیں، ایک جگہ فرمایا ﴿فعصوارسول ربهم فاخذهم اخذة الرابية﴾ ایک جگہ فرمایا ﴿فكذبو اهمافكانوا من المهلكين﴾ اور انہوں نے ان دونوں کاانکار کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سارے کے سارے ہلاک ہونے والوں میں سے ہو گئے تو ان سب باتوں سے ایک نتیجہ سامنے آتا ہے کہ جو کچھ بھی انسان کے اوپر یہ حالات آتے ہیں یہ اسکے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے ،جیسے اعمال ہوں گے ویسے حالات ہونگے ،اچھے اعمال کریں گے تو حالات اچھے ہوں گے اور برے اعمال کریں گے تو حالات برے ہوں گے روایت میں آتا ہے کہ فرشتے بندوں کے اعمال لے کر اللہ تعالی کے حضور جاتے ہیں اللہ تعالی ان اعمال کو دیکھ کر ان جیسے حالات ان بندوں پر نازل فرمادیتے ہیں۔

جب کہا میں نے کہ یا اللہ تو میرا حال دیکھ
حکم آیا میرے بندے نامۂ اعمال دیکھ

تو یہ ہمارے اپنے کرتوت ہوتے ہیں جس کی ہمیں سزا ملتی ہے۔

ادلے کا بدلہ

حدیث پاک میں فرمایا گیا ابن ماجہ کی روایت ہے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں فرماتے ہیں کہ جب پانچ چیزیں تم میں آئیں گی تو پانچ چیزیں ہو کر رہیں گی یہ لازم اور ملزوم ہے۔

(۱) جب امت میں بے حیائی اور فحاشی آئے گی تو اللہ تعالی ایسی مہلک بیماریاں بھیجدیں گے جن کا نام بھی نہیں سنا ہوگا ،اور اب تو اس بات سے سب واقف ہیں کہ بے حیائی اور فحاشی کا کیا نتیجہ نکل رہا ہے، کہیں چالیس فیصد مثبت ہے کہیں پچاس فیصد، شریعت نے پہلے بتادیا تھا چودہ سو سال پہلے جب ایسے امراض کا کسی سائنسداں کو بھی نہیں پتہ تھا اللہ تعالی کے محبوب نے بتایا جب فحاشی اور بے حیائی عام ہو جائے گی ایسی مہلک بیماریاں پیدا ہوں گی کہ جو آئے

پیمائش پر لوگوں کو مار ڈالے گی، آج گھر تو کیا ملک پریشان ہیں۔

(۲)......ایک بات یہ فرمائی کہ جو قوم ناپ تول میں کمی کرے گی اللہ تعالی اسکےاوپر ظالم حکام کو مسلط فرمادیں گے۔

(۳)......اور فرمایا جو قوم زکوٰۃ کو تاوان سمجھے گی بوجھ سمجھے گی اللہ تعالی اسکو قحط سالی عطا فرمائیں گے۔

(۴)......اور فرمایا جو قوم عہد شکنی کرے گی، اپنے وعدے کو توڑے گی اللہ رب العزت اس کے اوپر دشمن کو نازل فرمادیں گے۔

(۵)......اور جو قوم قانون خدا کی خلاف ورزی کرے گی، قانون خدا کے خلاف حکم جاری کرے گی اللہ تعالی ان میں نا اتفاقی اور خانہ جنگی کی کیفیت پیدا فرمادیں گے۔

آج ہم مسلمانوں کے حکام اپنی من مرضی کے قانون بناتے پھر رہے ہیں نتیجہ کیا ہے کہ ایک کی دوسرے سے نہیں بنتی، ایک خدا ایک رسول ایک قرآن ایک کعبہ ایک دین، ایک کا رخ مشرق کی طرف ہے دوسرے کا مغرب کی طرف ہے۔

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ بتاؤ تو مسلمان بھی ہو
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانہ میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

اسلئے اللہ رب العزت نعمتیں دیتے ہیں اور جو بندہ ناقدری کرتا ہے ان سے واپس لے لیتے ہیں۔

فتح کے وقت صحابی کا رونا

امام احمدؒ نے روایت نقل کی کہ جب قبرص فتح ہوا تو زبیر بن نزیرؓ نے

ابودرداء ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو بڑے حیران ہوئے ابودرداء ﷺ سے کہا کہ حضرت اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اس شاندار فتح کے دن آپ رو رہے ہیں؟ وہ فرمانے لگے کہ میں عبرت کی وجہ سے رو رہا ہوں اس قوم کو دیکھو اللہ نے دنیا میں کتنی عزتیں دی تھیں اور کتنے ان کو انعامات دئے تھے انہوں نے ناقدری کی آج اللہ نے انکو دنیا میں مغلوب کر دیا جو پروردگار دینا جانتا ہے وہ پروردگار لینا بھی جانتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے جب اللہ تعالی کسی قوم سے انتقام لینا چاہتے ہیں تو پھر اس قوم کے بچے بکثرت مرتے ہیں اور اس کی عورتوں کو اللہ تعالی بانجھ کر دیا کرتے ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالی کسی قوم سے ناراض ہوتے ہیں تو اللہ تعالی ان پر لعنت بھیجتے ہیں اور اللہ تعالی کی لعنت کا اثر سات پشتوں تک باقی رہتا ہے، اسلئے گناہ کی سزا دنیا میں بھی ملتی ہے آخرت میں بھی ملتی ہے۔

سزا کے تین طریقے

ارشاد باری تعالی ہے ﴿من یعمل سوء ا یجزبه﴾ ''جو بھی کوئی گناہ کرے گا اسے اسکی سزا مل کر رہے گی''

سزا ملنے کے تین طریقے ہیں، یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک بندہ من مانی کرے شریعت کی خلاف ورزی کرے اور اس پر عذاب نہ آئے مگر عذاب آنے کے پکڑ کے تین طریقہ ہیں:

(۱)...... پہلے کو کہتے ہیں ''نکیر'' تنبیہ، کہ بندے نے گناہ کیا پروردگار نے کوئی مصیبت بھیجدی تو جب غم آتا ہے پریشانی آتی ہے، مصیبت آتی ہے تو بندہ پھر گناہ کرتے ہوئے ڈرتا ہے، ہمیں ایک صاحب ملے کہنے لگے جی جب بھی میں اپنی بیوی کو ناراض کرتا ہوں، دکھ دیتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں

کہ مجھے کاروبار میں کوئی نہ کوئی غم ملتا ہے، اب وہ بیچارہ کاروبار کے غم سے بچنے کے لئے بیوی کو خوش رکھتا تھا، ہم نے کہا قسمت والی بیوی ہے۔

ایک آدمی جھوٹ نہیں بولتا تھا، حالانکہ اسکی زندگی کوئی تقوی والی بھی نہیں تھی بات سچی کرتا تھا، تو ہم نے اس سے پوچھا بھئی آپ میں یہ صفت کیسے آئی، کہنے لگا حضرت سچی بات ہے جب میں جھوٹ بولتا ہوں کہیں نہ کہیں کوئی بندہ مجھ سے دھوکہ کر جاتا ہے لہذا میں سچ بولتا ہوں، تو اللہ تعالی بعض لوگوں کا معاملہ ایسا کر دیتے ہیں نقد کا معاملہ کوئی الٹا کام کریں گے اگلے دن کوئی بری خبر سنیں گے، تو ڈر کے مارے پھر وہ ایسا الٹا سیدھا کام نہیں کرتے۔

ایک نوجوان مجھے کہنے لگا کہ میں ایک خاص گناہ کرتا تھا جب گناہ کرتا چوبیس گھنٹے کے اندر میں کوئی نہ کوئی ناپسندیدہ خبر ضرور سنتا تھا، کہتا ہے میں نے ایسے کئی سال آزمایا اب میں نے اپنے رب سے صلح کر لی، سچی توبہ کر لی پروردگار نے مجھے پریشانیوں سے نجات عطا فرمادی ہے، اسکو نکیر کہتے ہیں۔

اور ایسا کیوں ہوتا ہے اللہ تعالی بندے پر مہربان ہیں اگر بندہ غفلت کرتا ہے اللہ تعالی اسکو جگانے کے لئے ایسی پریشانیاں فوراً بھیجدیتے ہیں، یاد رکھنا خوشیاں سلاتی ہیں اور غم جگاتے ہیں۔

سکھ دکھاں توں دیواں وار دکھا آن ملایم یار

(میں سکھوں کو دکھوں پر قربان کردوں کہ دکھوں نے مجھے میرے یار سے ملا دیا)

تو جب دکھ پڑتے ہیں تو رب یاد آتا ہے اسکو نکیر کہتے ہیں نقد کا معاملہ۔

(۲)......اور کبھی کبھی سزا میں ''تاخیر'' ہوتی ہے، کہ گناہ تو بندہ کر لیتا ہے اللہ تعالی تھوڑا اسکو مہلت دیدیتے ہیں رسی ڈھیلی کر دیتے ہیں ناراضگی کی وجہ سے اچھا بھئی تم کر لو جو کرنا ہے، پھر ہم تمہارا بندوبست کرتے ہیں اور یہ بڑا خطرناک ہوتا ہے جب بندہ اللہ تعالی کی نافرمانیاں کررہا ہو اور اس پر اللہ تعالی کی نعمتیں برس رہی ہوں تو وہ سمجھ لے کہ مجھے اچھی طرح باندھا جارہا ہے تو کبھی کبھی جلدی

سزا نہیں ہوتی،

چنانچہ جنید بغدادیؒ کا ایک شاگرد تھا اس نے بری نظر کہیں ڈالی نتیجہ کیا نکلا کہ بیس سال کے بعد قرآن مجید کا حفظ بھول گیا، قرآن مجید کے حفظ سے محروم کردیا گیا، بہت ڈرنے کی بات ہے، گناہ جوانی میں کئے اللہ تعالیٰ نے بیوی کو بڑھاپے میں نافرمان بنادیا اولاد ماں کے ساتھ ہوگئی، اور جب اولاد ماں کے ساتھ ہوجائے اور بیوی خاوند کی نافرمان بن جائے اس بندے کی زندگی جو خراب ہوتی ہے وہ بتا نہیں سکتا، بڑھاپے میں بیوی کا ناموافق ہوجانا یہ بہت بڑی سزا ہے،

ایک واقعہ

ہم نے ایک آدمی کو دیکھا اپنی زندگی میں بڑا افسر تھا اس نے ساری زندگی اپنی بیوی کو بہت دبا کر رکھا، بچے اسکے بڑھ لکھ کر بڑے افسر بن گئے انہوں نے ماں کو دیکھا کہ اس نے بہت مظلومیت کا وقت گزارا ہے، وہ سارے ماں کے ساتھ ہوگئے اب ادھر یہ صاحب بوڑھے ہوگئے تو ایک دن بیوی نے کہا کہ جناب گھر پر سے چھٹی، بیٹوں نے بھی کہہ دیا جو امی کہہ رہی ہیں وہی ہوگا اب تک آپ نے جو مرضی آئی وہ کیا، اب امی کی مرضی چلے گی، گھر سے اسکو نکال دیا گیا، کچھ دن وہ مسجد میں رہا نہ کوئی اس کا کھانا پکانے والا نہ کوئی اسکو پاس بٹھانے والا اتنا اس کا بڑھاپا خراب ہوتے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہم کانپا کرتے تھے اسے دیکھ کر، دھکے کھاتا تھا روتا تھا بیٹھ کر، گناہ جوانی میں کئے اللہ تعالیٰ نے اسکی سزا بڑھاپے میں دی۔

اسی طرح بے پردگی عورت نے جوانی میں کی، حالات ایسے بنے بڑھاپے میں طلاق ہوگئی اب جس عوت کو بڑھاپے میں طلاق ہو اس عورت کی اس سے زیادہ زندگی اور کیا خراب ہوسکتی ہے اب نہ باپ زندہ نہ ماں زندہ نہ کوئی بھائی

زندہ نہ بہن زندہ کوئی اپنا نہیں ہم نے ایک عورت کو دیکھا ایسے وقت میں اسکو طلاق ہوئی کہ اب دنیا میں اسکا اپنا کوئی نہیں اب عورت کہاں جائے، یہ بھی بوڑھی دھکے کھاتی تھی، بیچاری روتی تھی بیٹھ بیٹھ کر تو کبھی تو سزا نقد تو کبھی سزا تاخیر سے دیدی جاتی ہے۔

(۳)......اور ایک اس سے بھی زیادہ مہلک سزا ہے اسکو کہتے ہیں "خفیہ تدبیر" کہ اللہ تعالی ایسی طرح سے سزا دیتے ہیں کہ بندے کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ سزا مل رہی ہے یا نہیں، ایسی خفیہ، یہ سب سے خطرناک چیز ہوتی ہے مثلاً ظاہر میں یہ اپنی من مانیاں کر رہا ہے، گناہ کر رہا ہے، خلاف شریعت کام کر رہا ہے اور اللہ تعالی نعمتیں اور زیادہ کر دیتے ہیں، کاروبار بھی بڑھ رہا ہے اور واہ واہ بھی ہو رہی ہے عزتیں بھی مل رہی ہیں تو یہ اللہ تعالی کی خفیہ تدبیر ہوتی ہے سنئے قرآن عظیم الشان اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں ﴿فلما نسوا ما ذکروا بــــه فتحنا علیهم ابواب کل شیئی حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناهم بغتة﴾ "جب وہ قوم کے لوگ بھول گئے جو ہم نے انکو نصیحت کی تھی ہم نے ہر نعمت کے دروازے ان پر کھول دیئے، حتی کہ جب بڑے خوش ہو گئے کہ ہمیں یہ سب کچھ مل گیا ہم نے اچانک ان لوگوں کو پکڑ لیا" یہ جو اللہ کی اچانک پکڑ ہوتی ہے نا یہ بڑی دردناک ہوتی ہے اللہ تعالی اپنی پکڑ سے بچائے ﴿ومن یهن الله فمالــــه من مکرم﴾ "جسے اللہ ذلیل کرنے پر آتا ہے اسے عزتیں دینے والا کوئی نہیں ملتا"

سبق آموز قصہ

ہمارے ایک دوست تھے اپنی بیٹی کا واقعہ وہ سنایا کرتے تھے اللہ نے انکو بیٹی دی جو چاند جیسی خوبصورت تھی، ذہین اتنی کہ میڈیکل ڈاکٹر بن گئی، سینکڑوں رشتہ اسکے آئے دیکھنے میں حور پری تھی اور ایم بی بی ایس اوپر سے بن گئی، بڑے بڑے رشتے آئے مگر اسمیں تکبر تھا جو آتا اسکو حقارت سے ٹھکرا دیتی

اسکی کہیں نظر جمتی ہی نہیں تھیں، نیک رشتے بھی آئے مال والے رشتے بھی آئے، ذرا ماں باپ نے رشتے کی بات کی وہ اس میں دس عیب نکالتی کہ یہ بھی کوئی رشتہ ہے، آجاتے ہیں ٹکے ٹکے کے لوگ، ہمیشہ تکبر کی بات کرتی، ماں باپ اسے سمجھاتے بیٹی نعمت کی ناقدری نہکر واتنے رشتے ہیں جہاں تمہارا دل مطمئن ہوتا ہے، بتاؤ ہم تمہارا رشتہ کردیں گے، اسے کوئی پسند ہی نہ آیا خوبصورت سے خوبصورت نوجوان، نیک سے نیک نوجوان بڑی عزت والی فیملی کے نوجوان ،ہر ایک کو وہ حقارت سے ٹھکرادیتی وہ خود کہتے تھے میری بیٹی پر اللہ کی پکڑ آگئی، اللہ کی پکڑ کیسی آئی کہ ایک مرتبہ اس نے کوئی آپریشن کیا تو اس آپریشن تھیٹر میں پتہ نہیں کیا ہوا کہ اسکے ہاتھ کی انگلیوں کی جلد مردہ ہونی شروع ہوگئی، ایک دو مہینہ کے اندر یہ دونوں ہاتھ کی جلد بالکل مردہ ہوکر بوڑھوں جیسی ہوگئی اب ایسی حور پری لیکن ہاتھ دیکھو تو بوڑھوں والے ہر وقت ہاتھ چھپائے رکھتی تھی دستانے پہنے رکھتی تھی، اب رشتے بھی آنے بند ہوگئے جو عورت آتی اسے دیکھتی اسکے ہاتھ دیکھتی کہتی مجھے اپنے بیٹے کے لئے یہ نہیں لینا، انتظار کرتے کرتے عمر بتیس سال ہوگئی اب اسکو پتہ چلا کہ اب میرا رشتہ کوئی نہیں لا رہا اب وہ چاہتی کہ اب میرا کہیں رشتہ ہوجائے اور رشتہ کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں ہوتا، جتنا تکبر کرتی تھی اللہ نے اتنی ہی ناک رگڑوائی، اب نمازیں پڑھتی ہے اب سجدے کرتی ہے اب روتی ہے اب دعائیں مانگتی ہے اب اسکا رشتہ کرنے والا کوئی نہیں اسکے والد کوئی عمل پوچھنے آئے اور آکر انہوں نے یہ خود تفصیل بتائی کہنے لگے اتنی پریشان ہے کہتی ہے کہ دنیا میں اللہ نے میری زندگی کو جہنم بنادیا، اللہ تعالی نے حسن و جمال دیا تھا دماغ خراب ہوگیا، جب اللہ تعالی نعمت دے تو انسان نعمت کی قدر کرے، جھکے، اللہ کے سامنے، دیکھئے اللہ تعالی نے اسکے ساتھ کیا معاملہ کیا، تو کئی مرتبہ سزا ایسے ملتی ہے کہ بندے کو پتہ بھی نہیں چلتا۔

بنی اسرائیل کے ایک عالم کا واقعہ

چنانچہ بنی اسرائیل کا ایک عالم مگر کسی گناہ میں ملوث ہو گیا اب علم تو تھا اسے پتہ تھا کہ گناہ کی کیا سزا ملنی ہے، گناہ بھی کرتا تھا اوپر سے ڈرتا بھی تھا کہ کچھ نہ کچھ میرے ساتھ ہونا ضرور ہے، کچھ عرصہ گزر گیا تو ایک دن اس نے تہجد کی نماز پڑھی اور تہجد کے بعد دعا مانگنے لگا، اللہ تو کتنا کریم اور کتنا مہربان ہے کہ میں تو تیری نافرمانی کرر ہا ہوں اور تو نے مجھ پر اپنی نعمتیں سلامت رکھی ہیں، جب اس نے یہ بات کہی اللہ تعالیٰ نے اسکے دل میں القاء فرمایا میرے بندے نعمتیں سلامت نہیں تو محروم ہے تجھے محرومی کا پتہ نہیں چل رہا تو وہ حیران ہوا اے اللہ میں کس نعمت سے محروم ہوں اللہ تعالیٰ نے دل میں بات ڈالی کہ تو سوچ جس دن تو نے پہلی مرتبہ یہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا تھا اس دن سے ہم نے رات کے آخری پہر کی مناجات کی لذت سے تجھے محرم کر دیا، تب اسکو احساس ہوا کہ واقعی جب سے گناہ کرنا شروع کیا مجھے آخری پہر کا رونا کبھی نصیب نہیں ہوا، ہم اس کو سزا ہی نہیں سمجھتے ہم سوچیں کیا پتہ ہم تہجد سے اسی لئے محروم ہوتے ہوں، تکبیر اولی سے محروم ہوتے ہوں، ایمان حقیقی کی حلاوت سے محروم ہوتے ہوں، ہم اسے سزا ہی نہیں سمجھتے تو اسکو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر ﴿فلا یامن مکر اللہ الا القوم الکافرون﴾۔

تین اہم باتیں

تین باتیں بہت اہم ہیں ذرا توجہ فرمائیے گا:

(۱)......قرآن کریم میں فرمادیا گیا ﴿انما بغیکم علی انفسکم﴾ ''تمہاری بغاوتیں تمہاری اپنی جانوں پر'' یعنی تم جتنے گناہ کرو گے بغاوت کرو گے اسکا اثر تم پر لوٹ کر رہے گا، کیا مطلب؟ ہم اللہ تعالیٰ کی اگر نافرمانی کریں گے اللہ تعالیٰ مخلوق کو ہمارا نافرمان بنادیں گے اور یہ عام دستور ہے

کہتے ہیں، حضرت دعا کریں میرے بچے تو افلاطون بن گئے، سنتے ہی نہیں کسی کی، بھائی جیسے تم رب کی نہیں سنتے ویسے بچے تمہاری نہیں سنتے، فضیل بن عیاضؒ فرماتے تھے میں نے جب بھی اللہ تعالی کی نافرمانی کی میں نے اسکا اثر فورا اپنی بیوی میں دیکھا یا اپنے غلام میں دیکھا یا سواری کے جانور میں دیکھا جو میرے ماتحت تھے انہوں نے میری نافرمانی کی، تو ہم اگر چاہتے ہیں کہ مخلوق ہماری فرماں بردار بنے تو ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے رب کے فرمانبردار بنیں۔

(۲)...... دوسری بات ﴿ولایحیق المکر سیء الاباهله﴾ اگر کوئی آدمی کسی کے خلاف تدبیر کرے گا تو وہ تدبیر اسکے اہل پر لوٹے گی، کسی کا برا سوچیں گے آپ کے اپنے اہل خانہ کے ساتھ برا ہوگا، یہ اللہ کا بنایا ہوا قانون ہے اور اسکو آزمایا ہے لوگوں نے، مثال کے طور پر زنا ایک ایسا گناہ ہے کہ جو بندہ مرتکب ہوتا ہے اور توبہ نہیں کرتا تو اسکے اہل خانہ میں سے کوئی نہ کوئی اس کا مرتکب ہوتا ہے، اس کو قصاص کہتے ہیں یہ قصاص کوئی نہ کوئی دیتا ہے،

سنار کا واقعہ

مشہور واقعہ ہے ابن جوزیؒ نے یہ لکھا ہے فرماتے ہیں کہ ایک سنار تھا اس کے گھر ایک نوجوان اٹھارہ بیس سال سے پانی بھرا کرتا تھا ایک دن جب وہ پانی دینے کے لئے آیا اور اسکی بیوی نے دروازہ کھولا تو اس نے پانی تو بھرا مگر اسکی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر شہوت سے دبایا، جب دوپہر کے وقت وہ گھر آیا اس نے دیکھا کہ بیوی رو رہی ہے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگی یہ سترہ اٹھارہ سال سے کام کر رہا تھا اتنا ہمیں اس پر اعتماد تھا، یہ ایسا بد بخت نکلا کہ آج اس نے میرا بازو پکڑ کر شہوت کے ساتھ دبایا، تو اس سنار کی آنکھوں سے آنسو آگئے بیوی نے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ وہ کہنے لگا کہ یہ اس کا قصور نہیں یہ میرا قصور ہے آج میرے پاس ایک عورت زیور خریدنے آئی تھی اس نے چوڑیاں خریدیں، کہنے

لگی مجھے ذرا پہنا دو، مدد کرو، مجھے اسکے ہاتھ خوبصورت لگے پسند آئے میں نے اسکے ہاتھوں کو شہوت سے دبایا، اسکے نتیجہ میں میری بیوی کے ہاتھوں کو شہوت سے دبایا گیا، پھر وہ کہنے لگا آج میں سچی توبہ کرتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ آج کے بعد ایسی کوتاہی نہیں کروں گا یہ کہہ کر وہ چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد وہی پانی بھرنے والا آیا دروازہ کھٹکھٹایا بیوی نے پوچھا کون ہو کہنے لگا پانی بھرنے والا معذرت کرنے آیا ہوں مجھے معاف کر دیں میں آج کے بعد ایسا کبھی نہیں کروں گا، ابن جوزیؒ یہ بھی لکھتے ہیں کہ ایک عالم نے یہ بات کسی بادشاہ کو سنائی بادشاہ نیکوکار تھا اچھا تھا وہ کہنے لگا اسمیں قـ[illegible]ـص کا معاملہ ہے؟ کہا جی ہاں شریعت یہ ایک قانون خداوندی ہے، غیبی قانون ہے وہ اسی طرح چلتا ہے بادشاہ نے کہا اچھا میں آزماتا ہوں اسکی اپنی بیٹی تھی جوان العمر تھی اس نے اپنی بیٹی سے کہا کہ بیٹی جاؤ ذرا بازار کا چکر لگا کر آؤ اور اسکے ساتھ ایک اور عورت کو پیچھے پیچھے بھیجدیا کہ بچی اکیلی نہ ہو کوئی نہ کوئی پیچھے ضرور ہو، اب وہ لڑکی بازار میں سے گزری، نوجوان تھی، خوبصورت تھی وقت کی شہزادی تھی مگر جو بندہ اسکی طرف آنکھ اٹھاتا وہ چہ[illegible]ـرا ہٹا لیتا، جو اسکی طرف آنکھ آٹھاتا وہ چہرا ہٹا لیتا، کسی نے اسکو آنکھ بھر کر بھی نہیں دیکھا، وہ لڑکی چلتی چلتی اپنے گھر واپس آئی جب اپنے گھر داخل ہوئی محل کے اندر سے گزر رہی تھی ایک کمرے میں کوئی مرد تھا جو محل میں کام کرتا تھا، اس نے اس کو دیکھا تو اس نے تنہائی جان کر اس لڑکی کو قریب آکر گلے سے لگایا اور اس کا بوسہ لے کر بھاگ گیا، لڑکی نے آکر یہ بات ساری باپ کو بتادی اس عورت نے بھی بتادی بادشاہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا، کہنے لگا میں نے ساری زندگی غیر محرم سے اپنی آنکھ کو بچایا میری بیٹی کے ساتھ وہی معاملہ پیش آیا، مگر ایک مرتبہ میں نے بھی شہوت میں ایک عورت کو گلے لگا کر بوسہ لیا تھا، جتنا میں نے کیا کسی نے میری بیٹی کے ساتھ اتنا ہی کیا، تو نوجوان کیا سمجھتے ہیں ہم اگر دوسروں کی عزتوں پر غلط نظریں اٹھائیں گے تو کیا کوئی

ہماری عزت پر غلط نظر نہیں اٹھائے گا؟ کوئی بیوی پر اٹھائے گا کوئی بیٹی پر اٹھائے گا، کوئی بہو پر اٹھائے گا، گھر میں سے کوئی نہ کوئی اسکی سزا بھگتے گا، اور اسکی دلیل حدیث پاک سے ملتی ہے ایک صحابی نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کرنے لگے اے اللہ کے نبی مجھے اپنی بیوی کی طرف سے اطمینان نہیں ہے کہ اس کا کردار اچھا ہے یا نہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا تم دوسروں کی بیویوں کے ساتھ پرہیزگاری کا معاملہ کرو دوسرے تمہاری بیوی کے ساتھ پرہیزگاری کا معاملہ کریں گے، ہم اگر چاہتے ہیں کہ ہمارے گھر کی عورتیں پاکدامن رہیں پاکیزہ رہیں تو ہمیں چاہئے کہ ہم بھی اپنی نگاہوں کو پاکیزہ رکھیں اپنے سینوں کو پاک رکھیں، جو گناہ کر چکے کر چکے، اگر آج سچی معافی مانگ لیں گے تو رب کریم آئندہ ہمارے گھروں میں بھی حیا اور پاکدامنی کے ماحول کو پیدا فرما دیں گے اور یہ ضروری نہیں ہوتا کہ بندہ توبہ نہ کرے اور کہے کہ جی نہیں میرے یہاں تو کچھ بھی نہیں، ناک کے نیچے دیا جلتا ہے نہ خاوند کو پتہ چلتا ہے نہ کسی اور کو اللہ کا قانون سچا ہے اسلئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے آپ کو ایسے گناہوں سے بچائیں،

جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کر کے دیکھ

جنت بھی ہے دوزخ بھی ہے نہ مانے تو مر کے دیکھ

جو گناہ ہم کر چکے اسکی ہم سچی معافی مانگیں اسلئے کہ جب انسان اپنی کوتاہی کی معافی مانگتا ہے پروردگار بڑے کریم ہیں جلدی معاف فرما دیتے ہیں سیدنا آدم علیہ السلام نے کہا تھا ﴿ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین﴾ سیدنا نوح علیہ السلام نے کہا تھا ﴿وان لا تغفرلی وترحمنی اکن من الخاسرین﴾ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا ﴿لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین﴾ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی ان پاکیزہ ہستیوں کی اتباع کرتے ہوئے اپنی زندگی کی ہر چھوٹی بڑی غلطیوں سے معافی مانگیں رب کریم

مہربان ہیں اور پھر رمضان المبارک کی آج تیئیسویں رات ہے تیئس کی رات طاق راتوں میں سے ہے، کیا معلوم کہ آج ہی شب قدر ہو تو یہ چند راتیں ہی تو ہیں اکیس تیئس پچیس ستائیس انتیس اللہ تعالیٰ ہمیں ان راتوں کی قدر دانی نصیب فرمائے اور ہم آج اپنے رب سے ان تمام گناہوں کی سچی پکی معافی مانگ لیں ایسا نہ ہو کہ پروردگار کی پکڑ آئے اسکی پکڑ آنے سے پہلے پہلے ہم اپنے پروردگار سے معافی مانگ لیں اور میرے دوستو ہم پکڑ کے قابل نہیں ہیں ہم آزمائشوں کے قابل نہیں ہیں ہم کس کھیت کی گاجر مولی ہیں کیا اوقات ہے ہماری اسکی پکڑ آتی ہے بڑوں بڑوں کو گھنگی کا ناچ نچا دیا کرتے ہیں، آدمی کی گھر بیٹھے بٹھائے عزت ختم ہو جاتی ہے سر سے پگڑیاں اچھل جاتی ہیں، دوپٹے اتر جاتے ہیں، آدمی کسی کو چہرہ دکھانے کے قابل نہیں رہتا، اس لئے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ہمیشہ ڈرنا چاہئے معافیاں مانگنی چاہئیں، اور اس پروردگار سے امید رکھنی چاہئے کہ وہ ہم پر مہربانی فرمائے ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

مناجات

ہوا و حرص والا دل بدل دے		میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے
بدل دے دل کی دنیا دل بدل دے		خدایا فضل فرما دل بدل دے
گنہگاری میں کب تک عمر کاٹوں		بدل دے میرا راستہ دل بدل دے
سنوں میں نام تیرا دھڑکنوں میں		مزا آجائے مولیٰ دل بدل دے
کروں قربان اپنی ساری خوشیاں		تو اپنا غم عطا کر دل بدل دے
ہٹالوں آنکھ اپنی ماسوئی سے		جیوں میں تیری خاطر دل بدل دے
سہل فرما مسلسل یاد اپنی		خدایا رحم فرما دل بدل دے
پڑا ہوں تیرے در پر دل شکستہ		رہوں کیوں دل شکستہ دل بدل دے
ترا ہوجاؤں اتنی آرزو ہے		بس اتنی ہے تمنا دل بدل دے
میری فریاد سن لے میری مولیٰ		بنالے اپنا بندہ دل بدل دے

ہوا و حرص والا دل بدل دے

میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے

﴿من يعمل سوء يجز به﴾

گناہوں کے دنیا میں نقصانات

ازافادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب دامت برکاتہم
(نقشبندی مجددی)

درحالت اعتکاف مسجد نور لوساکا (زامبیا) بعد نماز عشا

۲۰۰۳ء

فہرست مضامین

اللہ اللہ اللہ

اقتباس

گناہ کے اپنے اثرات ہوتے ہیں چاہے جتنا کامیابی سے
گناہ کرے کوئی اسے پوچھنے والا نہیں کوئی اسکو سمجھانے والا دنیا میں
نہیں گناہ اسکے اختیار میں ہے تو بھی اسکی سزا اللہ رب العزت اسے
دیں گے آخر یہ بڑے بڑے مالدار پیسوں والے جو اپنی من مرضی
کا کھاتے ہیں، من مرضی کے گھروں میں سوتے ہیں انکو کیا مصیبت ہوتی
ہے کہ انکو نیند کی گولیاں کھانی پڑتی ہیں، اگر اپنی خواہشات پوری کرنے
پر انسان کو خوشی ہوتی، سکون قلب ہوتا، تو یہ لوگ دینا کے بڑے
خوش نصیب لوگ ہوتے۔

﴿حضرت پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مدظلہ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّابَعْد......!

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءً يُّجْزَ بِه﴾

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِكْوَسَلِّمْ

گناہ کے اپنے اثرات ہوتے ہیں چاہے جتنا کامیابی سے گناہ کرے کوئی اسے پوچھنے والا نہیں کوئی اسکو سمجھانے والا دنیا میں نہیں گناہ اسکے اختیار میں ہے تو بھی اسکی سزا اللہ رب العزت اسے دیں گے آخر یہ بڑے بڑے مالدار پیسوں والے جواپنی من مرضی کا کھاتے ہیں، من مرضی کے گھروں میں سوتے ہیں انکو کیا مصیبت ہوتی ہے کہ انکو نیند کی گولیاں کھانی پڑتی ہیں، اگر اپنی خواہشات پوری کرنے پر انسان کو خوشی ہوتی، سکون قلب ہوتا، تو یہ لوگ دینا کے بڑے خوش نصیب لوگ ہوتے، جبکہ ایسا نہیں ہے پریشان حال ہوتے ہیں، ڈپریشن کا شکار ہوتے ہیں، تو گناہ کے اپنے اثرات ہیں جو گناہ کرے گا اثرات کو روک نہیں سکے گا، یہ دونوں لازم وملزوم ہیں،

گناہ کے اثرات

جہاں گناہ ہوگا وہاں ا کا بداثر ضرور ہوگا، تاہم کچھ اثرات ایسے ہیں جو واضح

نظر آتے ہیں اب انکی ایک تفصیل ہے حضرت اقدس تھانویؒ نے جزاء الاعمال جو چھوٹا سا کتابچہ ہے اسمیں اسکی بڑی تفصیل دی ہے اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم ان اثرات کو ایک ایک کر کے دیکھتے جائیں گے۔

علم نافع سے محرومی

☆......گناہ کا ایک اثر تو یہ ہوتا ہے کہ آدمی علم نافع سے محروم ہو جاتا ہے، ایک ہوتا ہے علم اور ایک ہوتا ہے معلومات ان دونوں میں فرق ہوتا ہے، معلومات تو ہر بندے کو ہوتی ہیں، چاہے مؤمن ہو چاہے کافر ہو ہمیں کتنے پادری ایسے ملے جو دین اسلام کی اتنی معلومات جانتے ہیں کہ انسان حیران ہو جاتا ہے، ایسے پادری بھی ملے جو عربی میں گفتگو کرتے تھے آپ قرآن کی آیت پڑھیں وہ قرآن پاک کا ترجمہ آپ کو بتائیں گے ان کے پاس جو ہے وہ علم نہیں معلومات ہیں۔

پکتھل نے جب قرآن مجید کا ترجمہ انگریزی میں کیا تو وہ اس وقت تک کافر تھا تو ایک کافر نے زبان دانی کے زور پر قرآن کا ترجمہ کیا نا، یہ تو اعجاز قرآن تھا کہ اللہ نے بعد میں اسکو ہدایت عطا فرما دی تو معلومات تو کافر کے پاس بھی ہو سکتی ہیں، پھر آخر فرق کیا ہے معلومات میں اور علم میں حضرت مفتی محمد شفیعؒ نے ایک مرتبہ طلبہ سے پوچھا کہ بتاؤ علم کسے کہتے ہیں؟ کسی نے کہا جاننا کسی نے کہا پہچاننا حضرت خاموش رہے کچھ مختلف جواب دینے کے بعد بچے چپ ہوئے تو ایک نے کہا حضرت آپ ہی بتا دیجئے تو انہوں نے فرمایا علم وہ نور ہے جس کے حاصل ہونے کے بعد اس پر عمل کئے بغیر چین نہیں آتا، اگر ایسا ہے تو علم ہے ورنہ معلومات ہے، تو اسکو علم نافع کہتے ہیں نفع دینے والا علم اور اگر ایسا نہیں تو ﴿کمثل الحمار یحمل اسفارا﴾ گدھا ہے جس کے اوپر بوجھ لدا ہوا ہے، بنی اسرئیل کے جو بے عمل علماء تھے انکو گدھے سے تشبیہ دی گئی تو علم اور چیز ہے اور معلومات اور چیز ہے، اسی لئے جب معلومات ہوتی ہیں تو علم

کے باوجود بندہ گمراہ ہوجاتا ہے دیکھنے میں علم ہوتا ہے اسکے پاس مگروہ نام کا علم ہے حقیقت میں معلومات ہوتی ہیں، اللہ تعالی قرآن مجید میں فرماتے ہیں ﴿افرأیت من اتخذالھہ ھواہ واضلہ اللہ علی علم﴾ "کیا دیکھا دیکھا آپ نے اسے جس نے اپنی خواہشات کواپنا معبود بنالیا اللہ نے علم کے باوجوداسے گمراہ کردیا"تو یہ اصل میں معلوت تھیں یہ علم نافع نہیں تھا اگرہوتا تواسے نفع دیتا علم کے باوجود گمراہ ہوگیا یہ کیابات ہے۔

ایک مثال

علم کے باوجود گمراہ ہونا اسکی مثال سمجھ لیں کہ سگریٹ انسان کی صحت کے لئے مضر ہے، کئی مرتبہ سگریٹ پینے والا چھوٹے بچوں کونصیحت بھی کرتا ہے بھئی ہم نے توزندگی برباد کرلی بچوتم اس بری عادت میں نہ پڑنا، اس کا مطلب ہے وہ جانتا ہے اورسگریٹ بنانے والی کمپنی اوپر لکھ بھی دیتی ہے "سگریٹ نوشی مضر صحت ہے" اب پینے والا بھی جانتا ہے بنانے والے بھی اسکو بتارہے ہیں، لیکن اس بندے کے دل میں ایسی طلب پیدا ہوتی ہے وہ پھر گھٹنے ٹیک دیتا ہے اورسگریٹ پینی شروع کردیتا ہے، اس کو کہتے ہیں علم کے باوجود گمراہ ہونا وہ بندہ جانتا ہے میں کرکیارہاہوں، نفس کے ہاتھوں مجبورہوتا ہے ﴿وجعل علی قلبہ وسمعہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ وختم علی قلبہ وسمعہ فمن یھدہ من بعداللہ افلاتذکرون﴾ اسکے دل پراسکے کانوں پرمہرلگادیتے ہیں، اسکی آنکھوں پرپٹی باندھ دیتے ہیں، تواس لئے علم نافع ہمیشہ مانگنا چاہئے، نفع دینے والاعلم، توگناہوں کی وجہ سے انسان علم نافع سے محروم ہوجاتا ہے، صرف معلومات رہ جاتی ہیں، شیطان کادھوکہ ہوتا ہے طالب علم کہتا ہے، جی میں اکٹھاپڑھ لوں پھراکٹھاعمل کروں گا، جواب پڑھ کردل نہیں کرپارہا، جب پڑھتے ہوئے مدت گزرجائے گی، پھرعمل کہاں کرپائے گا، شیطان

کا دھوکا ہے، تو گناہوں کی ظلمت انسان کو علم نافع سے محروم کر دیتی ہے،

معصیت سے حافظہ میں کمی

امام شافعیؒ نے اپنے استاذ امام وکیع ؒ سے پوچھا کہ بھول جاتا ہوں انہوں نے کہا کہ بھئی گناہ نہ کیا کرو تو امام شافعیؒ کی طبیعت میں کچھ شاعرانہ مزاج بھی تھا انہوں نے اس کو شعر میں ڈھال دیا۔

شکـــوت الی وکیع سوحفظی
فاوصانی الی ترک المعاصی
فان العلـــــم نورم من اله
ونور اللـــــه لایعطی لعاص

''میں نے امام وکیعؒ سے اپنے حافظہ کی کوتاہی کی شکایت کی انہوں نے وصیت کی کہ تم گناہ نہ کرنا اسلئے کہ علم اللہ رب العزت کا نور ہے اور اللہ کا یہ نور گنہگاروں کے دل میں عطا نہیں کیا جاتا'' تو ظلمت اور اندھیرا ایک جگہ تو نہیں رہتے نا، علم نور ہے گناہ اندھیرا ہے، نتیجہ کیا ہوگا؟ ایک جگہ بدمعاش اور شریف اکٹھے ہوں تو پھر شریف ہی جگہ چھوڑ کر چلا جاتا ہے، تو جب دل میں ظلمت ہوگی گناہوں کی تو پھر علم رخصت ہو جائے گا۔

امام مالکؒ نے ایک مرتبہ امام شافعیؒ کو نصیحت فرمائی [انی اری الله تعالی قدالقی علی قلبک نورا فلاتطفئه بظلمة المعاصی] ''میں دیکھتا ہوں کہ اللہ رب العزت نے اے نوجوان تمہارے دل میں ایک نور کو القا فرمادیا ہے اور تم گناہوں کی ظلمت سے اسے بجھا نہ دینا'' تو علم کی حیثیت اگر چراغ کی سی ہے تو گناہ کی حیثیت ہوا کے تھپیڑوں کی سی ہے، اگر ہوا کے تھپیڑے لگتے رہیں گے، تو کب تک چراغ جلے گا، بالآخر بجھ جائے گا تو علم نافع سے انسان محروم ہو جاتا ہے، اسلئے آج طلبہ شکایت کرتے ہیں، کہ حضرت

یادنہیں ہوتا کئی کہتے ہیں جی یاد ہوجاتا ہے بھول جلدی جاتے ہیں، یاد رکھنا ''جہاں عصیان ہوگا وہاں نسیان ہوگا'' کیوں نہیں آج حافظ الحدیث بنتے، ایک وقت تھا کہ لاکھوں حدیثیں ایک ایک بندے کو یاد ہوجاتی تھیں، آج تو سینکڑوں بھی نہیں ہیں، ہزاروں کی بات تو دور کی ہے، ایسا قوت حافظہ تھا کہ طلباء سنتے چلے جاتے تھے، انہیں یاد ہوتا چلا جاتا تھا، آج گناہوں کی ظلمت کی وجہ سے یاد کرتے ہیں اور پھر بھول جاتے ہیں استاذ کے درس میں بیٹھتے ہیں بس ہر حرف سے، ہر لفظ سے سلام کرتے چلے جاتے ہیں ہر لفظ کے ساتھ سلام رخصت، علم رخصت ہوجاتا ہے۔

رزق میں تنگی

☆......ایک گناہ کا اثر یہ کہ انسان کے رزق حلال میں تنگی کردی جاتی ہے، حرام تو بڑا کھلا ہوتا ہے، حلال میں تنگی ﴿ومن اعرض عن ذکری فان له معیشۃ ضنکا﴾ ''جو ہماری یاد سے قرآن سے اعراض کرے ہم اسکی معیشت کو تنگ کردیتے ہیں'' معیشت کو تنگ کرنے کا کیا مطلب کہ دیکھنے میں کاروبار بھی لاکھوں میں ہے اور قرضہ بھی لاکھوں سے اوپر ہے، پریشان ہے بینک کا لون کہاں سے دوں فلاں کا لون کہاں سے دوں، بندوں کو لون کہاں سے دوں، کریڈٹ کارڈوں کا لون، کہاں سے دوں، دیکھنے میں بڑا اسٹیٹس ہوتا ہے اور جتنا بڑا اسٹیٹس ہوتا ہے دل کے اندر اتنا گہرا زخم ہوتا ہے دکھ اپنا بتا بھی نہیں سکتا کسی کو، رزق کو تنگ کردیتے ہیں، غریب آدمی سکون کی نیند سوتا ہوگا یہ امیر آدمی رات کو چین کی نیند نہیں سو سکتا، کہتے ہیں جی گولیاں کھائے بغیر نیند نہیں آتی اسی لئے یورپی ممالک میں مشہور ہے کہ ہر آدمی مہینہ کے پہلے اٹھارہ دن تو بلوں کے لئے کام کرتا ہے ہر مہینہ کے پہلے اٹھارہ دن اس کو بل دینے ہیں پھر جا کر جو باقی دن ہونگے اس میں وہ کماتا ہے جو کھاتا ہے اور اپنے اوپر

لگا تا ہے۔

(۱)......واقعہ

ایک صحابی قضائے حاجت کے لئے باہر گئے تو قریب ہی ایک سوراخ تھا اسے اردو میں بل کہتے ہیں جسمیں حشرات الارض رہتے ہیں کہتے ہیں کہ بل میں میں گھس گیا، تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چوہا آیا اور اس نے ایک اشرفی نکالی اور پھر اندر چلا گیا پھر تھوڑی دیر کے بعد اشرفی نکالی پھر چلا گیا، جتنی دیر یہ اپنی ضرورت سے فارغ ہوئے اس نے کوئی سترہ کے قریب اشرفیاں نکال کر باہر ڈالیں اور اندر چلا گیا، انہوں نے اشرفیاں اٹھائیں اور لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے صحابہ کرام کی بڑی خوبصورت عادت تھی کہ جو بھی نئی چیز پیش آتی تو نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے تھے اور پوچھتے تھے اب ہمارے لئے حکم کیا ہے؟ تو انہوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں گذارش کی کہ یہ واقعہ پیش آیا میں نے پیسے اٹھائے آپ کی خدمت میں پیش ہیں اللہ تعالی کے محبوب نے فرمایا کہ یہ تو رزق ہے جس کا اللہ تعالی نے تمہارے لئے انتظام فرما دیا، تو صحابہ کرام کی زندگیاں ایسی تھیں کہ انکو بلوں سے رزق ملتا تھا اور ہماری زندگی ایسی ہے سارے مہینہ کی کمائی بلوں میں چلی جاتی ہے، یہ بجلی کا بل، گیس کا بل، یہ ٹیلیفون کا بل، یہ انشورنس کا بل، بل ہی جان نہیں چھوڑتے توبہ توبہ، تو رزق میں تنگی کا کیا مطلب رزق حلال میں تنگی آجاتی ہے، کہتے ہیں جی حضرت کیا کریں ایک وقت تھا مٹی کو ہاتھ لگاتے تھے سونا بن جاتی تھی، کسی نے کچھ کر دیا ہے، سونے کو ہاتھ لگاتے ہیں مٹی بن جاتا ہے، بھئی کسی نے نہیں کیا آپ کے اپنے نفس نے کیا ہے، یہ گناہوں کا وبال ہوتا ہے چنانچہ اللہ رب العزت قرآن مجید میں ایک مثال دیتے ہیں فرماتے ہیں ﴿ وضرب اللہ مثلا قریة کانت آمنة مطمئنـــــة یأتیھا رزقھا رغدا من کل مکان

فکفرت بانعم اللہ فاذاقھـــا اللہ لباس الجــوع والخوف بما کانوا یصنعون ﴾ ''اورایک بستی والوں کی مثال بیان کرتا ہے ان بستی والوں کے پاس امن بھی تھا اطمینان بھی تھا، (دیکھو حسن قرآن، اعجازِ قرآن دو لفظ استعمال کئے انکے پاس امن بھی تھا اطمینان بھی تھا امن کہتے ہیں کہ باہر کے دشمن کا ڈر نہ ہو اور اطمینان کہتے ہیں اندر کا بھی کوئی روگ نہ ہو، نہ انکو کوئی اندر کا روگ تھا نہ کوئی باہر کا خوف اور ڈر تھا، ایسی مزے کی زندگی چاروں طرف سے ان پر رزق کی بارش ہوتی تھی) انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناقدری کی ناشکری کی (نتیجہ کیا نکلا) اللہ نے ان کو بھوک اور تنگ اور خوف کا لباس پہنا دیا، کام جو ایسے کرتے تھے، یہاں بھی اعجاز قرآن دیکھئے یہ بھی تو کہہ سکتے تھے کہ انکو بھوک آئی خوف آ گیا نہیں اسکا لباس پہنا دیا اسکی وجہ کیا؟ کہ جب کھانے کو نہیں ملتا تو سارا بدن پھر پیلا پڑتا ہے انیمہ ہوتا ہے کھانے جو کچھ نہ ملا تو وہ لباس کی مانند جو پورے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے، اسی طرح جب خوف ہو تو یکدم بندہ کا رنگ پیلا پڑ جاتا ہے قرآن مجید کا اعجاز دیکھو لفظ کیسا استعمال کیا کہ واقعی اس کا اثر جسم کے ایک حصہ پر نہیں سر سے لے کر پاؤں تک انسان کو محسوس ہوتا ہے، یہ کیا ہوتا ہے؟ یہ گناہوں کا وبال ہوتا ہے، چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے [ان الرجل لیحــرم الرزق بذنب یصیبہ] بے شک بندہ اس رزق سے گناہوں کے سبب محروم کر دیا جاتا ہے جو اسکو ملنے والا ہوتا ہے۔

(۲)......واقعہ

ہمارے یہاں قریب کی ایک بستی میں واقعہ پیش آیا میاں بیوی میں کچھ کھٹ پٹ ہوئی اللہ کی شان کہ اسی وقت ایک مہمان نازل ہو گیا، خیر خاوند نے اسکو بٹھایا اور بیوی کو آ کر بتایا کہ مہمان آیا ہے اس نے کہا چھٹی نہ تمہارا کھانا بنا ہے نہ اسکا بنا ہے، ہوم گورمینٹ کا یہ فیصلہ تھا، خیر یہ بڑا پریشان اب مہمان کے

پاس آکر بیٹھا اسکے ذہن میں خیلل آیا کہ بھئی مہمان کو کھانا نہ کھلایا تو یہ تو بہت بدنامی ہوگی رشتہ دار ہے، قریبی ہے تو چلو میں سامنے والے ہمسایہ کو کہہ دیتا ہوں وہ سامنے والے ہمسایہ کے دروازہ کھٹکھٹا کر، انکو کہنے لگا جی ایک مہمان ہے اور میری بیوی کی طبیعت خراب ہے، حالانکہ اسکی تو نیت خراب تھی تو اسنے کہا جی اسکی طبیعت خراب ہے آپ ہمارے مہمان کا کھانا بنادیں انہوں نے کہا جناب آپ کیا بات کرر ہے ہیں، ہم دس بندوں کا کھانا بنادیتے ہیں آپ فکر نہ کریں کھانا ابھی پہنچ جائے گا، پرانا تعلق تھا، قریب کے پڑوسی تو رشتہ داروں کی طرح گہرا تعلق رکھتے ہیں، اور شریعت نے بھی اس قرب کے تعلق کو تسلیم کیا ہے، اسکو اطمینان ہوگیا، یہ آکر اسکے پاس بیٹھ گیا باتیں کرنے لگا اتنے میں اسکو خیال آیا کہ مہمان کو میں ٹھنڈا پانی یا لسی وغیرہ تو پلاؤں، یہ پانی لسی وغیرہ لینے جب اندر گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ بیوی بیٹھی زاروقطار رو رہی ہے، بڑا حیران ہوا کہ یہ شیرنی رونے والی تو نہیں تھی آج کیسے بیٹھی رو رہی ہے، جب ذرا آگے ہوا تو جناب وہ روتے ہوئی اٹھی اور کہنے لگی بس آپ مجھے معاف کردیجئے، اس شوہر کے لئے تو یہ انوکھا دن تھا کہ بیوی معافی مانگ رہی ہے، اسنے کہا اچھا اچھا میں تجھے معاف کردوں گا تو بتا تو صحیح ہوا کیا؟ وہ کہنے لگی بات یہ پیش آئی کہ جب میں نے تمہیں مہمان کے کھانا پکانے سے انکار کردیا اور آپ چلے گئے تو میرے دل میں خیال آیا کہ لڑائی میری اور آپ تک ہے مہمان کا کیا قصور کھانا تو بنانا ہی ہے تو میں اٹھی کہ چلو کھانا بناتی ہوں، جب میں اپنے کچن میں داخل ہوئی حیران رہ گئی کہ ایک سفید ریش کوئی بوڑھا تھا وہ ہمارے آٹے کی بوری میں سے کچھ آٹا نکال رہا تھا میں نے دیکھا تو گھبرا گئی وہ مجھے کہتا ہے بیٹی گھبرا نہیں یہ مہمان کا حصہ تھا جو یہاں بھیجا گیا تھا اب یہ سامنے والے گھر میں جارہا ہے، جی ہاں مہمان بعد میں آتا ہے اللہ تعالی اسکا رزق پہلے بندے کے پاس پہنچادیتا ہے، تو اسلئے یہ ذہن میں رکھ لیجئے، کہ گناہوں کے سبب ملنے والا رزق بندے سے واپس کرلیا جاتا ہے۔

اللہ سے دوری

☆......تیسرا اثر یہ کہ گناہ کرنے والے بندے کو اللہ تعالی سے وحشت سی ہوجاتی ہے، وہ جوانس ہوتا ہے، پیار ہوتا ہے، محبت ہوتی ہے وہ سب ختم دل نہیں لگتا، اللہ کے ذکر میں، اللہ کے تذکرے میں، اللہ کی باتوں میں نہ اللہ والوں کے پاس لگتا ہے نہ اللہ والی محفلوں میں لگتا ہے، مسجد آنے کو دل نہیں کرتا، نماز پڑھنی ایک مصیبت لگتی ہے، مسجد میں بیٹھنا ایک مصیبت نظر آتی ہے وہی بات ہے کہ مچھلی خریدی کسی نے اٹھانے والے کو کہا کہ بھئی گھر لے چلو اس نے کہا جناب راستے میں نماز کا وقت ہوا تو نماز پڑھوں گا اچھا بھئی پڑھ لینا اب جب وقت ہوگیا تو وہ نماز کے لئے مسجد میں پہنچا وہ باہر کھڑا انتظار کرتا رہا جب لوگ نکلنے لگے اور وہ نہ نکلا تو کہتا ہے ارے میاں تجھے کون نہیں نکلنے دیتا اس لڑکے کو اس انداز میں بلا رہا تھا، ارے میاں تجھے کون نہیں باہر نکلنے دیتا اندر سے جواب دیا جناب جو آپ کو اندر نہیں آنے دیتا وہ مجھے باہر نہیں آنے دیتا۔

ہم نے دیکھا ایک بندہ مسجد کی کرائے کی دوکان میں رہتا تھا اور پانچ نمازوں کا تارک تھا، مسجد کے دروازے کے ساتھ دوکان ہے اور اسکو نماز کی توفیق نہیں ہے ﴿وماتوفیقی الاباللہ﴾ اللہ تعالی سے وحشت ہوتی ہے اسکو تذکرہ اچھا نہیں لگتا، باتیں اچھی نہیں لگتیں، آپ اسکے ساتھ بات کرنے لگیں اسکا سینہ گھٹنے لگ جاتا ہے یہ ہمارے جماعت والے بھائی جب گشت میں جاتے ہیں ناتو اس قسم کے تجربے ان کو بہت ہوتے ہیں لوگ پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں تو اللہ رب العزت کے ساتھ وحشت کا ہونا یہ گناہ کے اثرات میں سے ایک اثر ہے اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں ﴿کلابل ران علی قلوبھم ماکانوا یکسبون﴾ ''کیوں نہیں انکی بداعمالیوں کی وجہ سے انکے دلوں پر زنگ لگا دیا جاتا ہے'' ایک شخص نے کسی عارف سے شکایت کی کہ جی مجھے

یادالٰہی سے بہت وحشت سی محسوس ہوتی ہے انہوں نے کہا ﴿اذا کنت قد وحشت بالذنوب فدع اذشئت واستعنه﴾ کہ اگر تجھے گناہوں کی وجہ سے وحشت سی محسوس ہوتی ہے تو گناہوں کو چھوڑ دے اسکے در پر آ جا تجھے اسکی محبت نصیب ہو جائے گی''

انسانوں سے وحشت

☆......ایک اثر یہ کہ اس بندے کو لوگوں سے بھی وحشت ہوتی ہے ایک انجانہ سا خوف ہوتا ہے اسکے دل میں، لوگوں سے ملنا جلنا بھی اسکو مصیبت نظر آتا ہے وہ علیحدہ ہی رہنا پسند کرتا ہے، طبیعت ایسی ہو جاتی ہے۔

بنتے کاموں کا بگڑنا

☆...... اور ایک اثر یہ ہوتا ہے کہ اس بندے کے لئے کامیابی کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں کوئی کام اس کا انجام تک نہیں پہنچتا کئی لوگوں کو دیکھا ہے کہتے ہیں کہ حضرت بس ہوتے ہوتے کام رہ جاتا ہے، کام نہیں چل رہا، وجہ کیا ہے؟ کہ تقوی کو ختیار کرنے سے اللہ تعالی خود بندے کے وکیل بن کر اسکے کام کو سنوارتے ہیں اور جب گناہ کرتا ہے اللہ تعالی نگاہیں پھیر لیتے ہیں پھر بنتے کام بگڑ جایا کرتے ہیں۔

یہ خزاں کی فصل کیا ہے فقط ان کی چشم پوشی
وہ اگر نگاہ کر دیں تو ابھی بہار آئے

اسکی رحمت کی نظر ہوتی ہے تو بہار آ جاتی ہے اور رحمت کی نظر ہٹ جاتی ہے تو بس پھر خزاں ہوتی ہے، بھاگتا ہے، ایک روایت میں آتا ہے ''اے بندے ایک تیری مرضی ہے ایک میری مرضی ہے اگر تو چاہے کہ وہ پورا ہو جو تیری مرضی ہے تو میں تجھے تھکا بھی دوں گا اور تیری مرضی بھی پوری نہیں ہونے دوں گا'' تو وہی ہوتا ہے تھکتے بھی ہیں اور مرضی بھی پوری نہیں ہوتی بھاگ بھاگ کر

جوتے گھس جاتے ہیں، کام نہیں ہوتے اور تو اگر یہ چاہے کہ وہ پورا ہو جو میری مرضی ہے اے میرے بندے میں تیرے کاموں میں تیری کفایت بھی کروں گا اور تیری مرضی کو بھی پورا کروں گا، تو گناہوں کی وجہ سے انسان پر کامیابی کے دروازے بند، تقوی سے یہ دروازے کھلتے ہیں، اسلئے قرآن مجید میں فرمایا ﴿ومن یتق اللّٰہ یَجۡعَلۡ لَہٗ مَخۡرَجاویرزقه من حیث لا یحتسب ﴾ ''جو تقوی اختیا کرتا ہے پرہیز گاری اختیار تا ہے اللہ تعالی راستے اسکے لئے کھول دیتے ہیں اور ایسی طرف سے رزق دیتے ہیں جہاں سے اسکو گمان بھی نہیں ہوتا'' اسی لئے پھر کچھ کہتے ہیں کہ جی کسی نے کچھ کردیا ہے بھئی اس چکر میں پڑ گئے تو پھر کبھی نہیں نکلو گے اور عورتوں کو اگر کوئی کہدے کہ لگتا ہے کہ آپ پر کسی نے کچھ کردیا تو آگے کی اسٹوری بنی بنائی پہلے سے تیار ہوتی ہے، ہاں میری نند نے کچھ کردیا ہے، ہاں میری دیورانی نے کچھ کیا ہوگا، یہ حالت ہے، بھئی اللہ تعالی کی حفاظت ہو تو کوئی کچھ نہیں کرسکتا، یاد رکھنا اللہ تعالی دینا چاہیں ساری دنیا اگر تل جائے کہ نہ ملے دنیا اس کا راستہ روک نہیں سکتی، اور اگر اللہ تعالی نہ دینا چاہیں تو ساری دنیا تل جائے کہ بندے کو دیدے دنیا اسے کچھ دے نہیں سکتی، دینا اور لینا پروردگار کا کام ہے، اتنا کمزور یقین اور ایمان کسی نے کچھ کردیا ہے، چھوٹے چھوٹے خدا بنا لیتے ہیں، پروردگار فرماتے ہیں ﴿نحن قسمنا بینهم معیشتهم ﴾ ''انکے درمیان معیشت (رزق) کو ہم نے تقسیم کیا ہے'' اس تقسیم کو کوئی بندہ روک سکتا ہے؟ اتنا کمزور ایمان ہمارا قرآن پر تو اسلئے چکر میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں نہ کوئی باندھ سکتا ہے نہ کوئی روک سکتا ہے بندوں سے کوئی ڈرنے کی ضرورت نہیں اپنے گناہوں سے ڈرنے کی ضرورت ہے اسکو ہم نے ہی باندھا ہوا ہوتا ہے اپنے گناہوں کے ذریعہ سے وہ گٹھڑی بندھی ہوئی ہوتی ہے وہ گھنڈی گناہ کی کھل جائے تو بس رحمت کے دروازے کھل جائیں گے،

ہم الزام انکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

تو یہ گناہوں کی بے برکتی ہوتی ہے گناہوں کے برے اثرات ہوتے ہیں بندے کے اوپر۔

لذت قلبی سے محرومی

☆...... گناہوں کی وجہ سے بندے کو اپنے قلب کے اندر کوئی حلاوت محسوس نہیں ہوتی، گناہ کرے تو برا نہیں لگتا نیکی کرے تو اچھی نہیں لگتی، کوئی کیفیت ہی نہیں پتھر پہ جیسے کوئی اثر ہی نہیں ہوتا پھر کہتے ہیں کہ جی کیا کریں حضرت لوگ روتے ہیں ہمیں رونا ہی نہیں آتا، کیسے رونا آئے گا گناہوں نے آنکھوں کے سوتے اور آنکھوں کے چشمہ کو جو خشک کر دیا ہے، یہ چشمہ خشک ہو چکا، خوف خدا دل میں آئے گا یہ چشمہ دوبارہ ہرا بھرا ہو جائے گا، لہذا نیکی کا نور بھی بندے کے چہرے پر نظر آتا ہے اور گناہوں کی ظلمت بھی بندے کے چہرے پر نظر آتی ہے شرابی آدمی کو آپ دیکھیں آپ اسکے چہرے پر ایک خاص قسم کی تاریکی محسوس کریں گے، زانی کے چہرے پر محسوس کریں گے، جھوٹے کے چہرے پر محسوس کریں گے، ہمیں اللہ نے اگر وہ آنکھیں نہیں دیں تو یہ ہمارا قصور ہے، جو باخدا لوگ ہوتے ہیں وہ شکل دیکھ کر پہچانتے ہیں کہ یہ کس طرح کی زندگی گزار رہا ہے، تو برائی کرنے سے اور گناہ کرنے سے چہرے پر ظلمت اور بدن میں سستی ہوتی ہے، سستی سے کیا مراد؟ دین کا کام کرنے کے بارے میں بوجھل ہوتا ہے بدن اسکا نماز کے لئے بھی اٹھنا چاہے تو نہیں اٹھ پاتا، قرآن مجید میں فرمایا نماز کے بارے میں ﴿ وانها لكبيرة الا على الخاشعين ﴾ ''سوائے خاشعین کے یہ نماز اپنے پڑھنے والوں پر بھاری ہوتی بوجھ ہوتا ہے'' انکو نماز پڑھنا ایک مصیبت نظر آتی ہے اور جسکے دل میں نور ہوتا ہے اسکو نماز کے بغیر چین نہیں آتا، تو گناہ انسان کے بدن کو بوجھل کر دیتا ہے اور اسکے دل کو سیاہ کر دیتا ہے

نیکی انسان کے چہرے پر نور بنا کر سجا دی جاتی ہے اسی لئے نبی علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ اللہ والوں کی پہچان کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا ''الذین اذارئوا وذکر اللہ'' کہ وہ لوگ جن کو دیکھو تمہیں اللہ یاد آئے وہ لوگ اللہ کے ولی ہوتے ہیں، یہاں آپ کبھی فرق کیا کریں اللہ والوں کے چہرے کو بھی دیکھا کریں، ان کے چہرے پر آپ کو بہار کی تازگی نظر آئے گی اور یہ جو پوپ اسٹار ہوتے ہیں اردو میں پاپ گناہ کو کہتے ہیں گناہوں کے اسٹار تو یہ بیچارے پاپ اسٹار ہوتے ہیں انکے چہرے کو دیکھیں تو بکھرے ہوئے بال اور چہرا ایسے نچڑا ہوا کہ جیسے کسی نے اور آم کو نچوڑ کر اس کا رس نکال لیا ہو تو جو باقی بچا ہوتا ہے بے چاروں کا چہرا ہوتا ہے، ظلمت آپ خود محسوس کر سکتے ہیں انکے چہروں پر حضرت اقدس کشمیریؒ کے ہاتھ پر چند ہندؤوں نے اسلام قبول کیا دوسرے ہندؤوں نے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا مسلمان بن گئے تو انہوں نے حضرت کشمیریؒ کے چہرے کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس چہرے کو دیکھو یہ چہرہ ہمیں کسی جھوٹے انسان کا نظر نہیں آتا تو اللہ والوں کے چہرے بتاتے ہیں کہ یہ جھوٹوں کے چہرے نہیں ہیں۔

صلاح الدین ایوبیؒ

کہتے ہیں کہ سلطان صلاح الدین ایوبی صلیبی جنگوں میں مشغول تھے اطلاع ملی کہ دشمن کا بحری بیڑا آرہا ہے کمک آرہی ہے تو سلطان صلاح الدین ایوبی کو بڑی فکر ہوئی کہ مسلمانوں کی تعداد پہلے تھوڑی ہے اب اوپر سے اگر دشمنوں کا بحری بیڑا آگیا تو مسلمانوں کے لئے مشکل بنے گی، بیت المقدس میں پہنچے ساری رات اللہ کے حضور مناجات میں گزاری رکوع وسجدے میں گزاری فجر ہوگئی فجر پڑھ کر نکلے گھر جانے کے لئے، تو مسجد کے دروازے پر کسی اللہ والے سے ملاقات ہوئی اسکا چہرا پر نور تھا دیکھ کر دل میں سرور آگیا دل نے

گواہی دی کہ یہ بھی کوئی مسیحا نظر آرہا ہے تو صلاح الدین قریب ہوئے اور قریب ہو کر ان سے کہا کہ حضرت دعا کیجئے دشمن کا بحری بیڑا آرہا ہے، وہ بھی کوئی باخدا بندے تھے وہ بھی مادے کے پار دیکھنا جانتے تھے بصیرت نصیب تھی انکو انہوں نے صلاح الدین کے چہرے کو دیکھا پتہ چل گیا کہ اسکی رات کیسے گزری فرمانے لگے صلاح الدین ایوبی تیرے رات کے آنسوؤں نے دشمن کے بحری بیڑے کو ڈبو دیا ہے اور واقعی تیسرے دن اطلاع ملی دشمن کا بحری بیڑا اسمندر میں ڈوب چکا تھا تو اللہ والوں کے چہرے پر ایک نور ہوتا ہے۔

عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ یہودیوں کے عالم تھے یہودیوں نے بھیجا تھا سوال پوچھنے کے لئے چن کر سوال پوچھ کر آؤ جب آ کر نبی علیہ السلام کا چہرا دیکھا تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے دوسروں نے کہا جی بھیجا کس لئے تھا اور کر کیا دیا، کہنے لگے میں نے اس محبوب کا چہرا دیکھا وہ چہرا کسی جھوٹے کا نظر نہیں آتا تھا۔

قلب و جسم کی کمزوری

☆...... گناہوں کا ایک اثر یہ کہ گناہ کرنے سے بندے کا بدن اور دل اندر سے کمزور ہو جاتے ہیں، دیکھنے میں آپ کو بڑے نظر آئیں گے، اندر بزدلی ہوگی، گناہوں کی وجہ سے بہادری ان سے چھین لی جائے گی اندر خوف ہوتا ہے انکے دل میں تو امور خیر میں انکی ہمت گھٹ جاتی ہے دل میں انکے رعب اور وہن آجاتا ہے، وہن سستی کو کہتے ہیں دل مرعوب ہو جاتے ہیں۔

طاعت سے محرومی

☆...... گناہوں کا ایک اثر یہ ہوتا ہے گناہ کرنے والا بندہ طاعت سے محروم ہو جاتا ہے یعنی آج ایک گناہ کیا ایک نیکی سے محروم ہوا، کل دوسری نیکی سے پرسوں تیسری نیکی سے، پہلے جماعت میں جاتا تھا وقت لگاتا تھا آہستہ آہستہ چلا چھوٹا پھر سہ روزہ چھوٹا پھر شب جمعہ چھوٹی اور پھر ظاہری سنت بھی

چھوٹی تب جا کر پتہ چلتا ہے کہ گناہوں کا اثر کیا نکلتا ہے، ذکراذکار کرنے والا ہے تو سب سے پہلے شیخ سے رابطہ چھوٹا، معمولات چھوٹے، تہجد چھوٹی پھر آہستہ آہستہ ظاہر بھی سب کچھ چھوٹ جاتا ہے تو طاعات سے انسان وقت کے ساتھ ساتھ محروم ہوتا چلا جاتا ہے، ایک ایک کرکے محروم ہوجاتا ہے اور ایک حدیث پاک میں ہے کہ گناہ کرنے سے انسان کی عمر کو گھٹا دیا جاتا ہے، جیسے حدیث پاک میں ہے کہ زنا کرنے والے بندے کی عمر کو گھٹا دیا جاتا ہے اسکے علماء نے دو معانی لکھے ہیں

(۱) کبھی تو اللہ تعالی مقدار میں عمر گھٹا دیتے ہیں کہ اگر نیکی کرتا تو عمر نوے سال ہوتی اب اپنے ہاتھوں سے جوانی تباہ کی تو اب ستر سال میں ہی چلا گیا تو ظاہر میں بھی عمر گھٹا دیتے ہیں چونکہ یہ عمر اللہ تعالی لکھ دیتے ہیں مگر بعض اوقات مشروط ہوتی ہے جیسے حدیث پاک میں آتا ہے صدقہ سے عمر بڑھا دی جاتی ہے اور گناہوں سے عمر گھٹا دی جاتی ہے۔

(۲) اور دوسرا اس کا معنی علماء نے یہ کیا ہے کہ اللہ تعالی مقدار اگر نہ بھی گھٹائیں تو جو اسمیں افیکٹیو لائف ہے بندے کی وہ بندے کی گھٹا دیتے ہیں مثلا چالیس سال میں ہی ہارٹ اٹیک ہونا شروع ہوتا ہے چالیس سال میں ہی بلڈ پریشر ہوگیا، چالیس سال میں ہی شگر ہوگئی چالیس سال میں ہی السر ہوگیا نہ کھا سکتا ہے نہ کچھ کرسکتا ہے نہ کہیں جانے کا زندگی ہی کیا زندگی دوسروں کی محتاجی پڑگئی تو عمر تو ستر ہی سال رہی جو تھی اسکی مگر اس میں سے جو افیکٹیو عمر تھی پرڈیکٹیو عمر تھی اللہ اسکو گھٹا دیتا ہے اور نیکی کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اگر ستر سال اسنے رہنا ہے یا نوے سال رہنا ہے اللہ زندگی کے پورے اسپیس تک ان نعمتوں کو محفوظ رکھے گا۔

ایک نیک بندے کی صحت

ہمارے حضرت مرشد عالمؒ تو نوے سال عمر تھی اور انکو شوگر کی بیماری بھی تھی

ایک مرتبہ انہوں نے ہمارے سامنے افطار کیا اور افطاری کے بعد وہیں پر عشاء کی نماز ہوگئی اس کے بعد تراویح شروع ہوگئی تراویح میں قراء آئے ہوئے تھے مختلف جگہوں سے انہوں نے پڑھنا تھا تو حضرت بھی کھڑے ہوگئے پیچھے، سحری کا وقت ہوگیا سحری کا وقت ہوا تو ہم حیران کہ حضرت نے وضو ہی تازہ نہیں کیا نوے سال کی عمر شگر کا مریض اور مغرب سے لیکر سحری کا وقت ہوگیا اب ان لوگوں نے سحری کا انتظام مسجد میں ہی کیا ہوا تھا تو حضرت نے مسجد میں ہی وہیں سحری کھالی اب سحری کے بعد جوان بندے کو بھی وضو کی ضرورت پڑتی ہے تو ہم ذرا قریب حاضر ہوئے حضرت آپ وضو تازہ فرمائیں گے فرمانے لگے کیوں میرا وضو کوئی کچا دھاگا ہے، اللہ اکبر حیران ہوگئے حضرت نے اسی وضو کے ساتھ پھر فجر کی نماز پڑھائی اور فجر کی نماز پڑھانے کے بعد اسی وضو کے ساتھ بیٹھ کر درس قرآن دیا اور اسی وضو کے ساتھ اشراق کی نماز پڑھی حیران ہیں ہم آج تک اس کرامت کو دیکھ کر کہ افطاری کے وضو سے اشراق کی نماز پڑھی اور پھر کمرے میں تشریف لا کر وضو کی تیاری فرمائی نوے سال کی عمر میں بھی انکے دانت بالکل ٹھیک تھے ایک دانت گرا ہوا نہیں تھا سارے دانت ٹھیک تھے میں ایک مرتبہ ذرا نرم سی روٹی ڈھونڈنے لگا پوچھنے لگے کیا کر رہے ہو میں نے کہا جی نرم روٹی ڈھونڈ رہا ہوں فرمایا کیوں میرے دانت نہیں ہیں؟ مجھے سخت نکال کر دو میں نے تنور کی بنی ہوئی سخت روٹی نکال کر دی حضرت نے اسکو کھایا جب خط پڑھتے تھے، نوے سال کی عمر میں تو اس وقت عینک اتار کر خط پڑھتے تھے ہم کہتے تھے حضرت لوگ پڑھنے کے لئے عینک لگاتے ہیں آپ پڑھنے کے لئے عینک اتارتے ہیں فرماتے ہیں یہ دور کی عینک ہے قریب کی عینک نہیں ہے اللہ اکبر تو نوے سال میں کوئی کونے میں بیٹھ کے کھسر پسر کرتے تو حضرت سن لیا کرتے تھے سماعت ٹھیک تھی بصارت ٹھیک تھی دانت ٹھیک تھے وضو کا یہ حال تھا اور صحت ایسی تھی ہم لوگ انکے سامنے

چوزے نظر آتے تھے ایسے کبھی ہمارے کندھے پر ہاتھ رکھ دیتے تو ہم دوہرے ہوئے چلے جاتے تھے، ہمیں کہتے تھے چوزے کہیں کے اب بتاؤ یہ کیا چیز تھی۔

مرشد عالمؒ اور عیسائی

ایک دفعہ پوچھ لیا حضرت! یہ آپ کی سی صحت تو ہم نے اور کہیں نہیں دیکھی فرمانے لگے ہاں ایک مرتبہ ایک عیسائی تھا اس نے لوگوں کو ورغلانا شروع کیا تو میں نے کہا کہ میں اس سے مناظرہ کرتا ہوں میں قرآن لیکر پہنچ گیا وہ پہلوان تھا اس نے شادی بھی نہیں کی ہوئی تھی تو اسنے جب ملاقات کے لئے ہاتھ میں ہاتھ لیا تو میرے ہاتھ کو ہلانے کی کوشش کی اور میں نے اس کو وہیں پر جام کرلیا تو ہاتھ ہل ہی نہ سکا جب ہاتھ ہی نہ ہل سکا تو وہ پیچھے ہٹ کر بیٹھ گیا کہنے لگا کہ جی مناظرہ تو بعد میں کریں گے یہ بتائیں کہ آپ کون سے کشتے کھاتے ہیں کہ اتنی اچھی صحت ہے، میں نے کہا دال ساگ کھاتا ہوں اس نے کہا نہیں میں پہلوان ہوں میں روزانہ اتنا دودھ پیتا ہوں اتنا مکھن استعمال کرتا ہوں اتنا گوشت کھاتا ہوں اور اس پہاڑ پر اتنی دفعہ چڑھتا اترتا ہوں اتنی ورزش کرتا ہوں پھر جا کر میری ایسی صحت ہے اور میں آپ کے ہاتھ کو ہلا ہی نہ سکا، میں نے شادی بھی نہیں کی اپنی جوانی کو بحال رکھنے کے لئے تو آپ میں یہ طاقت کیسے آئی؟

حضرت فرمانے لگے بھئی میں تو دال ساگ کھاتا ہوں اور میری تیسری شادی ہے پھر میں نے اسے بتایا کہ میرے اندر دو خوبی ہیں ایک میں نے لوہے کا لنگوٹ باندھا کبھی کوئی جوانی سے متعلقہ گناہ نہیں کیا، (لوہے کا لنگوٹ سمجھتے ہیں نا جیسے انڈرویر کپڑے کا پہنتے ہیں تو لوہے کا انڈرویر پہننا یعنی کوئی بھی جنسی گناہ نہ کرنا)، تو فرمانے لگے کہ میں نے اسے کہا کہ دیکھو ایک تو میں نے لوہے کا نگوٹ باندھا اور دوسری میری تہجد کی نماز کبھی قضا نہیں ہوئی ان

دو عملوں کی وجہ سے اللہ نے مجھے یہ جسمانی صحت عطا فرمائی پھر بات لمبی ہوتی گئی تو بعد میں فرمانے لگے کہ وجہ یہ بھی تھی کہ ایک مرتبہ مجھے لیلۃ القدر نصیب ہوئی یہ راز کی بات ذرا بعد میں بتانے لگے کہنے لگے کہ مجھے لیلۃ القدر مل گئی میں نے لیلۃ القدر میں عمر میں برکت کی دعا مانگی۔

تو اللہ تعالیٰ کبھی عمر میں برکت کی وجہ سے ٹائم اسپیس بڑھا دیتے ہیں اور کبھی عمر میں برکت کی وجہ سے جتنی زندگی ہوتی ہے وہ تو اتنی ہی رہتی ہے مگر اللہ تعالیٰ جوانی کی صحت کو آخری عمر تک بقاء عطا فرما دیتے ہیں تو گناہوں کی وجہ سے انسان کی عمر کم ہو جاتی ہے یا عمر کا پرڈیکٹیو حصہ افیکٹیو حصہ کم ہو جاتا ہے دوسروں کی محتاجی ہوتی ہے آخری عمر میں آکر اور نیکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آخری عمر تک غیر کی محتاجی سے محفوظ فرما دیتے ہیں۔

گناہوں کا تسلسل

☆...... ایک اثر یہ بھی ہے گناہوں کا کہ ایک گناہ کی وجہ سے دوسرے گناہ کا دروازہ کھلتا ہے، بندہ سمجھتا ہے بس میں ایک دفعہ یہ کام کرلوں پھر نہیں کروں گا وہ ایک دفعہ کا کام کرنا اگلے گناہ کا دروازہ کھول دیتا ہے، دوست نے کہا چلو بھئی ایک دفعہ یہ گناہ کرتے ہیں اس نے ایسی بری عورت کا تعارف کروادیا اب گناہوں کا دروازہ ہی کھل گیا، کسی سے ناجائز تعلقات ہو گئے اب جھوٹ کا دروازہ ہی کھل گیا، باپ کے سامنے جھوٹ تو امی کے سامنے بھی جھوٹ، بھائی کے سامنے بھی جھوٹ ہر ایک کے سامنے جھوٹ ہر وقت جھوٹ اور پھر اتنے جھوٹوں کو چھپانے کے لئے مزید جھوٹ، نتیجہ کیا نکلتا ہے روایت میں آتا ہے بندہ اتنا جھوٹ بولتا ہے اتنا جھوٹ بولتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیدیتے ہیں کہ اس بندے کا کذاب (جھوٹے) لوگوں کے دفتر میں نام لکھ دیا جائے۔

توبہ کی توفیق کا چھن جانا

☆...... گناہ کا ایک اسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ توبہ کی توفیق چھین لی جاتی ہے

توبہ کی توفیق چھین لی جاتی ہے آج کل کرتا رہتا ہے ہاں میں توبہ کروں گا توبہ کروں گا توبہ کی توفیق نہیں ملتی، کرنہیں پاتا تو اگر کسی بندے کو توبہ کی توفیق مل جائے تو یہ بھی اللہ کی عنایت سمجھو کہ اللہ تعالی کی خاص رحمت ہے توبہ کو ٹالنا نہیں چاہئے اسلئے ایک بزرگ لکھتے ہیں اکمال الشیم میں کہ ''اے دوست تیرا توبہ کی امید پر گناہ کرتے رہنا اور زندگی کی امید پر توبہ کو مؤخر کرتے رہنا تیرا عقل کا چراغ گل ہونے کی دلیل ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تیری عقل کا چراغ گل ہو چکا''۔

گناہ کو کچھ نہ سمجھنا

☆......اور ایک گناہ کا اثر یہ ہوتا ہے کہ گناہ کی برائی کا احساس دل سے نکل جاتا ہے ایک ہوتا ہے کہ بندہ گناہ کرتا ہے اور گناہ کی برائی محسوس کرتا ہے وہ جو برائی کا احساس ہے نا جو گناہ سے نفرت ہے وہ نکال لی جاتی ہے، گناہ گناہ نظر ہی نہیں آتا جیسے جو لوگ فحش کلامی کرتے ہیں گالیا نکالتے ہیں ماں بہن کی انکو برا ہی نہیں لگتا عجیب بات ہے کہ یہ احساس اتنا ختم ہو جاتا ہے کہ بندہ پھر اپنے گناہوں کو فخریہ انداز میں لوگوں کو بتاتا ہے، گناہ بھی کیا بتایا بھی بڑا اسمارٹ بن رہا ہوتا ہے ، دیکھو جی میں نے اسکو بے وقوف بنایا وہ بے وقوف نہیں اس کو دھوکہ دیا اپنا دھوکہ بتا رہا ہے خدا چھپاتا ہے اور یہ اپنے عیبوں کو کھولتا ہے، حتی کے جب گناہ کا احساس ختم ہو جاتا ہے تو کئی مرتبہ اسکی زبان سے کلمات کفر کا بھی صدور ہو جاتا ہے اور ایمان سلب ہو جاتا ہے، اسلئے ایک بزرگ فرماتے تھے کہ تم گناہ سے ڈرتے ہو میں ایمان کے سلب ہونے سے ڈرتا ہوں، تو آہستہ آہستہ بندے کا ایمان ہی سلب ہو جاتا ہے،

اللہ رب العزت ہمیں گناہوں سے محفوظ فرمائے اور ہمیں سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

گناہ گنہگاروں کی میراث

☆......ایک یہ بھی ہے کہ گناہ کرنا دشمنان خدا کے ساتھ مشابہت ہے جن کو اللہ نے اپنا دشمن فرمایا ہر گناہ کسی نہ کسی دشمن خدا کی میراث ہے مثلاً تکبر قوم عاد کی میراث ہے، ناپ تول میں کمی کرنا قوم شعیب کی میراث ہے، لوطی عمل قوم لوط کی میراث ہے اور اسی پر قیاس کر لیجئے ہر نافرمانی کسی نہ کسی دشمن خدا کی میراث ہے اسلئے جو بندہ گناہ کر رہا ہوتا ہے وہ کسی نہ کسی دشمن خدا کے ساتھ مشابہت کر رہا ہوتا ہے اور ہمیں منع کیا گیا دشمنان خدا کے ساتھ چھوٹی سے چھوٹی بھی مشابہت اختیار نہ کریں، فرمایا [من تشبه بقوم فهو منهم] جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہیں میں سے ہے۔

ایک واقعہ

انڈیا کا واقعہ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک بڑے میاں جا رہے تھے ہندوؤں کا ہولی کا دن تھا انکی وفات ہوگئی تھی تو انکو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ کیا بنا؟ کہنے لگے میری قبر کو جہنم کا گڑھا بنا دیا انہوں نے پوچھا وجہ کیا بنی؟ تو انہوں نے یہ واقعہ سنایا کہ ہولی کا دن تھا اور میں پان کھاتا ہوا جا رہا تھا مجھے تھوک پھینکنے کی ضرورت تھی تو سامنے گدھا تھا ایسے ہی پتہ نہیں کیا دل میں آیا میں نے وہ تھوک پان والی گدھے پر ڈالی اور کہا اے گدھے تجھے رنگنے والا کوئی نہیں تھا پتہ نہیں میرے دل میں کیا فطور آیا کہ میں نے بھی تھوک اس گدھے پر پھینکی اور کہا کہ تجھے رنگنے والا کوئی نہیں کہنے لگے اس بات پر مجھ سے سوال کیا گیا کہ تم نے دشمنوں کے ساتھ جو یہ مشابہت اختیار کی اس وجہ سے تمہاری قبر کو جہنم کا گڑھا بنا دیا اتنی سی بھی مشابہت پروردگار پسند نہیں کرتے اور آج تو مسلمانوں کے بچے لباس میں، طعام میں، قیام میں، رفتار میں کردار میں ہر چیز میں فرنگیوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں ﴿ انکم اذا مثلهم ﴾ فرمایا تم ایسا کرو گے تم انہیں

میں سے ہوں گے اسکا اثر موت کے وقت ظاہر ہوتا ہے، یہ جو فرمایا گیا نا کہ وہ انہیں میں سے ہوگا، اسکا مطلب کیا ہوتا ہے کہ زندگی بھر اسکا نام مسلمانوں کی فہرست میں رہتا ہے، جب مرنے لگتا ہے تب اس کو ایمان سے محروم کر دیا جاتا ہے ،تو ایمان سے محرومی ہوتی ہے اگر دشمنان خدا کے ساتھ مشابہت اختیار کی اس سے بہت بچنا چاہئے، جب دل ایک ہوتے ہیں تب لباس ایک ہوتے ہیں، لباس ایک ہونے سے پہلے دل ایک ہو چکے ہوتے ہیں، یہ اندر کا ایک روگ ہوتا جو پھر فرنگیوں کے لباس اچھے لگتے ہیں، اس مشابہت سے بچنا چاہئے جتنا بھی بچ سکیں۔

اللہ کے یہاں بے عزت

☆...... گناہوں کا اثر یہ بھی ہے کہ انسان اللہ رب العزت کی نظروں سے گر جاتا ہے، کتنی بڑی ہے یہ سزا ہے کہ شہنشاہ حقیقی کی نگاہوں سے بندہ گر جائے للہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں ﴿ومن یھن اللہ ومالہ من مکرم﴾ ''جسے ہم ذلیل کرنے پر آتے ہیں اسے پھر عزت دینے والا کوئی نہیں ہوتا ہے'' اللہ رب العزت کی پکڑ بہت بڑی اور بہت بری ہوتی ہے۔

ایک سچا واقعہ

ایک صاحب تھے گورمینٹ آفسر، رشوت کا پیسہ خوب لیتے تھے اور قدرتا انہوں نے کوٹھی ایسی جگہ لی جہاں مسجد بالکل ساتھ تھی، صبح کے وقت مسجد میں اذان ہوئی، وہ شرابی کبابی بندہ اسکی آنکھ کھل گئی اسکو بڑا غصہ آیا اس نے مؤذن کو اگلے دن بلا کر کہا کہ فجر میں میری نیند میں خلل ہوتا ہے اذان اسپیکر میں مت دیا کرو، اس نے آکر نمازیوں کو بتایا، نمازیوں نے کہا یہ کون نئے صاحب آگئے بھئی، تمہاری نیند میں خلل آتا ہے تم جاؤ جہاں تمہارا دل چاہے کیوں مسجد کے ساتھ گھر لیا، بوڑھوں نے کہا ہم تو انتظار میں ہوتے ہیں ہماری نظر کمزور ہم گھڑیوں کے وقت دیکھ نہیں سکتے اذانیں سن کر ہم مسجد میں آتے ہیں مسلمانوں

کی آبادی ہے، تم میاں اذان دو، اس مؤذن نے اگلے دن پھر اذان دی اسکی آنکھ کھلی اسکو غصہ آیا اسی وقت مسجد میں آکر اس نے مؤذن کے دو تھپڑ لگادیے، بس اللہ تعالیٰ کی اس پر پکڑ آگئی، ہوا یہ کہ اسکے آدھے دھڑ پر فالج ہوا، اور دونوں ہاتھ اسکے سینے کے ساتھ لگ گئے، بیکار، اب جب دفتر کے کام کا نہ رہا تو انگلوں نے چھٹی کرا کے گھر بٹھادیا، چھٹی ہوگئی علاج پر بھی پیسہ خوب لگ رہا تھا، اسکی چوں کہ افسرانہ طبیعت تھی حاکمانہ طبیعت تھی تو گھر میں بھی ڈانٹ ڈپٹ ذرا ذرا سی بات پر کرتا، کبھی نوکروں کو ڈانٹ رہا ہے کبھی بچوں کو ڈانٹ رہا ہے کبھی بیوی کو ڈانٹ رہا ہے، ایک دفعہ کی ڈانٹ تو برداشت کر لیتے ہیں، مگر روز روز کی ڈانٹ ڈپٹ تو برداشت نہیں ہوتی، بچوں نے ماں سے کہا یہ کیا مصیبت ہے ہمارے لئے یہ تو لگتا ہے کوئی تھانیدار آگیا گھر میں، بیوی نے کچھ کہا بیوی کو ڈانٹنے لگا، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ روز بیوی کو ڈانٹ پڑتی روز گندی گالیاں زبان سے نکلتیں یہ کچھ دن تو وہ برداشت کرتی رہی کچھ دن کے بعد اس نے اپنے بچوں کو لیا کہنے لگی میں میکے جا رہی ہوں تو جانے تیرا کام جانے، وہ اسی بیمار حالت میں چھوڑ کر چلی گئی اس نے بھائی کو فون کیا کہ بیوی مجھ سے بے وفائی کر گئی، تم آؤ میری خدمت کرو، خیر بھائی آیا وہ اسے گھر لے گیا مگر طبیعت تو ہر جگہ ایک ہی ہوتی ہے، اب اسکے بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ اسکی بیوی کو کچھ کہہ دیتا، اب جب انکے گھر میں یہ ہونے لگا تو بچوں نے باپ سے کہا کہ ابو یہ کیا مصیبت آگئی ایک دن بھائی نے اسے سمجھایا کہ بھائی تم کیوں لوگوں کے ساتھ ایسی بری زبان استعمال کرتے ہو، وہ اس کو بھی ڈانٹنے لگ گیا تو زن مرید بن گیا ہے، اور یہ اور وہ، اب بچوں نے دیکھا کہ ہمارے ابو کو بھی ڈانٹ رہا ہے، تو انہوں نے پلان بنایا، جوان بچے تھے انہوں نے اگلے دن صبح اٹھا کر چارپائی سے اسکو باہر لا کر سڑک پر ڈال دیا اس دوران ہوا کیا تھا؟ کہ اس کے نچلے والے دھڑ کے اوپر فالج بھی ہوا اور دونوں ٹانگیں بھی سینہ کے ساتھ لگ گئیں اب زندہ

لاش نہ ہاتھ ہلتا ہے نہ پاؤں ہلتا ہے اب جب بھائی کے بچوں نے سڑک پر ڈال دیا گرمی کا موسم نو بجنے لگے تو زمین بھی گرم ہونے لگی اور اچھی بھلی گرمی ہوتی ہے، اب بھوکا بھی تھا، پیاسا بھی تھا، زمین بھی گرم، پسینہ بھی آرہا ہے، اب سوچنے لگا کہ کون ہے میرا کہ جس کو میں کہوں، چنانچہ افسر صاحب نے آنے جانے والے مسافروں سے اللہ کے نام پر بھیک مانگنی شروع کردی اللہ کے نام پر دیدو ایک نوجوان بچے کو ترس آیا اس نے پانچ روپے دینے چاہے کہنے لگا میں انکا کیا کروں گا؟ مجھے تو بھوک لگی ہوئی ہے، کھانا لاؤ پانی لاؤ اس نے قریب ہوٹل سے روٹی لے کر دیدی کہنے لگا مجھے کھلا دو اس نے کہا میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے، بھئی وہ رکھ کر جانے لگا تو اس نے سوچا کہ بھئی ایسا نہ ہو کہ یہ رکھ کر چلا جائے تو کوئی کتا ہی اٹھا کر لے جائے، میں تو کچھ کر بھی نہیں سکتا کہنے لگا مجھے پکڑا دو، اب پکڑے کہاں یا تو منہ میں پکڑے ہاتھ کی انگلیاں ہلتی نہیں سوچ سوچ کر اس کا جو پاؤں اسکے سینہ پر آیا ہوا تھا اسنے انگوٹھے اور انگلی کے درمیان روٹی کو پکڑا اور اسکو چبا کر کتے کی طرح کھانے لگ گیا ﴿ومن یھن اللہ فمالہ من مکرم ﴾ جسے اللہ ذلیل کرنے پر آتا ہے اسے عزت دینے والا پھر کوئی نہیں ہوتا، اللہ کی پکڑ میں نہ آئے بندہ، جب انسان اللہ تعالیٰ کی نظروں سے گر جاتا ہے تو مخلوق کی نظروں سے خود بخود گر جاتا ہے، لوگ دل سے عزت نہیں کرتے، اب یہ جو وقت کے حکام ہوتے ہیں ان کے سامنے تو سب جھکتے پھرتے ہیں انکی دل سے عزت کوئی نہیں کرتا، سامنے انکے بچھ رہے ہونگے جب وہ وہاں سے ہٹیں گے تو بڑی سی گالی نکال دیں گے۔

عقل کی کمی

☆......ایک نقصان گناہوں کا یہ ہے کہ انسان کی عقل میں فساد آجاتا ہے، عقل ٹھیک نہیں رہتی بندہ صحیح فیصلہ نہیں کر پاتا، جج مینٹ اسکی ٹھیک

نہیں ہوتی، جو چیز اسکے لئے نقصان دہ ہوتی ہے وہی وہ فیصلہ کر رہا ہوتا ہے عقل میں فطور آجاتا ہے، فطرت کے خلاف سوچتا ہے، اب بتاؤ کچھ عورتوں کو پردہ برا لگتا ہے

چنانچہ ایک مرتبہ ہمارے ملک کی اسمبلی میں ایک ایسی عورت پہنچ گئی تھی، وہاں ایک عالم تھے اوران عالم کو بہت اس نے تنگ کیا ہوا تھا ذرا سی کوئی بات ہوتی تو بس ان پر وہ تنقید کرتی تھی، انکو کہتی تھی پردہ کیا ہے اور یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے وہ بڑے عالم تھے متقی تھے پرہیز گار تھے، اس سے بڑے تنگ تھے جتنا اس سے وہ بچنے کی کوشش کرتے اتنا جان بوجھ کر خود تنگ کرتی تھی ایسا لگتا ہے دہریہ ذہن کی تھی شاید کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ وہ مولانا کھڑے ہوتے لوگوں سے بات کر رہے ہوتے اور یہ گزر رہی ہوتی تو جان بوجھ کر کہتی السلام علیکم مولانا، ہاتھ بڑھاتی اور وہ فخر سمجھتی تھی اسکو خیر مولانا بھی پھر منطق پڑھے ہوئے تھے تنگ آکر ایک دن کھڑے تھے بات کر رہے تھے تو یہ کہیں سے وہاں آٹپکی تو اس نے پھر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا السلام علیکم، مولانا کہنے لگے بیگم تو آیئے آج پھر معانقہ کرنے کو دل کرتا ہے، اب سنکر بھاگی، تو عقل ٹھیک نہیں رہتی انسان فیصلے کیسے کرتا ہے، جو فطرت کے خلاف ہوتے ہیں اب بتایئے مرد کی مرد سے شادی کوئی عقل میں آنے والی بات ہے عقل کا فطور ہے۔

موردِ لعنت

☆......ایک اثر اسکا یہ ہوتا ہے کہ انسان دوسری مخلوقات کی لعنت کا مورد بنجاتا ہے مخلوقات اس پر لعنت کرتی ہیں اسکی وجہ یہ کہ گناہوں کی وجہ سے رحمتیں اور برکتیں رکتیں ہیں بارشیں رکتی ہیں رزق میں کمی آتی ہے قحط آجاتا ہے تو مخلوق خدا پر بھی اسکا اثر پڑتا ہے لہذا دوسری مخلوق بھی اللہ کی نافرمانی کرنے والے بندے پر لعنت کرتی ہیں کہ تمہاری نافرمانیوں کی وجہ سے ہم بھی پیاسے مر رہے ہیں ۔

لعنت کن لوگوں پر

☆...... اور ایک گناہوں کا اثر یہ کہ انسان رسول ﷺ کی لعنت کا مستحق بن جاتا ہے نبی علیہ السلام نے بعض گناہ کرنے والوں پر حدیث پاک میں لعنت فرمائی ہے مثلاً:

...... جو عورت غیر عورت کے بالوں کو اپنے بالوں میں ملا کر لمبا کرے، اس طرح کا فیشن کرے کہ شو پیس بن جائے تو نبی علیہ السلام نے حدیث پاک میں ایسی عورت کے اوپر لعنت فرمائی ہے،

...... حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے سود لینے والے پر دینے والے پر لکھنے والے پر گواہ بننے والے پر ان سب کے اوپر لعنت فرمائی ہے سود کی اتنی بے برکتی ہوتی ہے کہ بتا نہیں سکتے میں نے اپنی زندگی میں کم از کم درجنوں لوگوں کو سود کی وجہ سے ڈوبتے ہوئے دیکھا ہے، سود سے جو جتنا بچے گا اتنا ہی وہ دنیا کے اندر خوشیاں بھری زندگی گزارے گا قرآن مجید میں ہے کہ اگر کوئی بندہ سود لینا بند نہیں کرتا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ فاذنوا بحرب من الله ورسوله ﴾ ''اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ'' اب بتاؤ جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کے ساتھ جنگ کرے گا تو پھر کیا بنے گا؟ اسلئے ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اگر کسی بندے کا سود بنتا بھی ہو تو وہ اسکو لے کر کہیں لیٹرینیں بنتی ہیں وہاں لگا دے اور اس پر اجر کا دل میں ارادہ بھی نہ کرے یہ بھی نہ سوچے کہ مجھے اجر ملے گا نہیں یہ تو مصیبت سے جان چھڑا رہا ہوں۔

......اسی طرح بلا وجہ تصویر بنانے والے پر اللہ کے محبوب نے لعنت فرمائی یہ جو تفریحا تصویر بناتے ہیں نا یہ شریعت میں ناجائز ہے ایک ہے شناختی کارڈ کے لئے تصویر بنانا علماء نے اسکو مجبوری کہا ہے پاسپورٹ بنوانا ہے کارڈ بنوانا ہے ملکوں کے سفر ہیں حج عمرے کا سفر ہے تو یہ وقت کی مجبوری ہے، لیکن شادی بیاہ

کے فوٹو بنوانے یا عورت مرد کے تفریحا تصویریں بنوانا حرام ہے اور جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں اللہ کی رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔

......اسی طرح جو مشروط حلالہ کرے یعنی نکاح سے پہلے نیت ہو یا پہلے سے ہی طے ہو جائے کہ نکاح کر لیتے ہیں اتنے دنوں بعد میں طلاق دے دوں گا۔

......اور ایک حدیث پاک میں فرمایا کہ جو مسلمان پر لوہے کے ساتھ اشارہ کرے حملہ کا اشارہ چاقو کا اشارہ تیر کا اشارہ بندوق کا اشارہ صرف اشارہ کرنے والے پر بھی اللہ کے محبوب نے لعنت فرمائی ہے اشارہ کرنے والے پر بھی اور اگر مسلمان کو زخم پہنچائے یا قتل کر دے اللہ اکبر جتنا ناراضگی کا اظہار اللہ رب العزت نے اس گناہ پر کیا اتنا ناراضگی کا اظہار کسی گناہ پر نہیں کیا اب دیکھئے ﴿ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاء ہ جھنم ﴾ جس نے جان بوجھ کر مؤمن کو قتل کر دیا اسکی سزا جہنم ہے اتنی بات کر دی جاتی تو بہت تھا کہ جہنم میں پہنچ گیا نہیں ﴿خالدا فیھا﴾ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اب بھی اتنا ہی کہہ دیا جاتا تو بہت بھی تھا ﴿وغضب اللہ علیہ﴾ اس پر اللہ کا غضب ہوگا اور اتنا ہی کہہ دیا جاتا تو بھی بہت تھا نہیں ﴿ولعنہ﴾ اور اللہ کی لعنتیں ہونگی ﴿واعدلھم عذابا الیما﴾ اتنے اللہ رب العزت نے غصہ کا اظہار کسی گناہ پر نہیں فرمایا اور آج اسکو معمولی بات سمجھتے ہیں محفل میں بیٹھے ہوئے بات کرتے ہوئے جیب سے کوئی چیز نکال کر رکھ دیتے ہیں، یہ مؤمن کی طرف اشارہ کرنے کے مترادف ہے۔

نبی علیہ السلام نے لعنت فرمائی شراب پینے والے پر پلانے والے پر نچوڑنے والے پر بیچنے والے پر خریدنے والے پر اور لاد کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہچانے والے پر یہ ام الخبائث ہے یہ ایک گناہ نہیں ہوتی یہ گناہوں کا دروازہ کھول دیتی ہے جو لوگ سمندر میں نہیں ڈوبتے وہ بوتل میں ڈوب جاتے ہیں بہت بری عادت ہے اور اکثر یہ برے دوستو سے پڑتی ہے اور ایک دفعہ ٹیسٹ کرواتے ہیں ٹیسٹ تو کر و اور اسی میں بندے کی زندگی تباہ ہو جاتی ہے، اسی

لئے لیلۃ القدر میں بڑے بڑے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے، شراب پینے والا جب تک توبہ نہ کرے اللہ رب العزت اسکی مغفرت نہیں فرماتے، نشہ آور باقی چیزیں وہ بھی اسی پر قیاس کر لینی چاہئیں کیوں کہ آج کے دور میں فقط شراب کا نشہ ہی نہیں بہت سی چیزوں کا نشہ آ گیا ہے۔

...... نبی علیہ السلام نے چور پر لعنت فرمائی ہے اپنے والد کو برا بھلا کہنے والے پر غصہ میں باپ کو گالیاں نکالنے والے پر لعنت فرمائی ہے، بے مقصد جاندار کو مارنا ایک تو ہوتا ہے کسی مقصد کی وجہ سے شکار کیا یہ جائز ہے لیکن بے مقصد مارنا کسی جاندار کو نبی علیہ السلام نے لعنت فرمائی غیر اللہ کے نام پر جانور کو ذبح کرنے والے پر اللہ کے محبوب نے لعنت فرمائی، وہ مرد جو عورتوں کی مشابہت کریں اور وہ عورتیں جو مردوں کی مشابہت کریں اللہ کے محبوب نے ان پر بھی لعنت فرمائی جو شخص دین میں کوئی نئی بات نکالے بدعت کوئی پیدا کرے اسکا ذریعہ بنے اللہ کے محبوب نے اس بندے پر بھی لعنت فرمائی جو شخص بیوی کے ساتھ غیر فطری عمل کرے اللہ کے محبوب نے اس پر بھی لعنت فرمائی جو لوطی عمل کرے اس پر بھی لعنت فرمائی ہے جو جانور سے جماع کرے اس پر بھی لعنت فرمائی ہے جو انسان مسلمان کو دھوکہ دے اللہ کے محبوب نے اس پر بھی لعنت فرمائی ہے اور ایک بڑی اہم بات کہ جو شخص بیوی کو خاوند کے خلاف بھڑکائے یا غلام کو آقا کے خلاف بھڑکائے اللہ کے محبوب نے اس پر بھی لعنت فرمائی ہے اور اس میں بڑے بڑے شریف شامل ہیں ہو جاتے ہیں وہ کیسے کہ داماد پسند نہیں آیا بیٹی رہنا بھی چاہتی ہے نا تو باپ سمجھائے گا چھوڑ دو، ماں سمجھائے گی چھوڑ دو، بہن سمجھائے گی چھوڑ دو، یہ سب اسی حدیث میں شامل ہیں جب بیوی رہنا چاہتی ہے کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس بیوی کو اپنے خاوند سے دور کرنے کی کوشش کرے اور یہ گناہ بہت عام ہے آج کل سہیلی کے حالات سنے ذرا طبیعت کے مطابق نہیں تھے اس کو مشورہ دیا تم کچھ اور سوچو

بھائی کی طبیعت بہنوئی کے ساتھ نہیں ملی بہن کے سامنے آکر اسکے خاوند کی ایسی برائیاں کیں کہ بہن کا دل اچاٹ ہوجاتا ہے، کوئی بندہ جو ایسی بات کرے گا جس سے دومیاں بیوی کے درمیان فاصلہ آجائے اس پر اللہ تعالی کے محبوب کی لعنت ہوتی ہے، اور یہ ایسا گناہ ہے کہ اسکو گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا، یاد رکھیں میاں بیوی کو مل کر رہنا اللہ تعالی کو اتنا پسندیدہ ہے کہ دیکھنے میں جھوٹ کبیرہ گناہ ہے مگر اللہ رب العزت نے میاں بیوی کے ملاپ کی خاطر اپنے اس حق کو بھی معاف کردیا فرمایا جو ناراض میاں بیوی میں صلح کروانے کے لئے اگر کوئی جھوٹ کی بات بھی کردے گا میں پروردگا اس جھوٹ کو بھی معاف کردوں گا، تو میاں بیوی کا مل کر رہنا اللہ تعالی کو اتنا پسند ہے کہ پروردگار نے اپنا حق معاف کردیا، ہم کون ہوتے ہیں میاں بیوی کے درمیان فاصلہ کرنے والے، اسی طرح جو عورتیں قبروں پر جائیں سجدہ کریں چراغ جلائیں رسومات کریں اللہ تعالی کے محبوب نے ان عورتوں پر بھی لعنت فرمائی ہے اسی طرح جو بیوی اپنے خاوند سے ناراض ہوکر الگ سوئے اللہ تعالی کے محبوب نے فرمایا کہ اللہ کے فرشتے اس وقت تک لعنت کرتے رہتے ہیں جب تک وہ خاوند کے پاس نہ آجاتی، اب آج کل کی عورتوں کو مسائل کا پتہ نہیں ہوتا یہ میاں بیوی کے معاملے کو ٹیکس کے طور پر استعمال کرتی ہیں مرد ملنا چاہتا ہے نانا کرکے اسکو مجبور کردیتی ہیں، اپنی باتیں منوا کر پھر اسکی بات مانتی ہیں یہ کبیرہ گناہ ہے، یہ ذرا سی گھر کی کسی بات پر منہ بنا کر علیحدہ ہوکر سوجانا اللہ تعالی کے فرشتوں کی لعنت ہوتی ہے اسی طرح جو بندہ زمین میں فساد مچائے گا اللہ کے محبوب نے اس پر بھی لعنت فرمائی، جو صحابہ کرام کو برا کہے اللہ کے محبوب نے اس پر بھی لعنت فرمائی جو رشتہ داریوں کو توڑتا پھرے معمولی معمولی بات پر میں نے بہن سے نہیں بولنا میں نے بھائی سے نہیں بولنا میں نے اب چچا سے نہیں بولنا میں نے اب پھوپھی سے نہیں بولنا ﴿ویقطعون ماامر اللہ بہ ان یوصل﴾ جن رشتہ

داریوں کو اللہ تعالی نے جوڑنے کا حکم دیا جو انکو توڑے گا اللہ تعالی کے محبوب کی اسپر لعنت ہوگی، بلکہ محبوب نے فرمایا [صل من قطعک] جو تجھ سے توڑے تو اس سے جوڑ، وہ عالم جو احکام خداوندی کو چھپائے اسکا اظہار نہ کرے اللہ کے محبوب نے اس پر بھی لعنت فرمائی وہ مسلمان جو مسلمانوں کے مقابلہ میں کافروں کا ساتھ دے اللہ تعالی کے محبوب نے اس پر بھی لعنت فرمائی اور وہ آدمی جو نیک لوگوں پر تہمت لگائے یہ بھی آج کل گناہ عام ہے ذراسی بات پر تہمت لگادی جاتی ہیں تو گناہوں کے اثرات میں یہ دیکھئے کہ اتنے گناہوں پر اللہ تعالی کے محبوب نے لعنت فرمائی ہے تو جو بندہ انمیں سے کوئی گناہ کرے گا تو نبی علیہ السلام کی لعنت کا مستحق ہوگا۔

فرشتوں کی دعاوں سے محرومی

☆......ایک گناہوں کا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ بندہ فرشتوں کی دعا سے محروم ہو جاتا ہے اللہ تعالی کے فرشتے امت محمدیہ کے لئے ہروقت دعائیں کرتے ہیں ﴿الذین یحملون العرش ومن حوله یسبحون بحمده ربهم ویؤمنون به ویستغفرون للذین آمنوا﴾ اور استغفار کرتے ہیں ایمان والوں کے لئے ﴿ربناوسعت کل شئی رحمةوعلما فاغفرللذین تابوا﴾ اللہ مغفرت فرمادیجئے انکے لئے جو توبہ کرنے والے ہیں، تو گناہ کرنے والا چونکہ توبہ نہیں کرتا اسلئے یہ اس مغفرت سے باہر نکل جاتا ہے ﴿واتبعو اسبیلک﴾ ”جو تیرے محبوب کے راستے کی پیروی کرتے ہیں۔

پیداوار میں کمی

گناہوں کے اثرات میں سے ایک اثر یہ کہ پیداوار میں کمی آجاتی ہے ﴿ظهرالفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس﴾ خشکی اور تری میں جو فساد نظر آتا ہے یہ انسانوں کے ہاتھوں کی کمائی ہے چنانچہ حضرت

عیسی علیہ السلام جب تشریف لائیں گے اس وقت ایک ایسا وقت ہوگا کہ دنیا میں کوئی بھی اللہ کا نافرمان نہیں ہوگا حدیث پاک میں ہے اتنی برکتیں ہونگی اتنی برکتیں ہونگی ایک گائے کا دودھ پورے کے پورے خاندان والوں کے لئے کافی ہو جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ ایک انار بڑی جماعت کی بھوک مٹانے کے لئے کافی ہو جائے گا اور بعض نے کہا کہ انگور کے خوشے اتنے بڑے ہوں گے کہ اونٹ ایک خوشے کو اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچائے گا۔

ایک بادشاہ کی بدنیتی

ایک بادشاہ سفر کر رہا تھا کہیں سیر کے لئے جنگل میں واپسی میں اسکو بہت پیاس لگی ہوئی تھی اسے ایک جگہ انار کا باغ نظر آیا اس نے باغ کے مالک کو بلایا اور کہا کہ بھائی مجھے پیاس لگی ہے کچھ پلاؤ اس مالک نے کہا کہ بادشاہ سلامت ہیں تو میں انکو پانی کی بجائے کیوں نہ انار کا جوس پلاؤں اس نے ایک انار توڑا اور اسنے اسکو جو نچوڑا تو ایک گلاس پورا ایک انار کے رس سے بھر گیا جب اس نے لا کر بادشاہ کو پینے کے لئے دیا اور بادشاہ نے پیا تو لذیذ بھی بڑا تھا دل بھی بہت خوش ہوا تو بادشاہ نے کہا کہ بھئی پھر ایک گلاس اور بھی پلا دو اور ساتھ ہی دل میں خیال آیا کہ ایسے زبردست اناروں کا باغ تو شاہی کنٹرول میں ہونا چاہئے اب وہ بندہ گیا اس نے جا کر ایک انار توڑا ایسے ہی اسکو نچوڑا تو گلاس کا تیسرا حصہ بھرا پھر دوسرا نچوڑا پھر تیسرا نچوڑا تب جا کر تین سے گلاس بھرا اور وہ لے کر آیا اب جب پیا تو ذائقہ بھی وہ نہیں تو بادشاہ نے پوچھا کہ بھئی یہ کسی اور درخت سے لائے ہو اس نے کہا جی لایا تو اسی درخت سے ہوں بالکل اسی جیسے اس نے کہا کہ نہیں کوئی فرق ہے مجھے ذائقہ میں بھی فرق لگتا ہے اور پہلے ایک انار سے گلاس بھر گیا تھا اب تین اناروں سے بھرا اس نے کہا جی درخت کے اناروں میں فرق نہیں، لگتا ہے کوئی بادشاہ سلامت کی نیت میں فرق آ گیا ہے، اسکی بے برکتی ظاہر ہوئی ہے تو بادشاہ

نے گناہ سے توبہ کی کہ واقعی میری نیت میں یہ بات آ گئی تھی، کہ اس باغ کو میں اپنے لئے لے لوں میں اس نیت سے توبہ کرتا ہوں، تو اگر دیکھئے اتنی سی بدنیتی پر اتنے اثرات ہوتے ہیں تو جہاں اوپر نیچے بدنیتی ہی جما ہو جائیں پھر برکتیں کہا جائیں گی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے بارے میں بدنیت بن جائے برکتیں کہاں جائیں گی؟ گھر کے سارے کے سارے افراد اسی قماش کے ہوں بدنیت ہوں تو کیا بنے گا۔

شرم وحیا رخصت

☆……گناہوں کے اثرات میں سے ایک اثر یہ بھی ہے کہ انسان کے اندر سے شرم اور غیرت رخصت ہو جاتی ہے ایسے بندے کو شرم نہیں آتی چنانچہ کتنے لوگ ہیں بیٹیوں کو پاس بٹھا کر ڈرامے دیکھ رہے ہوتے ہیں، بیٹیوں کو پاس بیٹھا کر فلمیں دیکھ رہے ہوتے ہیں ایک لڑکے نے کہا جی امی ابو کے پاس بیٹھ کر ہم فلم دیکھتے تو ہیں لیکن جب کوئی ایسا سین آنے لگتا ہے امی کہتی ہیں آنکھ بند کرلو تو بس ہم آنکھ بند کر لیتے ہیں اور اس سے جب پوچھا کہ جھوٹ مت بولو صاف بتاؤ بند کرتے ہو؟ کہتا ہے امی کو دکھانے کے لئے بند کرتے ہیں دیکھ ہم بھی رہے ہوتے ہیں، اب جہاں بیٹی بھی ہے بیٹا بھی ہے اور ماں باپ ایسی فحش فلمیں دیکھ رہے ہوتے ہیں تو پھر شرم وحیا کا جنازہ نہیں نکلے گا تو کیا ہوگا، اسی لئے فرنگی ملکوں میں ایک فقرہ سننے میں آتا ہے ''شرم وحیا ایک بیماری ہے'' دین اسلام نے شرم وحیا کو خوبی کہہ دیا[الحیاء شعبة من الایمان]حیا ایمان کا شعبہ ہے لیکن کفر نے کیا کہا؟ شرم ایک بیماری ہے ان کے یہاں جس میں زیادہ شرم ہوتی ہے اتنا وہ بندہ زیادہ بیمار ہوتا ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ بے شرموں کی قوم ہے، یہ کس لئے یہ ان گناہوں کا وبال ہوتا ہے۔ اکبر الہ آبادی نے کہا کہ ؎

خدا کے فضل سے بیوی میاں دونوں مہذب ہیں
انہیں غیرت نہیں آتی انہیں غصہ نہیں آتا
خاوند کو غصہ نہیں آتا بیوی کو غیرت نہیں آتی۔

عظمت الٰہی کا دل سے نکلنا

☆......ایک اثر گناہوں کا یہ بھی کہ انسان کے دل سے اللہ رب العزت کی عظمت نکل جاتی ہے وہ جو ایک ہیبت ہوتی ہے عظمت ہوتی ہے دل کے اندر گناہ کے بار بار کرنے سے وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت دل سے نکل جاتی ہے اور یہ بہت بڑی محرومی ہے۔

مصیبتوں کے گھیرے میں

☆......اور ایک اثر گناہوں کا یہ بھی ہے کہ اس بندے کو پریشانیاں مصیبتیں اور بلائیں اپنے گھیرے میں لے لیتی ہیں وہ لنگوٹ باندھ باندھ کر نکلتا ہے اس پریشانی کو ختم کروں گا اُس پریشانی کو ختم کروں گا ایک ختم نہیں ہوتی دوسری اوپر سے، وہ ختم نہیں ہوتی تیسری اوپر سے کوئی تسبیح ٹوٹتی ہے کہ دانے گرتے ہی چلے جاتے ہیں، اسلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ﴿ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم﴾ ''تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے'' دیکھئے ایک ہوتی ہے امتحان بن کر آنی ایک ہوتی ہے سزا کے طور پر آنی جو امتحان بن کر آتی ہے اسمیں بندے کیلئے ذلت نہیں ہوتی، جو سزا کے طور پر بن کر آتی ہے اسمیں بندے کیلئے ذلت ہوتی ہے، تو جب بھی آپ دیکھیں کہ کسی پر مصیبت آئی ذلت کے ساتھ تو یہ گناہوں کا وبال ہوتا ہے۔

برے القاب کا مستحق

☆......ایک گناہوں کا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ انسان اللہ کے یہاں برے القاب

کا مستحق ہوجاتا ہے نیکی کرنے سے وہ اچھے القاب کا مستحق بنتا ہے مثلاً نیک بندے کو کہتے ہیں مؤمن، مطیع، منیب، ولی، عابد، عارف، صابر، صابر، شاکر، یہ سب کے سب اچھے اچھے نام نیک بندے کے لئے اور جو گناہوں میں پڑ جاتا ہے اس کے لئے برے القاب فاسق، فاجر، عاصی، مفسد خبیث، کاذب، خائن، متکبر، ظالم، یہ سب الفاظ جو قرآن میں استعمال ہوئے ہیں یہ گنہگاروں کے لئے استعمال ہوئے۔

شیطانوں کا تسلط

☆...... گناہوں کے اثرات میں سے ایک یہ ہے کہ گناہوں کی وجہ سے اس بندے پر شیاطین مسلط رہتے ہیں ہر وقت شیطانی شہوانی سوچیں دماغ میں بھری ہوئی ہیں شیطان چمٹے ہوئے ہوتے ہیں اسکے ساتھ ﴿ **استحوذ عليهم الشيطان فانساهم ذكر الله** ﴾ ایک جگہ فرمایا ﴿ **ومن يعش عن ذكر الرحمن نقيدله شيطانافهوله قرين** ﴾ جو رحمٰن کی آنکھ سے آنکھ چرائے ہم اس پر شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں اور شیطان اسکا ساتھی بن جاتا ہے" اب زندگی میں اگر شیطان ساتھی ہے تو پھر موت کے وقت کیا حال ہوگا؟ موت کے وقت تو شیطان پورے زور لگا دیتا ہے۔

سکون دل سے محرومی

☆...... ایک اثر گناہوں میں سے یہ ہے کہ اس بندے کے دل میں سکون نہیں ہوتا اطمنان نہیں ہوتا مال ہوتا ہے کاروبار ہوتا ہے، افسر ہوتا ہے سارا کچھ اسکے پاس ہوتا ہے مگر اسکے پاس دل کا سکون نہیں ہوتا دل کے سکون سے اللہ تعالیٰ اس بندے کو محروم کر دیتے ہیں۔

کبیرہ پر اصرار

☆...... اور ایک اثر گناہوں کا یہ بھی ہے کہ وہ بندہ اکثر اوقات کبیرہ کا بار بار

مرتکب ہونے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو جاتا ہے اسکے دل میں یہ ہوتا ہے کہ میں یہ کرتا ہوں اب میں نماز پڑھوں گا تو کیا بننا ہے بس اللہ معاف کردے گا بس جی اللہ معاف کردے گا توبہ بھی نہیں کرتا اور سمجھتا ہے کہ توبہ کئے بغیر اللہ تعالیٰ خود معاف کردیں گے اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے معاف کرنے کی اسی طرح جب تک ہم توبہ نہیں کریں گے توبہ ہماری ضرورت ہے اگر نہیں کریں گے تو پروردگار پھر سزا دیں گے۔

کلمہ سے محرومی

☆......اور ایک اثر یہ کہ گناہوں کا اصرار کرنے کی وجہ سے بار بار گناہ کرنے کی وجہ سے انسان کے لئے آخری لمحہ میں کلمہ پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے جتنے زیادہ گناہ کرے گا اتنا زبان زیادہ بوجھل ہو جائے گی، ایک ڈاکٹر ہیں پاکستان میں انہوں نے کتاب لکھی ہے موت کے لمحات کے بارے میں نیک آدمی ہے جماعت میں بھی انکا بہت وقت لگا، بڑے ہسپتال کے بڑے ڈاکٹروں میں سے ہیں انہوں نے تقریباً ایک سو بندوں کے آخری لمحات کے حالات کو قلم بند کیا ہے یہ خود انکا مشاہدہ ہے اللہ اکبر وہ کہتے ہیں کہ میں نے کتنے لوگوں کو کلمے کی تلقین کی چونکہ میں پاس ہوتا تھا پڑھ ہی نہیں سکتے تھے میں پوچھتا تھا کہ تم یہ کیوں نہیں پڑھ رہے کہتے ہیں چند ایک نے مجھے بتایا کہ ہماری زبان ایسی ہوگئی ہے جیسے فالج زدہ ہم بولنا چاہتے ہیں ہم بول نہیں سکتے لکھ کر دیا کہ آپ پڑھا رہے ہو ہم پڑھنا چاہتے ہیں زبان ایسی ہوگئی کہ اس پر ہمارا کنٹرول نہیں رہا اب ہم اپنی زبان سے کلمہ پڑھنے کے قابل نہیں تو ان سو واقعات میں سے انہوں نے کہا ہے کہ چند ایسے تھے جنہوں نے کلمہ پڑھا اور باقی سارے کے سارے بغیر کلمہ پڑھے دنیا سے چلے گئے ایک دیہاتی کو کہا کہ کلمہ پڑھو کہتا ہے میری بھینس کا چارہ ڈال دیا یا نہیں ڈالا، ایک کو کہا کلمہ پڑھو

کہتا ہے آلو پیاز آلو پیاز وہ منڈی میں کام کرتا تھا، اس طرح کے واقعات کہ میں کلمہ یاد دلاتا تھا اور وہ جو دنیا میں کرتے تھے وہی انکی زبان سے نکلتا تھا، تو گناہوں کا یہ کتنا بڑا وبال ہے کہ انسان آخری وقت میں کلمہ سے محروم کر دیا جاتا ہے، تو کبیرہ گناہوں پر اصرار کرتے رہنا بالآخر ایمان کے سلب ہونے کا ذریعہ بنجاتا ہے، مستحب کی حفاظت کریں گے، سنت کی حفاظت خود ہو جائے گی، سنت کی پابندی کریں گے واجب خو بخو دادا ہو جائیں گے واجب کی پاندی کریں گے فرض خود بخو دادا ہو جائیں گے، تو جو انسان کبیرہ کو بے دھڑک کر لیتا ہو تو پھر اسکے اثرات میں سے یہ ہے کہ موت کے وقت کے اسکے لئے کلمہ پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے، کتابوں میں لکھا ہے علماء نے کہ آخری وقت میں شیطان پورا زور لگا دیتا ہے۔

نکتہ کی بات

اب میرے دوستو ذرا ایک نکتہ سمجھنا، ہم اپنے بارے میں سوچیں کہ جب جیتے جاگتے ہوش وحواس میں شیطان ہمیں بہکا دیتا ہے تو موت کے وقت جب ہوش بھی پورے نہیں ہوں گے، پتہ نہیں پھر اس وقت ہمارا کیا حال ہوگا اسلئے حسنِ خاتمہ کا غم بہت بڑا غم ہے، ہر وقت اسکے لئے متفکر رہے کہ آخری وقت میں کلمہ نصیب ہو جائے ایسا نہ ہو کہ محروم کر دیئے جائیں امام احمد بن حنبلؒ اتنی عظیم شخصیت آخری وقت میں طلبہ نے تلقین کی پڑھنا شروع کیا لا الہ الا اللہ تو امام صاحب کہتے لا پھر فرمایا لا پھر کہا لا طلبہ حیران ہم کلمہ پڑھ رہیں اور امام صاحب کلمہ پڑھنے کی بجائے صرف لا کہہ رہے ہیں یہ کیا بلا اللہ کی شان کہ انکی طبیعت سنبھل گئی تو جب سنبھل گئی تو شاگردوں نے پوچھا حضرت یہ آپ فقط لا کا لفظ کیوں کہہ رہے تھے فرمانے لگے اس وقت شیطان میرے سامنے آیا اور کہنے لگا احمد بن حنبل تو ایمان بچا کر دنیا سے چلا گیا میں اس مردود کو کہہ

رہا تھا لا نہیں نہیں جب تک میرے جسم سے سانس نکل نہیں جاتی مردود میں اس وقت تک تیرے مکر سے امن میں نہیں اب وہ احمد بن حنبلؒ جن کے بارے میں حضرت شیخ الحدیثؒ نے لکھا ہے کہ ان کو سو مرتبہ خواب میں اللہ تعالی کا دیدار نصیب ہوا، جن کو اللہ تعالی کا دیدار ہوا جو محدث بھی ہیں فقیہ بھی ہیں اتنے بڑے عالم ہیں کہ انہوں نے قرآن مجید کی خاطر ایسی ایسی قربانیاں دیں کہ تاریخ میں ایسی قربانی کی مثال نہیں ملتی، اتنی استقامت والے اگر موت کے وقت شیطان ان پر بھی اتنا پرزور حملہ کرتا ہے، تو میرے دوستو ہم سوچیں کہ پھر آخری وقت میں ہمارا کیا حال ہوگا؟ یہ معمولی بات نہیں ہے، یہ بہت بڑی بات ہے، اللہ سے پناہ مانگنی چاہئے اللہ سے معافی مانگنی چاہئے،

نیکی کا اثر

جب نیکی کریں گے اللہ کی رحمت ہوگی چنانچہ جو آدمی پابندی کے ساتھ مسواک کرے حدیث پاک میں آتا ہے کہ پابندی سے مسواک کرنے کی وجہ سے برکت ہوتی ہے کہ ملک الموت آتے ہیں اور شیطان کو مار کر اس بندے سے دور بھگا دیتے ہیں اور بندے کو کلمہ یاد دلا دیتے ہیں تا کہ وہ اپنی روح قبض ہونے سے پہلے کلمہ پڑھ لے ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ جو آدمی اکثر زندگی میں باوضو رہنے کی کوشش کرے، فرماتے ہیں کہ ہمارا یہ تجربہ ہے اللہ رب العزت اس عمل کی برکت سے اسکو کلمہ پر موت عطا فرماتے دیتے ہیں۔

حضرت مولانا احمد علیؒ کا قول

مولانا احمد علی لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ بندہ کتنے ہی کام میں مشغول کیوں نہ ہو اگر اذان ہو جائے تو اللہ تعالی کی عظمت کی وجہ سے وہ اس کام کو چھوڑ دے اور اذان کا جواب دے پھر مسنون دعا پڑھے تو اللہ رب العزت کے نام کی عظمت کی وجہ سے حضرت یہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا یہ مشاہدہ ہے اللہ تعالی

ایسے بندے کوکلمہ پر موت عطا فرماتے ہیں تو بھائی کلمہ پر موت عطا ہو جانا [من کان آخر کلامه لااله الاالله دخل الجنة] جنت میں داخل ہوگیا تو ہم اللہ تعالی سے یہ دعا ہمیشہ مانگا کریں، تنہائیوں میں اللہ تعالی کے حضور دامن پھیلا کر، اے مالک! آخری وقت میں ہماری مدد فرما دینا شیطان کے مقابلہ میں، اور اللہ ہمیں ایمان پر موت عطا فرما دینا، تو گناہوں کا وبال کلمہ سے محرومی ہوتا ہے اور کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ اس وقت کبھی باپ کی شکل میں آتا ہے کبھی ماں کی شکل میں کبھی دوست کی شکل میں، جس سے زیادہ تعلق ہوتا ہے اسکی شکل میں آتا ہے اور آکر کہتا ہے کہ دیکھو بیٹا ہماری بات مانو ہم سے زیادہ تمہارا خیر خواہ کوئی نہیں تو شک میں ڈال دیتا ہے دین کے بارے میں اللہ تعالی کے بارے میں پھر بندہ ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔ تو اسلئے کبیرہ گناہوں سے سچی توبہ کرنا یہ انتہائی ضروری ہے وگرنہ اسکے دنیا کے اگر آپ نقصان دیکھیں تو انکو دیکھ کر ہی دل سے آواز نکلتی ہے کہ انسان کو چاہئے کہ سب گناہوں سے سچی توبہ کرلے، یہ دنیا کے عذاب ہیں ﴿ كذالک العذاب ولعذاب الآخرة اكبر ﴾ یہ تو دنیا کے مسئلے ہیں، جو بتائے گئے آگے کے مسئلے تو پھر اس سے بھی بڑے ہیں تو اللہ رب العزت ہمیں گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اللہ تعالی آخری وقت میں کلمہ پڑھ کر دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العلمين

﴿ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءً ا يُّجْزَبِهٖ ﴾

ازافادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب دامت برکاتہم
(نقشبندی مجددی)

درحالت اعتکاف مسجد نور لوساکا (زامبیا) بعد نماز عشا ۲۰۰۳ء

فہرست عناوین

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ

اقتبــــــاس

اللہ تعالیٰ کی زمین یہ ویڈیو کیمرہ ہے اسکی پیٹھ پر کیا ہو رہا ہے وہ محفوظ ہو رہا ہے، جس نے سجدے کئے وہ بھی محفوظ، جس نے گناہ کئے وہ بھی محفوظ اور قیامت کے دن پھر یہ اپنی خبریں نشر کرے گی، اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی رپورٹ پیش کرے گی، اسلئے جب نیک آدمی دنیا سے فوت ہوتا ہے تو زمین کے وہ ٹکڑے روتے ہیں جہاں وہ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتا تھا، آسمان بھی روتا ہے زمین بھی روتی ہے۔

﴿حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّابَعْد......!

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

﴿مَنْ یَّعْمَلْ سُوْءً ا یُّجْزَبِہٖ﴾

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

قانون جزاوسزا

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

انسان جیسا عمل کرتا ہے ویسا اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہوتا ہے، نیک عمل کرے گا تو اجر وثواب کا مستحق بنے گا، گناہ کرے گا تو سزا کا مستحق بنے گا، اس کو قانون جزاور سزا کہتے ہیں، یہ احکم الحاکمین کا بنا ہوا ایک نظام ہے اسی لئے انسان دنیا میں جو کرتا ہے اسکا ریکارڈ تیار ہو رہا ہے، دنیا والے ویڈیو فلم بناتے ہیں اللہ رب العزت کے فرشتے اسکے نامۂ اعمال میں اسکا پورا ریکارڈ لکھ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی زمین اس بندے کی ساری زندگی کے مناظر کو محفوظ کر رہی ہے، آج کل ویڈیو کیمرے بھی تو ایسے ہی ہیں چھوٹے سے ہوتے ہیں دور سے دیکھ کر منظر کو کیچ کر لیتے ہیں، تو یہ اللہ تعالیٰ کی زمین یہ ویڈیو کیمرہ ہے اسکی پیٹھ پر کیا ہو رہا ہے وہ محفوظ ہو رہا ہے، جس نے سجدے کئے وہ بھی محفوظ، جس نے گناہ کئے وہ بھی محفوظ اور قیامت کے دن پھر یہ اپنی خبریں نشر کرے گی، اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی رپورٹ پیش کرے گی، اسلئے

جب نیک آدمی دنیا سے فوت ہوتا ہے تو زمین کے وہ ٹکڑے روتے ہیں جہاں وہ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتا تھا، آسمان بھی روتا ہے زمین بھی روتی ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی نبی علیہ السلام انکے جنازے کے پیچھے پنجوں کے بل چل رہے تھے صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے محبوب ہم نے تو کبھی ایسے چلتے ہوئے نہیں دیکھا؟ فرمایا اتنے فرشتہ سعد کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے اترے کہ مجھے پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں مل رہی تھی پھر انکو دفن کرنے کے بعد نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ سعد کی موت پر اللہ تعالیٰ کا عرش بھی تین دن تک روتا رہا ،تو نیک لوگوں کی جدائی پر آسمان اور زمین روتے ہیں اور برا بندہ اسکے لئے زمین کہتی ہے جتنے لوگ میری پیٹھ پر چلتے تھے سب سے زیادہ عداوت مجھے تجھ سے تھی آج تو میرے قابو میں آیا ہے، دیکھ میں تیرا کیا حشر کرتی ہوں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نافرمان جنوں اور انسانوں کو زمین کا بوجھ کہا ﴿سنفرغ لکم ایھا الثقلان﴾ ''او میری زمین کے بوجھو، ہم اپنے آپ کو تمہارے لئے عنقریب فارغ کر رہے ہیں'' یہ ایسا ہی ہے جیسے ماں دھمکاتی ہے بچے کو کہ میں ابھی آتی ہوں اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ آ نہیں سکتی تنبیہ مقصود ہے، تو ہم اپنے آپ کو فارغ کرتے ہیں ،تمہارے لئے یہ تنبیہ مقصود ہے کہ تم کب تک من مانی کرو گے، بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی، ہم تو گھڑے کی مچھلی سے بھی گئے گذرے ہیں گھڑے کی مچھلی کو پکڑنے میں بھی کچھ وقت لگتا ہوگا ،ہمیں تو پکڑنے میں اتنا بھی وقت نہیں لگتا، اسلئے فرمایا ﴿یامعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لاتنفذون الا بسلطان﴾ اے انسان اور جنات کی جماعت! اگر تم زمین و آسمان کے کروں سے باہر نکل سکتے ہو تو ذرا نکل کر دکھاؤ، نکلو گے کسی دلیل سے نکلو گے'' تم کہاں جا سکتے ہو،

اسلئے اچھا انسان وہی ہے جو اللہ رب العزت کی نافرمانی سے بچے نافرمانیوں کا کچھ اثر تو اسی دنیا میں ظاہر ہوتا ہے، وہ ہم نے مستقل دودنوں میں سنا کہ گناہوں کی وجہ سے انسان کی زندگی میں کیا کیا مصیبتیں اور پریشانیاں آتی ہیں، آج یہ دیکھیں گے کہ ان گناہوں کا آخرت میں معاملہ کیا ہوگا؟۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی

ایک موٹا سا اصول یہ ہے کہ جیسا گناہ ہوگا ویسی اسکی سزا ہوگی، جیسی عبادت ویسا اسکا انعام، اسکی دلیل سنئے قرآن مجید سے کہ جو لوگ راتوں کو جاگتے ہیں تہجد پڑھتے ہیں، شب زندہ دار ہوتے ہیں رات کے آخری پہر میں رب کے سامنے مناجات کرتے ہیں، وہ اپنی نیند قربان کرتے ہیں انکی آنکھیں نیند کو ترستی ہیں، کام کاج کی وجہ سے تھکے ہوتے ہیں، نیند غالب ہوتی ہے اپنے آپ پر جبر کرکے زبردستی اپنے آپ کو اس وقت جگاتے ہیں اور اللہ تعالی کے حضور نماز پڑھتے ہیں انکے لئے اللہ تعالی نے جنت میں بہت انعام تیار کر رکھا ہے لیکن جہاں انعام تیار کرنے کا تذکرہ وہاں یہ نہیں کہا کہ ان لوگوں کے دلوں کے سکون کے لئے ہم نے کیا بنا رکھا ہے انکی لذت کے لئے ہم نے کیا بنا رکھا ہے بلکہ یوں فرمایا ﴿فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعين﴾ کوئی یہ نہیں جانتا انکی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے ہم نے کیا تیار کر رکھا ہے تو آنکھوں کا تذکرہ کیا اسلئے کہ قربانی آنکھوں کی ہوتی ہے نیند بھری ہوتی ہے، تکنا مشکل ہوتا ہے اپنے آپ کو جگاتے ہیں ورنہ تو کہہ سکتے تھے کہ دل کے سکون کے لئے وہاں بہت کچھ ہے بدن کی لذت کے لئے بھی وہاں بہت کچھ ہے، اللہ رب العزت کچھ بھی فرما سکتے تھے مگر نہیں جیسی عبادت ویسا اجر چونکہ عبادت کرنے میں آنکھیں جاگیں، اسلئے اللہ تعالی نے وہ نعمتیں تیار فرمائیں کہ جن کے بارے میں فرمایا کہ انکو دیکھ کر انکی آنکھیں ٹھنڈی ہوجائیں گیں تو جیسا عمل

ویسا اجر، جیسا گناہ ویسی سزا، یہ اللہ تعالیٰ کا ایک بنایا ہوا نظام ہے۔

دنیا آخرت کی کھیتی

ایک تو یہ دنیا ہے نا ایک قبر کی زندگی جسکو عالم برزخ کہتے ہیں اور ایک حشر کا دن جسکو عالم آخرت کہتے ہیں اب دیکھئے کہ یہ جو ٹیپ رکارڈر ہوتا ہے اسمیں ایک تو آواز ا ہوتی ہے، دوسرا ہوتا ہے آواز کا ٹیپ رکارڈر کے اندر محفوظ ہو جانا اور تیسرا ہوتا ہے کہ ٹیپ کو چالو کر کے آواز کا دوبارہ سننا، یہی مثال تینوں جہان کی بھی ہے، اس زندگی کی مثال آواز کے مانند ہے، برزخ کی مثال آواز کے ٹیپ محفوظ ہو جانے کی ہے، اور آخرت کی مثال اسکے سنائے جانے کی ہے، اللہ تعالیٰ اسی کو ریپلے کر دے گا، آج نہیں دیکھتے کہ جو کھلاڑی کھیل کھیلتا ہے کیسی شارٹ لگائی اسکو ریپلے کر کے دکھاتے ہیں اسپیڈ بھی کنٹرول کرتے ہیں ذرا آہستہ ریپلے کر کے دکھاتے ہیں ایکشن کا پتہ چلتا ہے تو اللہ رب العزت بھی قیامت کے دن اسکو ریپلے کر کے دکھائیں گے یہ جو کہا جائے گا نا ﴿اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا﴾ پڑھ اپنا نامۂ اعمال اس کا مطلب یہی ہے تو ذرا آ کر دیکھ، جیسے کسی بندے نے چوری کی ہو تو پھر اس بندے کو ویڈیو کیمرے پر دکھاتے ہیں کہ دیکھ، پھر کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں ہوتی وہ تسلیم کر لیتا ہے، اسی طرح انسان کے سامنے اسکی زندگی کو ریپلے کر دیا جائے گا، کسی ثبوت کی ضرورت ہی نہیں ہوگی ﴿یومئذ لا یسئل عن ذنبہ انس ولا جان﴾ دیکھا قرآن کیسی سچی سچی گواہیاں دے رہا ہے" وہ ایسا دن ہوگا کسی انسان اور جنات سے اسکے گناہ کے بارے میں پوچھا ہی نہیں جائے گا" کیوں؟ ﴿یعرف المجرمون بسیماھم﴾ وہ اپنے چہروں سے ہی پہچان لئے جائیں گے ﴿ فیؤخذ بالنواصیَ والاقدام﴾ بالوں سے پکڑیں گے اور پاؤں میں انکے بیڑیاں ڈال دی جائیں گی، اسلئے فرمایا

[الدنیامزرعۃالآخرۃ] دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو بوئیں گے وہی کاٹیں گے

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

جوگندم بوتا ہے وہ گندم کاٹتا ہے جو جو بوتا ہے وہ جو کاٹتا ہے آج جو بوئیں گے کل وہی کاٹیں گے، کبھی نہیں ہوتا کہ کیکر بوئیں اور سیب لگ جائیں ہم اگر گناہ کے آج پودے بوئیں گے تو قیامت کے دن کل نیکیوں کے پھل نہیں کاٹ سکتے اسلئے فرمایا﴿فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ﴾ جس نے ذرہ کے برابر بھی خیر کا عمل کیا ہوگا وہ بھی اسکو وہاں پائے گا اور جس نے ذرہ کے برابر بھی شر کا عمل کیا ہوگا وہ بھی اسکو پائے گا اور یہ بات سمجھ میں آتی ہے، دیکھیں آپ کو ایک مثال سے سمجھائیں، سائنس نے اس وقت ایسے اسٹار (ستارے) ڈھونڈ لئے ہیں جو زمین سے تین سو سال نوری سال کے فاصلہ پر ہیں ''نوری سال'' ایک پیمانہ ہے جیسے میٹر، میل، کلومیٹر، روشنی ایک سال کے اندر جتنا فاصلہ طے کرتی ہے اسکو ''نوری سال'' کہتے ہیں اب جب ایک سیکنڈ کے اندر لاکھوں میل کر جاتی ہے تو پھر ایک سال میں کتنا کرتی ہوگی تو ایسے ستارے ڈھونڈ لئے ہیں سائنس دانوں نے جو زمین سے تین سو سال کے فاصلہ پر ہیں مگر فرق کیا ہے فرق یہ ہے کہ اس ستارے سے جو روشنی چلی تھی اسکو زمین پر آنے میں تین سو سال لگ گئے، تین سو سال پہلے چلی تھی، آج زمین پر آئی اور آج ہی وہ نظر آنے لگے کیا مطلب؟ کہ آج اگر یہ محفل یہاں موجود ہے تو یہ لائٹ رفلیکٹ ہوکر اگر اوپر جائے تو اُس ستارے پر اسے پہنچنے میں تین سو سال لگیں گے یعنی اگر وہاں کوئی بندہ بیٹھا دیکھ رہا ہو تو تین سو سال کے بعد وہ دیکھے گا کہ مسجدِ نور کے اندر یہ محفل سجی ہوئی ہے، اب اسکا یہ مطلب ہوا کہ آج اگر کوئی بندہ وہاں پر بیٹھا ہو، تو آج سے تین سو سال پہلے زمین پر جو کچھ ہوا وہ اسکو آج نظر آ رہا ہوگا، تو اگر یہ تین سو سال بعد نظر آ سکتا ہے تو اسی کلوز سرکٹ کو اللہ ایسا کردیں

گے کہ قیامت کے دن سب کی لائف (زندگی) انکے سامنے ہوگی تو اپنی زندگی کا ریپلے خود دیکھیں گے کہ نہیں دیکھیں گے، اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھیں گے کہہ نہیں سکیں گے کہ یہ جھوٹ ہے۔

عالم رؤیا میں عالم بالا کی سیر

نبی ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ فجر کی نماز کے بعد تشریف رکھتے تو صحابہ کرام سے پوچھتے کہ بھئی کسی نے خواب دیکھا تو نبی ﷺ کبھی خود بھی خواب دیکھتے تو آپ بتایا کرتے تھے انبیاء کرام کے خواب بھی سچے ہوتے ہیں ایک مرتبہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا ایک شخص لیٹا ہوا ہے اور دوسرا شخص اسکا سر پتھر سے کچل رہا ہے پھر ایک اور شخص کو دیکھا کہ وہ بھی سیدھا لیٹا ہوا ہے اور دوسرا شخص ایک زنبور سے چاقو سے اسکے چہرے کے ایک طرف سے چیرتا ہے اور ابھی وہ ٹھیک نہیں ہوتا کہ پھر دوسری طرف سے چیرتا ہے، پھر میں نے ایک آگ کا ایک تنور دیکھا اس میں بہت سارے مرد اور عورت جل رہے تھے مگر سب کے سب ننگے تھے، اس سے آگے میں نے ایک خون کی نہر دیکھی اس میں ایک آدمی ڈبکیاں کھا رہا ہے تیر رہا ہے کنارے پر آنا چاہتا ہے جب وہ قریب آتا ہے تو ایک آدمی پتھر اسکے سر پہ دے مارتا ہے سر پر پتھر لگتے ہی وہ پیچھے چلا جاتا ہے اور پھر ڈبکیاں کھاتا ہوا پھر آنے لگتا ہے پھر یہ پتھر مارتا ہے، آگے ایک جگہ بہت زیادہ آگ دیکھی میں نے دیکھا ایک شخص ہے جسکی شکل بہت ڈراؤنی ہے دیکھ کر بندے کو ڈر لگے ایسی ڈراؤنی شکل کبھی دیکھی نہیں، وہ آگ جلا رہا ہے اور آگ کے گرد گھوم رہا ہے، اسکے چہرے پر کوئی ہمدردی کا نشان نہیں اجنبیت ہے، جب اس سے آگے گئے تو میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا باغ ہے اسمیں ایک لمبے قد کا آدمی ہے جس کے گرد بہت سارے بچے بیٹھے ہوئے ہیں، پھر آگے جا کر دیکھا بہت اونچے اور خوبصورت درخت کو دیکھا تو جو دو شخص مجھے دکھا رہے تھے وہ کہنے لگے اس

درخت پر چڑھ جایئے، میں جو درخت پر چڑھا تو چڑھتے چڑھتے اور پر جا کر میں نے ایک شہر آباد دیکھا ایسا شہر کہ جس کے مکان کی دیواریں سونے اور چاندی کی انیٹوں سے بنی ہوئی تھیں، شہر کے دروازے پر پہنچے تو اسے کھولا گیا اندر چند آدمی ملے ایک کا بدن آدھا خوبصورت ہے اور آدھا جلا ہوا ہے، تو جو لیجا رہے تھے انہوں نے اسکو کہا کہ میاں تم غسل کرلو انہوں نے غسل کیا تو انکا جلا ہوا حصہ بھی ٹھیک ہو گیا اوپر دیکھا تو سفید بادل کی طرح ایک محل نظر نہیں آیا میں نے پوچھا یہ کیا ہے ،انہوں نے کہا ''جنت عدن ہے'' اور وہ دیکھو کہ وہ تمہارا گھر ہے، میں نے اپنا گھر دیکھنا چاہا تو انہوں نے کہا کہ ابھی وقت نہیں آیا، آپ اس میں کچھ عرصہ کے بعد جائیں گے فرماتے ہیں میں نے ان سے پوچھا بھئی یہ سارے منظر میں نے کیا دیکھے؟ تو انہوں نے کہا کہ:

☆ جس بندے کو آپ نے سب سے پہلے دیکھا کہ لیٹا ہوا ہے اور اسکا سر پتھر سے کچلا جا رہا ہے یہ وہ بندہ تھا کہ جو صبح کو سویا رہتا تھا اور نماز کو قضا کر دیتا تھا اسلئے اسکے سر کو کچلا جاتا ہے۔

☆ دوسرے جس شخص کو آپنے دیکھا کہ اسکے رخسار کو چیرا جا رہا ہے یہ جھوٹ بولنے والا انسان تھا اور ایک فرشتہ اسکے منہ کو چیرتا تھا اسلئے کہ یہ جھوٹ بولتا تھا

☆ تیسرے جس بندے کو دیکھا کہ وہ خون کی نہر میں ہے یہ سود کھانے والا بندہ تھا جوڈبکیاں لے رہا ہے اور دوسرا بندہ اسکے سر پہ پتھر مار رہا تھا اسکو سزا دینے کے لئے

☆ پھر آگے آپ نے جس کو دیکھا کہ وہ آگ جلا رہا ہے تو وہ جہنم کا داروغہ ''مالک'' تھا جو فرشتہ ہے اور جب سے وہ پیدا ہوا اور جہنم پر اسکی ڈیوٹی لگی ہے وہ کبھی ہنسا نہیں ہے، اسلئے آپ نے اسکے چہرے کے اوپر بہت ہیبت دیکھی۔

☆ آگے جو آپ نے باغ دیکھا تو وہ جنت تھی۔

☆ لمبے قد کے آدمی کو دیکھا وہ ابرہیم خلیل اللہ علیہ السلام تھے۔

☆ بچوں کو جو دیکھا تو وہ ایمان والوں کی چھوٹی چھوٹی اولاد جو بچپن میں فوت

ہو گئے انکے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔

☆ یہ جوشہر آپ نے دیکھا یہ جنت عدن تھا۔

☆ اور محل جو دیکھا یہ آپ کا ہے مگر آپ اس میں کچھ عرصہ کے بعد داغل ہوں گے، تو میں نے پوچھا وہ جو خوبصورت بدن والے اور آدھے جلے ہوئے وہ کون تھے تو بتایا گیا کہ یہ آپکی امت کے گنہگار بندے ہوں گے یہ پل صراط سے گزریں گے تو انکے جسم کے کچھ حصہ کو جہنم کی آگ جلائے گی تو یہ نہرِ حیات ہے جب یہ اس میں غسل لیں گے، تو اللہ تعالیٰ ان کے جسموں کو پھر سلامت فرمادیں گے نبی علیہ السلام نے گو اس زندگی کے نمونہ کو خواب میں بھی دیکھا معراج میں بھی دیکھا۔

گناہ اور سزا میں مناسبت

زکوٰۃ نہ دینے والا

چنانچہ نبی علیہ السلام نے معراج میں دیکھا کہ ایک آدمی ہوگا سونے اور چاندی کی بنی ہوئی گرزیں ہونگی اور فرشتے انکو جہنم کی آگ کے اندر گرم کریں گے اور انکی پیشانیوں پر انکے پہلوؤں پر اور انکی پیٹھ کے اوپر داغ لگا رہے ہوں گے، یہ کون لوگ ہوں گے؟ یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں زکوٰۃ نہیں دیا کرتے تھے، سزا میں اور گناہ میں ایک مناسبت اللہ نے رکھی ہوئی ہے چنانچہ پیشانی سے شروع کریں گے کہ زکوٰۃ ادا کرنے میں اسکی پیشانی پر شکن آتی تھی۔

عہد توڑنے والا

پھر آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بندے کو دیکھا جو کھڑا تھا دوسرا ایک بندہ آیا اس نے اسکو رکوع میں جھکایا اور اسکی گردن کے

اندر ایک گرز گاڑ دیا جس کے اوپر جھنڈا بنا ہوا تھا فرماتے ہیں میں نے اسے دیکھا بڑی تکلیف کی حالت میں تھا، پوچھا کون تھا؟ تو بتایا گیا یہ عہد توڑنے والا وعدہ خلاف، زبان سے پھر جانے والا شخص تھا، کئی لوگ کاروبار میں زبان دے کر پھر جاتے ہیں تو اسکی پیٹھ کے اندر گرز اسلئے گاڑا کہ پھر جانے والا اصل میں دوسرے کی پیٹھ میں چھرا گھونپتا ہے دوسرے کو دھوکا دیتا ہے اسلئے اس کو سزا اویسی دی جارہی ہے۔

چور کی سزا

ایک آدمی کو دیکھا کہ کچھ سونا چاندی کی قسم کی چیز تھی وہ جہنم کی آگ میں گرم ہوئیں اور اچھلی اور اس بندے کے ساتھ آکر چپک گئیں جیسے بدن پر کوئی چیز آکر لگ جاتی ہے، پوچھا یہ کیا تھا؟ جواب دیا یہ چور تھا جو مال چراتا تھا اس مال کو جہنم میں گرم کر کے اسکے جسم کے ساتھ لگا دیا۔

چنانچہ غیبت کرنے والے بندے کی مثال جیسے کوئی مردار ہے اور اس مردار کا یہ آدمی گوشت کھا رہا ہے۔

ناانصافی کرنے والا

قیامت کے دن ایک آدمی فالج زدہ حالت میں اٹھایا جائے گا ایک طرف کے ہاتھ اور پاؤں ناکارہ ہوں گے، وہ توازن برقرار نہیں رکھ سکے گا، کھڑا ہوگا گر جائے گا، پھر کھڑا ہوگا پھر گر جائے گا، پوچھا گیا کہ یہ کون؟ بتایا جائے گا کہ جو دنیا میں انصاف نہ کرنے والا تھا اس حالت میں اس کو کھڑا کیا گیا بچوں میں انصاف نہ کرنا، لوگوں میں انصاف نہ کرنا، دو بیویاں ہیں دونوں میں انصاف نہ کرنا، ناانصافی کرنے والا بندہ وہ قیامت کے دن اس حالت میں ہوگا۔

متکبر بندہ

جو بندہ دنیا کے اندر متکبر بنتا ہوگا اونچے بول بولتا ہوگا اسکو اللہ تعالی قیامت کے دن چیونٹی جیسی جسامت عطا کریں گے کیوں؟ تاکہ یہ چلے اور دوسرے لوگ اپنے پاؤں کے نیچے اسکو مسل مسل کر جائیں اللہ تعالی اسکو لوگوں کے پاؤں میں پامال کریں گے اسکے غرور اور تکبر کو توڑنے کے لئے اللہ تعالی دکھائیں گے دیکھ ہم تیرا دماغ کیسے سیدھا کرتے ہیں، کبھی دنیا میں تکبر کرنے والے کے سر پر جوتے لگواتے ہیں واہ میرے مولیٰ تیرے لشکر بھی بڑے عجیب ہیں نمرود کی ناک میں ایک لنگڑا مچھر اندر چلا گیا تھا اب نمرود صاحب کو جو ملنے آتا تھا وہ سلوٹ مارنے کی بجائے جوتا سر میں مارتا تھا یوں اللہ تعالی بندے کے تکبر کو توڑ دیتے ہیں۔

عیب گو و عیب جو

ایک آدمی ہوگا جس کو جہنم کے اندر آگ کے بنے ہوئے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا جائے گا یہ کون ہوگا؟ یہ وہ بندہ ہوگا جو دنیا میں دوسروں کے عیب ڈھونڈتا تھا اور لوگوں کو عیب بتایا کرتا تھا یہ دو الگ الگ گناہ ہیں ایک کو کہتے ہیں عیب جو اور دوسرے کو کہتے ہیں عیب جو، عیب کو تلاش کرنے والا، جس نے خردبین فٹ کی ہوئی ہوتی ہے ڈھونڈ رہا ہوتا ہے اس میں کیا؟ اس میں کیا اور کچھ ایسے ہوتے ہیں بس انکے کان میں کچھ پڑ جائے وہ اسکو لوگوں تک پھیلا دیتے ہیں کسی کی عزت کا ذرا خیال نہیں رکھتے، تو یہ دو الگ الگ گناہ اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جن میں دونوں گناہ ہوتے ہیں عیب جو بھی ہوتے ہیں عیب گو بھی ہوتے ہیں، اب چونکہ یہ لوگوں کے دل دکھاتے ہیں انکی رسوائی کر کے اسلئے ان کو سزا بھی ویسی دی جا رہی ہے، پہلے تو انکو آگ کے ستون کے ساتھ باندھ دیں گے ﴿ **نار اللّٰہ الموقدة التی تطلع علی الافئدہ** ﴾ پھر اللہ کی جلائی ہوئی آگ جو انکے دل کو نشانہ بنائی گی جیسا کہ آج کل

لیزر گائڈیڈ راکٹ ہوتے ہیں ان میں پروگرام بھرا ہوا ہے اڑتے ہیں سیدھے نشانے پر جاتے ہیں یہ خدائی راکٹ ہے، ایک ایک شعلہ اٹھیگا اور سیدھا اس بندے کے دل کو نشانہ بنائے گا کیوں؟ اسلئے کہ اس کا ہر بول دوسروں کے دل جلاتا تھا، آج ہر اٹھنے والا شعلہ اسکے دل کو تکلیف پہنچائے گا جیسا گناہ ویسا سزا میں ربط ہے۔

شہوت پرست کی سزا

جس بندے کے دماغ میں ہر وقت ہی گندی سوچیں شیطانی شہوانی ہر وقت دماغ میں رہتی ہوں گی جہنم میں جب اسکو ڈالیں گے تو اسکے سر پر گرم پانی ڈالیں گے ﴿یصب من فوق رئووسھم ا لحمیم﴾ "اسکے سر پر کھولتا ہوا پانی ڈالیں گے" تیرے دماغ میں بھس بھرا تھا، تیری کھوپڑی کو اب سیدھا کرتے ہیں، تو جیسا گناہ ویسی ہی اسکی سزا اب اس سے آپ خود سمجھ لیجئے کہ ہم دنیا میں جو گناہ کریں گے کچھ سزا تو اسی دنیا میں ملے گی اور بقیہ سزا پھر آخرت میں ملے گی جیسا گناہ ہوگا ویسی سزا ہوگی۔

زنا کی سزا

ایک گناہ کی ذرا تفصیل آپ کے سامنے کھولتے ہیں اس عاجز کو کتاب لکھنے کی ضرورت پیش آئی "حیا اور پاکدامنی" اس کے ایک باب میں، ہمیں زنا کی سزا احادیث کی روشنی میں کیا ہوگی اسکو ڈھونڈنا پڑا ہم نے بلاشبہ سینکڑوں احادیث ڈھونڈلیں تو قدرتا ہم نے اسکی ایک ترتیب بنائی کہ اسکی سزا دنیا میں کیا ہے آخرت میں کیا ہے؟ چونکہ نوجوانوں کا مجمع ہے اور یہ گناہ ویسے بھی عام ہیں اسلئے یہ مثال آج کی اس محفل کے لئے زیادہ موضوع ہے، تو یہ آئیگی تو اس کتاب میں مگر آپ سے موقع کی مناسبت سے ذرا اسکی تفصیل کردینی زیادہ ضروری ہے تاکہ بات کھل جائے کہ جیسا گناہ ویسی سزا اللہ تعالی فرماتے ہیں

﴿بئس ماقدمت لهم انفسهم ان سخط الله عليهم وفي العذاب هم خالدون﴾ ''ان پر اللہ کا غصہ ہوگا ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے'' اب ظاہر دیکھنے میں عجیب سی بات لگتی ہے کہ بھئی زنا کیا یہ تو محدود وقت کا گناہ ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کی سزا؟ اس میں کیا مناسبت ہے؟ جی اسمیں مناسبت ہے، پہلی بات تو یہ کہ

دنیا میں اسکے تین نقصان ہوتے ہیں

(۱)......ایک نقصان یہ کہ چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے چنانچہ زانی انسان کے چہرے کے اوپر نور نہیں رہتا وحشت سی رہتی ہے۔

(۲)......دوسری بات انسان کے رزق میں تنگی آجاتی ہے رزق حلال میں حرام کی بات نہیں حرام تو جہنم میں جانے کا سبب ہے رزق حلال میں تنگی آجاتی ہے۔

(۳)......اور تیسرا اس سے بندے کی افیکٹیو عمر گھٹ جاتی ہے، جوانی میں بوڑھا ہو جاتا ہے، جیسے بعض نوجوان ابھی تیس سال عمر نہیں ہوتی کہتے ہیں جی کمر میں درد رہتا ہے، تیس سال کی عمر بوڑھوں کی طرح پھر رہے ہوتے ہیں

آخرت کے نقصان:

(۱)......کہ اس بندے کا حساب سخت لیا جائے گا۔

(۲)......اللہ تعالی اس سے ناراض ہونگے۔

(۳)......اور وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا، اب اس ہمیشہ ہمیش سے مراد یہ کہ اتنا لمبا رہے گا کہ یوں محسوس ہوگا ہمیشہ ہمیش یہاں رہنا ہے، اتنا لمبا عرصہ عذاب ہوگا، اب اس کی سزا جو احادیث میں بتائی گئی ذرا وہ سن لیجئے جیسا گناہ ویسی سزا سب سے پہلی بات کہ یہ آدمی دنیا میں غیر محرم کے لئے اپنا چہرا سجاتا تھا عورت ہے تو وہ مرد کے لئے سجاتی ہے، مرد ہو تو وہ عورت کے لئے سجاتا ہے کیوں کہ یہ ایک دوسرے کے لئے چہرے کو سجاتے تھے لہذا قیامت کے دن انکو کچھ

علامتی سزائیں ملیں گی:

☆ پہلی سزا یہ ملے گی کہ یہ اللہ کے سامنے سیاہ چہروں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے، ﴿وهم فيها كالحون﴾ جہنم میں بھی چہرے کالے قیامت کے دن بھی کالے تو سب سے پہلا گناہ جس دن ﴿يوم تبيض وجوه وتسود وجوه﴾ ''جس دن کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے تو یہ جہنمی اس دن سیاہ چہرے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو جائیں گے۔

☆ دوسری نشانی کہ یہ غیر محرم کے چہرے کو محبت کی نظر سے دیکھتے تھے ہوس کی نظر سے دیکھتے تھے نتیجہ کیا نکلے گا؟ کہ قیامت کے دن ایک تو چہرے سیاہ ہونگے اور دوسرا چہرے کے گوشت کو نوچ لیا جائے گا۔

☆ تیسرا یہ کہ دنیا میں غیر محرم کے چہرے کو دیکھ کر چہرے کھل جاتے تھے تعلق جوایسا تھا اسکی سزا کیا ملے گی؟ کہ قیامت کے دن ان کے چہروں کو خاص طور پر جہنم کی آگ کے اندر جلایا جائے گا، حدیث پاک میں یہ مستقل بات لکھی ہے کہ جہنمی تو ویسے ہی آگ میں جلے گا مگر آگ اس بندے کے چہرے کو خصوصا جلائے گی اور اسکو مشتعل کر دے گی۔

☆ دنیا میں غیر محرم کے ساتھ دل لگی کی باتیں کرتا تھا اسکی سزا کیا ہوگی ؟ کہ یہ قیامت کے دن روتا ہوا اٹھے گا۔

☆ دنیا میں غیر محرم سے مذاق کیا کرتا تھا سزا کیا ہوگی؟ قیامت کے دن سر پیٹتا ہوا اٹھے گا دو علیحدہ علیحدہ سزائیں اسلئے کہ یہ باتیں بھی کرتا تھا مذاق بھی کرتا تھا دل لگی کی باتیں تھیں اس ہنسنے کے بدلے آج اسکو رونا پڑا۔

☆ چنانچہ غیر محرم سے ملاقات کر کے یا دیکھ کر اس کو خوشی ہوتی تھی نتیجہ کیا ہوگا کہ یہ قیامت کے دن غم زدہ حالت میں کھڑا کیا جائے گا، ادھر خوشی تھی دنیا میں ادھر خوشی کے بدلے اس کو غم دیدیا جائے گا۔

☆ دنیا میں غیر محرم کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے تھے، لہذا قیامت میں اسکے ہاتھوں میں آگ کی ہتھکڑیاں پہنادی جائیں گی۔

☆ دنیا میں غیر محرم کی ملاقات کے لئے چل کر گیا تھا، قیامت کے دن آگ کی بیڑیاں ڈل دی جائیں گی۔

☆ غیر محرم کو آنکھوں سے شہوت کے ساتھ دیکھتا تھا نتیجہ کیا ہوگا؟ قیامت کے دن پگھلا ہوا سیسہ اسکی آنکھوں میں ڈالا جائے گا، پگھلے ہوئے سیسہ کا سرمہ اسکی آنکھوں میں ڈالا جائے گا تو دنیا میں بھی سرمہ ڈالتی تھی غیر محرم کے لئے آج بھی تیری آنکھوں میں سرمہ ڈالتے ہیں مگر وہ پگھلا ہوا سیسہ ہوگا۔

☆ غیر محرم کی طرف سب سے پہلے چہرے کو دیکھتا ہے بندہ قریب ہوتا ہے، تو چونکہ اس عمل کی ابتدا چہرے کو دیکھنے سے ہوتی ہے لہذا قیامت کے دن چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈالا جائے گا، دنیا میں غیر محرم کی گردن میں ہاتھ ڈالے لہذا قیامت کے دن اسکی گردن میں زنجیر آگ کی بنی ہوئی ڈالدی جائے گی، اب دیکھئے پاؤں میں بیڑیاں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں، گلے میں آگ کی زنجیر ہوگی۔

☆ غیر محرم کے سامنے اپنے پوشیدہ اعضاء کو کھولا تھا نتیجہ کیا ہوگا قیامت کے دن اسکو تارکول کا گرم لباس پہنادیا جائیگا تارکول جس سے سڑکیں بنتی ہیں یہ گرم ہو اور لگ جائے کہیں پر تو اس جگہ کو جلا کے رکھ دیتا ہے۔

☆ چنانچہ دنیا میں غیر محرم سے اس نے اپنی جنسی پیاس بجھائی اسکی سزا کیا ہوگی؟ کہ یہ قیامت کے دن پیاسی حالت میں اٹھایا جائے گا پیاس لگی ہوئی ہوگی اسکو، جنسی پیاس بجھاتا تھا آج پیاسا کھڑا کیا جائے گا۔

☆ دنیا میں غیر محرم کی وجہ سے اسکے پوشیدہ اعضاء میں جنسی طوفان اٹھتے تھے شہوت ابھرتی تھی قیامت کے دن اللہ رب العزت انکی شرمگاہوں کو جہنم کی آگ میں دھکائیں گے۔

☆ دنیا کے اندر زنا کے ذریعہ اسنے اپنے جسم کے اندر سے جو شہوت والا مادہ ہے اسکو نکالا تھا اسکی سزا کیا ملے گی کہ ان کی شرم گاہوں سے جہنم میں اتنی بدبودار ہوا نکلے گی کہ دوسرے جہنمی بھی تنگ آکر ان پر لعنتیں کریں گے۔

☆ دنیا میں غیر محرم کے بالوں میں انگلیاں پھیری تھیں قیامت کے دن بالوں کے ذریعہ پکڑ کے انکو جہنم میں لٹکا دیا جائے گا۔

☆ چنانچہ بعض روایات میں ہے کہ غیر محرم نے پستان پر ہاتھ لگائے ایسی فاحشہ عورت کو جہنم میں پستانوں کے بل لٹکایا جائے گا یہ حدیث پاک میں ہے غیر محرم کو کیوں اختیار دیا اس جگہ پر۔

☆ چنانچہ دنیا میں غیر محرم کے جسم کی مہک سونگھی تھی نتیجہ کیا ہوگا کہ جہنمی آدمی کے جسم سے بدبو آرہی ہوگی۔

☆ غیر محرم کے ساتھ بے لباس ایک جگہ پر اکٹھے جمع ہوئے تھے سزا ملے گی جہنم میں آگ کے تنور میں ننگے مرد اور ننگی عورتوں کو اکٹھا کر دیا جائے گا۔

☆ غیر محرم کے ساتھ بند جگہوں پر ملاقات ہوتی تھی، بند کمرے میں بند مکان میں اسکی سزا یہ ملے گی کہ جہنم میں ایک بند گھاٹی ہے جسکا نام "اثاما" ہے ﴿یلقون اثاما﴾ اللہ رب العزت اسکے اندر انکو ڈال دیں گے۔

☆ جب یہ اس عمل کے لئے جاتے تھے تو خوش ہو کر داخل ہوتے تھے اس جگہ پر اسکی سزا یہ ملے گی کہ جتنے جہنمی جہنم میں جائیں گے حدیث پاک میں ہے سب سے زیادہ مایوس حالت میں زانی کو جہنم میں داخل کیا جائے گا، مایوسی طاری ہوگی اس پر۔

☆ عام طور پر اس گناہ کی ابتدا بوسہ سے کی جاتی ہے حدیث پاک میں ہے اللہ تعالی ان پر ایسے سانپ مسلط کریں گے جو انکو انکے ہونٹو سے کاٹنا شروع کریں گے ہم حیران ہوگئے حدیث پاک پڑھتے ہوئے ایسا سانپ متعین کریں گے جو انکے جسم کو ہونٹوں سے کاٹنا شروع کریگا۔

☆ دنیا میں یہ لوگوں سے چھپ چھپ کر یہ عمل کیا کرتے تھے ماں باپ کو پتہ نہ چلے بیوی کو پتہ نہ چلے دنیا میں لوگوں سے چھپ چھپ کر گناہ کرتے تھے اسکی سزا ہوگی اللہ تعالی زانی کو قیامت کے دن سب لوگوں کے سامنے کھلے عام رسوا کریں گے، بتایا جائے گا یہ زانی ہے سب لوگوں کو بتایا جائے گا یہ منادی کیوں کی جائے گی؟ دنیا میں چھپ کر کرتے تھے ہم ذرا سب کے سامنے کھول دیتے ہیں، ساری مخلوق کے سامنے بے عزت کر دیں گے۔

☆ دنیا میں لوگوں کو جھ[illegible] بول کر مطمئن کر دیتے تھے کسی کو پتہ چل پاتا تھا بھائی کو پتہ چل گیا اس نے سمجھانے کی کوشش کی جھوٹ بولا نہیں نہیں بیوی کو پتہ چل گیا اس نے کہنے کی کوشش کی کہ ہاں تمہیں ویسے ہی وہم ہوگیا، تو جھوٹ بول کر دنیا میں لوگوں کو مطمئن کرنے کوشش کرتا تھا اسکی سزا کیا ہوگی؟ حدیث پاک میں آتا ہے اللہ تعالی اسکی زبان پر مہر لگا دیں گے اور اسکے اعضاء کو کہیں گے کہ تم گواہی دو پھر اسکے جسم کے اعضاء سارے کے سارے اسکے گناہ پر گواہی دیں گے اللہ تعالی مخلوق کے سامنے اس کو رسوا کریں گے دیکھ تمہارا جھوٹ ہم نے کیسے کھولا تو دنیا میں تو جھوٹ سے ہم مطمئن کر لیتے ہیں لوگوں کو اللہ تعالی کے سامنے تو جھوٹ نہیں چل سکے گا۔

☆ دنیا کے اندر غیر محرم کے حسن و جمال کی تعریفیں کرتے تھے یہ گناہ تعریفوں کے بغیر نہیں چلتا تعریفوں سے ہی کام بنتا ہے ایسی تعریفیں کہ دوسرے کے جسم سے گندی ہوا بھی خارج ہو تو کہتے ہیں کہ مشک کی خوشبو آرہی ہے، تو چونکہ ناجائز تعریفیں کرتے تھے اسکی سزا یہ ملے گی کہ قیامت کے دن ان کے اوپر جہنمی لوگ لعنتیں کریں گے، وہ حسن و جمال کی تعریفوں کی بجائے سارے جہنمی لعنتیں برسائیں گے۔

☆ چنانچہ یہ غیر محرم کو سلام بھیجا کرتے تھے تحفہ بھیجا کرتے تھے حدیث پاک میں آتا ہے اسکی سزا ہوگی اللہ تعالی کی طرف سے ان کو لعنت کے تحفہ

آیا کریں گے اللہ تعالی بھی لعنت بھیجیں گے۔

☆اور ایک عجیب بات کہ یہ زنا ایسا جرم ہے کہ ہر ہر انگ میں اس کا مزہ انسان محسوس کرتا ہے لہذا اسکی سزا یہ ہوگی کہ قیامت کے دن ایک وادی میں بچھوؤں کو جمع فرمائیں گے اس بندے کو اس میں دھکا دیدیا جائے گا وہ بچھوا سکے اوپر اس طرح چمٹیں گے جیسے شہد کے چھتے پر شہد کی مکھیاں ہوتی ہیں ہر ہر بچھو جسم کے ہر ہر عضو کے اندر ڈنک مارے گا ایک ایک انگ نے مزہ پایا تھا آج ایک ایک انگ کو زہر کے ساتھ دردناک عذاب دیا جائے گا۔

☆چنانچہ دنیا میں اس نے غیر محرم کے جسم پر اختیار پایا تھا تو زنا کا مرتکب ہوا، اسکے جسم پر اختیار پایا اسکا نتیجہ کیا ہوگا؟ کہ قیامت کے دن اس غیر محرم کے شوہر کو اللہ تعالی اسکی نیکیوں پر اختیار عطا فرمادیں گے، چنانچہ اسکے شوہر کو کہیں گے تو جتنا چاہتا ہے اب اسکی نیکیوں میں سے لے لے اور اس دن کوئی نیکیوں کو پیچھے نہیں رہنے دے گا، لہذا اگر کسی کی بیوی سے گناہ کیا تو اس کا خاوند اسکے پورے کے پورے نیک اعمال لے گا، اور اپنے گناہ اسکے سر کے اوپر رکھ دے گا، اس نے غیر محرم پر سواری کی نتیجہ کیا ہوگا؟ کہ اس کے شوہر کے گناہوں کا بوجھ اسکے سر کے اوپر لاد دیا جائے گا۔

☆اور ایک سزا یہ کہ غیر محرم سے ہمیشہ کی دوستی کے وعدے کئے ہم ہمیشہ دوست رہیں گے ساری زندگی نبھائیں گے، چونکہ وعدے ہمیشہ کی دوستی کے نبھانے کے تھے اس نیت کی وجہ سے انکو جہنم کا ہمیشہ ہمیش کا عذاب دیا جائے گا، سمجھ میں بات آئی کہ کیوں کہا گیا کہ خالدین فیھا ہمیشہ رکھیں گے جہنم میں یہ بھی وعدے کرتے تھے ہم ہمیشہ کے دوست ہیں ساری زندگی نبھائیں گے۔

☆اور پھر آخری سزا یہ کہ دنیا میں غیر محرم سے ہم کلامی کے مزے لیتے تھے اسکی سزا یہ ملے گی قیامت کے دن اللہ تعالی زانی کے ساتھ ہم کلامی سے انکار فرمادیں گے اللہ فرمائیں گے میں اس بندے سے بات ہی نہیں

کرنا چاہتا اس سے بڑا عذاب اور کیا ہوسکتا ہے کہ بندہ ایسا گناہ کرے کہ قیامت کے دن پروردگار اس سے بات ہی کرنا پسند نہ کریں ﷺ دیکھئے جیسا گناہ تھا اسکی سزا بالکل ویسی ہی ملی۔

اسی پر باقیوں کا بھی قیاس کر لیجئے۔

عالم مثال و عالم دنیا

ایک تو جسم ہم دیکھتے ہیں یہ مثال کہلاتا ہے سنئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ﴿**ومامن دآبة فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیه الاامم امثالکم**﴾ ''زمین پر چلنے والا کوئی چوپایا نہیں اور ہوا میں اڑنے والا پروں سے کوئی ایسا پرندہ نہیں مگر یہ کہ ان میں امتیں ہیں تمہاری مثال'' یعنی انسانوں کو ان میں اپنی مثال مل سکتی ہے چوپایوں میں یا پرندوں میں تو باطنی طور پر اپنے عملوں کی وجہ سے اگر نیک عمل ہے تو یہ باطنی طور پر انسان ہے اور اگر اسکے برے عمل ہیں تو یہ کسی نہ کسی جانور کے ساتھ مثال رکھتا ہے مشابہت رکھتا ہے ،مثال کے طور پر جس بندے کو یا عورت کو بناؤ سنگھار کا چسکا زیادہ ہو تو عالم مثال میں مور کے ساتھ اسکی تشبیہ ہوتی ہے، بے عمل عالم جو جانتا تو ہو مانتا نہ ہو تو عالم مثال میں گدھے کی سی اسکی مثال ہوتی ہے، جیسے اس نے بوجھ لادا ہوا ہوتا ہے ایسے ہی گدھے نے بوجھ اٹھایا ہوا ہوتا ہے، جو خود پرور ہوتا ہے اپنے کھانے کی فکر ہر وقت اپنی ذات کے گرد گھومتا ہے عالم مثال میں اسکی مثال مرغی کے مانند ہوتی ہے مرغی میں بھی خود پروری ہوتی ہے، جو کینہ پرور ہوگا جس کے دل میں دوسروں کے بارے میں نفرت عداوت، بغض کینہ چھپا ہوا ہوگا یہ آدمی عالم مثال میں اونٹ کی شکل میں نظر آتا ہے، جس آدمی کے اندر بے حیائی اور فحاشی ہوگی عالم مثال میں اسکی شکل سور کے مانند نظر آئے گی، چونکہ جانوروں میں سے سور ہی ایک ایسا جانور کہ جب اسکی مادہ پر وقت آتا ہے تو کتنے ہی نر ہوتے ہیں

جو اسکے ساتھ جفتی کرتے ہیں اور اسکو پرواہ ہی نہیں ہوتی تو یہ بے حیائی کرنے والا بندہ عالم مثال میں سور کے مانند ہوتا ہے، جس انسان کے اندر حرص اور طمع بہت ہو عالم مثال کے اندر وہ کتے کے مانند نظر آئے گا، کتے میں طمع بہت ہوتی ہے اگر اتنا بڑا جانور ہو کہ پچاس کتے اسکے گوشت کو کھا سکتے ہوں مگر یہ دوسرے کو قریب بھی نہیں آنے دے گا، اکیلا کھانا چاہے گا۔ شیر شیر کو مار تو دے گا شیر کو کھائے گا نہیں، جانور ہم جنس کو مار تو دیتا ہے کھاتا نہیں، سوائے کتے کے کتا مرے ہوئے کتے کو بھی کھالیتا ہے، ایسا حریص ہوتا ہے اور دنیادار بھی اسی طرح اسی لئے جسمیں طمع زیادہ ہوگی یہ بندہ عالم مثال میں کتے کی شکل میں نظر آئے گا، جو بندہ دوسروں کو ایذا پہنچاتا ہو خواہ مخواہ دوسروں کا دل دکھانا، دل جلانا، یہ بندہ عالم مثال میں سانپ اور بچھو کی مانند نظر آئے گا، اور جس بندے کے اندر عیاری ہو آج جس کے لے یہ خوبصورت لفظ ہے بڑا اسمارٹ سمجھا جاتا ہے تو یہ مسٹر اسمارٹ عالم مثال میں لومڑی کی شکل میں نظر آتے ہیں، اور جو دوسروں کے عیب چنتا رہتا ہو ڈھونڈتا رہتا ہو، عالم مثال میں مکھی کی مانند نظر آئے گا، آپ نے دیکھا یہ گندی مکھی ہر وقت گند ڈھونڈتی ہے، سارے خوبصورت گھر کو چھوڑ کر باتھروم میں، ساری خوبصورت اچھی جگہوں کو چھوڑ کر ٹریش کین کے اوپر بیٹھی ہوتی ہے، اتنا خوبصورت بندے کا جسم ہوتا ہے اسکو چھوڑ کے جہاں پھوڑا ہوتا ہے وہاں بیٹھتی ہے، جہاں پیپ ہوتی ہے وہاں بیٹھتی ہے، تو چونکہ یہ بھی ہر وقت گندگی کی تلاش میں ہوتی ہے اور عیب جو بھی ہر وقت گند کی تلاش میں ہوتا ہے، تو اسکی صورت مثال مکھی نظر آتی ہے۔

محبوب کا رونا

اور اسی طرح انسان کو قیامت کے دن پھر جہنم کے اندر سزا دی جائے گی چنانچہ علامہ ذہبیؒ نے الکبائر میں ایک حدیث لکھی ہے کافی تفصیل کے ساتھ

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ اور سیدنا علی کرم اللہ وجہ نبی ﷺ کو ملنے کے لئے حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اللہ کے محبوب زار و قطار رو رہے ہیں ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو چکی تو جب اسطرح سے دیکھا تو دونوں حیران ہو گئے پوچھا اے اللہ کے محبوب مایبکیک آپ کو کیا چیز رلا رہی ہے کیوں آپ رو رہے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا فاطمہ میں جب معراج پر گیا تھا تو جہنم میں میں نے کچھ عورتوں کو عذاب ہوتے ہوئے دیکھا مجھے یاد آ گئی میری امت کی عورتوں کی تو میں انکی وجہ سے رو رہا ہوں تو وہ پوچھتی ہیں اے اللہ کے محبوب آپ نے کیا دیکھا ان عورتوں کو تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے فاطمہ!

بے پردہ عورت کی سزا

میں نے پہلی عورت کو دیکھا کہ وہ جہنم کے اندر اپنے بالوں کے ذریعہ سے لٹکی ہوئی ہے اسکا جسم جل رہا ہے اور اسکا دماغ ہنڈیا کی طرح ابل رہا ہے اب بتاؤ بھئی بالوں سے اگر کسی نوجوان کو پکڑ لے نا تو اسکے بھی آنسو آ جاتے ہیں عورتوں کے بال ویسے بھی ذرا لمبے ہوتے ہیں ہم نے دیکھا کہ معصوم بچہ بھی ماں کے بال کھینچے تو تکلیف کی وجہ سے ماں کے آنسو نکل آتے ہیں تو جب کھینچنے کی تکلیف اتنی ہوتی تو اگر پورا بدن بالوں پر ہو گا اور اس پر لٹکایا جائے گا تو پھر کیا بنے گا اور پھر جہنم کی آگ میں جلے گا آپ نے دیکھا ہو گا یہ روسٹ کیسے ہوتا ہے مشین لگی ہوتی ہے اور آگ میں گھوم رہا ہوتا ہے مجھے تو وہی منظر نظر آتا ہے اللہ تعالی بھی بالوں کے بل لٹکائیں گے اور نیچے سے آگ جلا کے جسم کو روسٹ کریں گے پوچھا اے اللہ کے نبی کس لئے یہ سزا ہو رہی تھی تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ عورت تھی کہ جو اپنے بالوں کو کٹواتی تھی اور بے پردہ گھومتی تھی ننگے سر گھومتی تھی۔

پردے میں کوتاہی

آج کل نوجوان بچیوں کو دوپٹے بوجھل نظر آتے ہیں پردہ انکو سزا محسوس ہوتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بالوں کے ذریعہ جہنم میں لٹکائے گا ذرا اپنے ہاتھوں سے اپنے بال کھینچ کر بندہ دیکھ لے کہ کیا تکلیف ہوتی ہے تو جن کو بن سنور کے نکلنے کا شوق ہوتا ہے ان کے ذہن میں شیطان ڈالتا ہے کیا ہوتا ہے ابھی تو عمر تھوڑی ہے چھوٹی سی ہے عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے دیکھا ایک آدمی کی جوان العمر لڑکی مگر بے پردہ جاتی تھی انہوں نے اسکو سمجھایا کہ بھائی بچی کو تم پردہ کراؤ اس نے کہا جی چھوٹی ہے ابھی تو منہ سے دودھ کی بو آتی ہے انہوں نے کہا اچھا بھئی دودھ پھٹنے سے پہلے خیال کرلو پھٹ گیا تو کوئی اسکا خریدار نہیں بنے گا، دودھ پھٹ بھی تو جاتا ہے۔

پردے کے تین درجے

پہلا درجہ: قرآن پاک میں بتایا گیا ﴿وقرن فی بیوتکن﴾ یہ چہار دیواری کا پردہ اپنے گھروں میں بیٹھی رہے گویا شرعی ضرورت کے بغیر عورت کو گھر سے باہر نکلنے سے منع فرمایا گیا، عورت کی زندگی گھر میں ﴿ **وقرن فی بیوتکن**﴾ بیٹھی رہو اپنے گھر میں قرار پکڑو، تو عورت گھر میں رہے گی شرعی ضرورت ہوگی تو گھر سے باہر آئے گی، یہ چہاردیواری کا پردہ ہے اور اگر گھر میں بھی رہتے ہوئے غیرمحرم سے کلام کرنا پڑ جائے مثلاً کوئی بندہ پوچھنے آیا، کوئی ملنے آیا، کوئی چیز دینے آیا، تو وہ ضروریات ہیں گھر کی، بچے گھر میں نہیں تو عورت کیا کرے تو اس کیلئے

دوسرا درجہ: ﴿**فاسئلوا ھن من وراء حجاب**﴾ حجاب کے پیچھے سے ان سے سوال کریں، اگر ضرورت ہے تو، بے ضرورت گفتگو سے تو ویسے ہی منع کردیا ہاں اگر ضرورت ہے اور کوئی چیز مانگنی بھی ہے تو پردے کے پیچھے سے

مانگو﴿ذالک اطھر لقلوبکم وقلوبھن ﴾ جوکوئی بڑا نیک پاک بنے کہ ہمیں کچھ نہیں ہوتا اللہ تعالی فرماتے ہیں اور اس وقت کے مخاطب تو صحابہؓ کرام تھے، اور اس آیت کی مخاطب نبی ﷺ کی بیویاں تھیں انکو فرمایا کہ یہ انکے دلوں کے لئے اور انکی پاکیزگی کے لئے بہت اچھا ہے۔

تیسرا درجہ: کہ اگر بالفرض باہر نکلنا پڑ جائے ڈاکٹر کے پاس جانا پڑا مجبوری میں، بچے کو ڈاکٹر کے پاس لیجانا پڑا یا کوئی ایسی شرعی ضرورت پیش آ گئی تو ایسی صورت میں اگر عورت نکلے تو شریعت نے اسکو حکم دیا ﴿یدنین علیھن من جلابیبھن﴾ تو یہ پھر اپنی چادر اپنے سینوں پر چہروں پر ڈال لے ﴿ولا یبدین زینتھن﴾ اپنی زینت کو دکھاتی نہ پھرے، اب کچھ لوگ کہتے ہیں یا عورتیں کہتی ہیں جی چہرے کا کیا پردہ؟ بھئی زینت اگر چہرے میں نہیں ہوتی تو کس جگہ پر ہوتی ہے آپ بتائیں؟ جو رشتہ پسند کرتے ہیں وہ چہرا دیکھ کر پسند کرتے ہیں یا سر دیکھ کر پسند کرتے ہیں؟ اگر چہرے سے فرق نہیں پڑتا تو چہرے پر اگر ہم سیاہی لگا دیں اور اور باقی تصویر بھیج دیں تو پسند کرلو گے؟ فیصلہ تو چہرے سے ہی ہوتا ہے اور جسم میں سب سے زیادہ زینت ہوتی بھی چہرے میں ہی ہے تو جب زینت کو چھپانے کا حکم تو چہرا چھپانے کو حکم نہیں؟ کہتے ہیں جی چہرا چھپانے سے کیا ہوتا ہے پردہ تو آنکھوں کا ہوتا ہے ہاں بھئی پردہ آنکھوں پر بھی پڑ جاتا ہے، تو اسلئے شریعت نے یہ حکم دیا کہ عورت اپنی زینت کو چھپائے تا کہ نا ہی غیر محرم دیکھے اور نہ اس گناہ کا راستہ ہموار ہو، آج جو مرد بدکردار ہیں انکی اس بدکرداری میں عورتوں کی بے پردگی کا بہت زیادہ دخل ہے، یہ حسن ہے دین اسلام کا کہ مرد کو کہا کہ آنکھیں نیچی رکھو، عورت کو کہا کہ اپنی زینت کو چھپاؤ، تا کہ گناہ کا موقع ہی نہ ملے، موقع سے ہی بچالیا آنکھ دیکھتی ہے دل چاہتا ہے اور پھر شرم گاہ اسکی تصدیق کردیتی ہے، اسمیں ایک خاص بات ذہن میں رکھئے کہ کئی مرتبہ قریبی رشتہ دار آجاتے ہیں کزن ہے قریبی رشتہ دار ہے وہ بھی

گھر میں آگئے اب رشتہ داری بھی بحال رکھنی پڑتی ہے تو کچھ لوگ کہتے ہیں جی ان سے کیا پردہ؟ بھئی پردہ ان سے بھی ہے، رشتہ داری بھی رکھنی ہے اور پردہ بھی رکھنا ہے، عورت اگر سمجھدار ہو تو وہ پردے میں رہ کر گھر کے کام بھی کر سکتی ہے۔

ایک باہمت بیٹی کا

ہمارے جامعہ میں ایک مرتبہ ایک بچی پڑھنے آئی تو اس نے دوپٹہ اپنایا ہوا تھا دسوی کا امتحان شاید پاس کر کے آئی تھی اس نے گھر والوں کو بتایا کہ میں غریب گھر کی بچی ہوں، میں نے حضرت کا بیان سنا میرے دل میں بات آئی کہ میں دین کا علم پڑھوں میرے والد کی حیثیت تو اتنی بھی نہیں کہ وہ مجھے کتاب خرید کر دے سکیں، البتہ میں ان سے اجازت لے سکتی ہوں کہ میں آگے اسکول پڑھنے کی بجائے مدرسہ پڑھوں گی گھر والوں نے مجھے بتایا، ہم نے ان سے کہا کہ فوراً داخلہ دیدیں انہوں نے کہا جی وہ تو پردہ ہی نہیں کرتی ہم نے کہا انشاء اللہ جامعہ میں آئے گی تو پردہ بھی کرے گی، کیوں نہیں کرے گی؟ ہم نے اسے داخلہ بھی دیدیا اور اسے ایک دو دن ذرا سمجھایا اور ایک برقعہ اسکو تحفہ میں بھی دیدیا ہدیہ بھی دیدیا اب ایک دو دن کے اندر بچی کی طبیعت بھی دین پر لگ گئی تھی اور اس نے باقی بچیوں کو بھی دیکھا کہ سب پردے میں آتی ہیں تو اب اس نے برقعہ میں آنا شروع کر دیا، اللہ کی شان، ایسی ذہین بچی نکلی کہ چار سال ہمارے پاس پڑھی چار سالوں میں ہر سال وہ جامعہ میں فرسٹ آتی رہی عمر میں سب سے چھوٹی ہوتی تھی اور نمبر میں سب سے بڑی ہوتی تھی، ایسی فوٹو گرافک میمری میں نے اپنی زندگی میں بہت کم لوگوں کی دیکھی ہے ایسی بلا کی ذہین تھی وہ بچی حیران کر دیا اس نے خیر وہ بڑی تقیہ نقیہ تھی اس نے دیندار ی پرہیز گاری کی زندگی اپنالی، ذکر واذکار کرنے لگ گئی، بیعت ہوئی اسکی زندگی دین پر بہت لگ گئی، اب اللہ تعالی کی شان دیکھیں کہ اس نے جب

برقعہ کرنا شروع کر دیا تو ماں باپ کو فکر لگ گئی کہ ہماری بیٹی تو ہم نے پڑھنے بھیجی تھی مولون بننے کے لئے تو نہیں بھیجی تھی انہوں نے جامعہ میں پیغام بھجوایا کہ جی ہم نے اپنی بچی کو پڑھنے کے لئے بھیجا تھا اسلئے تو نہیں بھیجا تھا کہ اسکو مولوی بنادیں، خیر ہم نے سن لی یہ بات، اب معاملہ چلتا رہا اب اس بچی نے الحمدللہ سب غیر محرموں سے پردہ کرلیا وہ قریبی رشتہ دار تھے یا دوسرے تھے اب اس پراور تلملائے انہیں دنوں میں اسکی ایک کزن کی شادی تھی تو اسکے والدین نے کہا کہ تم نے بھی ہمارے ساتھ جانا ہے وہ آئی چھٹی لینے کے لئے تو اہلیہ نے پوچھا اس سے بھئی آپ وہاں جارہی ہو تو پھر آپ کے لئے تو مشکل بن جائے گی وہ کہنے لگی جی میں نے دل سے پردہ کرلیا فکر مت کریں، میں شادی بھی اٹینڈ کروں گی سب کاموں میں حصہ بھی لوں گی اور بے پردگی بھی نہیں ہونے دوں گی اللہ اکبر،

پھر واپسی میں آکر اس نے بتایا کہ میں برقعہ میں گئی سات دن اس گھر میں میں برقعہ کی حالت میں رہی اتارا ہی نہیں، کہنے لگی میں نے برقعہ ہی میں رہ کر برتن بھی دھوئے کچن کے کام بھی کئے، گھر میں میرے کزن پھرتے تھے کسی کو جرأت نہیں تھی مجھ سے بات کرنے کی ڈرتے تھے مجھ سے اور میں اپنے برقعہ میں اپنے کام بھی کر رہی ہوتی، کہنے لگی اس طرح میرے کزن جو میرے ساتھ ہنسی مذاق پہلے کرتے تھے انہوں نے بڑی کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح اسکو دیکھیں سات دن نہ دیکھ سکے، تو میری امی کو کہنے لگے کہ لگتا ہے کہ تیری بیٹی کو برقعہ میں ہی موت آئے گی، تو وہ کہنے لگی امی بھی مجھ سے خوش میں نے وہاں وقت گذارا میں نے وہاں کام کیا جب میں لڑکیوں میں ہوتی تو چہرے سے پردہ ہٹالیتی اور جب میں ادھر ادھر ہوتی تو میں اپنے چہرے پر پردہ کرکے آنکھیں کھلی ہوتیں تو میں اپنا کام کرتی اب اگر ایک بچی دل سے پردہ کو اپناتی ہے تو وہ ایسے جشن میں بھی اپنے آپ کو غیر محرم سے بچا سکتی ہے تو کیسے کوئی کہہ

سکتا ہے کہ جی پردہ کرنے سے رشتہ داریوں میں فرق پڑ جاتا ہے،

نتیجہ کیا ہوا اس کے والد گرمی کے موسم میں برف بیچتے تھے معمولی حیثیت کے آدمی تھے، اللہ کی شان اس شادی میں ان کا دور کا کوئی رشتہ دار آیا تھا جو لاکھوں پتی تھا، اس بچی کی دینداری اسکو اتنی پسند آئی واپس جا کر اس نے ماں سے بات کی ادھر بچی کی تعلیم مکمل ہوئی اگلے دن انہوں نے رشتہ بھیج دیا، کاروں والے تھے، کوٹھیوں والے تھے، اللہ کی نعمتوں والے تھے، ماں باپ نے کہا ہماری بچی کے نصیب کھل گئے، اللہ کی شان کہ اللہ نے دین کی برکت سے اسکو بہترین گھر بھی عطا فرما دیا، جو ڈرتے تھے کہ بیٹی کا کیا بنے گا برادری میں انکی بیٹی کا سب سے پہلے رشتہ ہو گیا، کہنے لگے حیران ہوتے ہیں ہمارے رشتہ دار کہ بھئی اس بچی کا اتنا اچھا رشتہ ہو کیسے گیا؟ ہم نے کہا کہ یہ دین کی برکت ہے، اللہ نے اسکے نصیب کھول دئے، تو بھئی جو اندر سے دین کو اپناتا ہے، پھر اللہ رب العزت اسکے لئے دنیا کے معاملات بھی آسان فرما دیتے ہیں۔

نافرمان عورت کی سزا

دوسری عورت نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ وہ زبان کے بل لٹکی ہوئی ہے اب بتائیے کہ زبان کھینچے تو کیا حال ہوتا ہے اور اگر پورا بدن زبان پر ہو اور زبان پر لٹکا دیا جائے پھر کیا ہوگا پوچھا گیا یہ کون عورت تھی تو فرمایا گیا کہ یہ منہ پھٹ عورت تھی، جو شوہر کے سامنے بدتمیزی کرتی تھی، جواب دیتی ہیں نے آگے سے ہٹ دھرمی کی وجہ سے بات نہیں مانتی شوہر نے کچھ کہا آگے سے کچھ کہا پھر اگر اسنے کوئی اور بات کہہ دی تو آگے سے کوئی اور بات کہہ دی چپ نہیں ہوتی اسلئے تو کہتے ہیں مرد کا ہاتھ قابو میں نہیں رہتا عورت کی زبان قابو میں نہیں رہتی بولتی رہتی ہے، کچھ نہ کچھ کہتی رہتی ہے کہتی رہتی ہیں آگے سے ٹر ٹر ہوتی رہتی ہے چپ نہیں ہوتی تو یہ شوہر کے سامنے

ٹرٹر کرنے والی اسکو زبان کے ذریعہ جہنم کے اندر لٹکا دیا جائے گا

جھوٹے آدمی کی سزا

جو جھوٹا ہوگا آدمی ہوگا جو زبان کا غلط استعمال کرتا ہوگا ایک اور حدیث پاک میں آیا اللہ اسکی زبان کو بہت لمبا کر دیں گے جب وہ چلے گا تو زبان پیچھے گھسٹ رہی ہوگی اور لوگ اس پر پاؤں رکھ رکھ کر گذر رہے ہونگے اسکو جہنم میں یہ سزا ملے گی۔

زنا کار عورت کی سزا

پھر نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تیسری عورت کو دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنے پستانوں کے بل لٹکی ہوئی تھی پوچھا گیا کہ یہ کون؟ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ زنا کی مرتکب ہونے والی تھی غیر محرم کو اپنے جسم کو ہاتھ لگانے کا موقع دیتی تھی اسکو پستانوں کے بل لٹکا دیا جائے گا آج کے دور میں اس گناہ کا جو سب سے بڑا ذریعہ ہے وہ سیل فون ہے یعنی ایک زمانہ تھا کہ موسیقی اسکا ذریعہ تھا پھر ایک زمانہ آگیا کہ ٹی وی اسکا ذریعہ بن گیا آج وہ زمانہ ہے کہ سیل فون اسکا ذریعہ بن گیا ہے، شریفوں کے گھر میں بچے اور بچیاں اس سیل فون کی وجہ سے ناجائز تعلق میں گرفتا ہو جاتے ہیں، کیوں کہ ہم سے نوجوان مسائل پوچھتے رہتے ہیں پھنستے ہیں تو آتے ہیں، آدمی پریشان ہوتا ہے تو پیر کو بتاتا ہے یا حکیم کو بتاتا ہے، حکیم کو بتاتا ہے جسمانی علاج کے لئے اور پیر کو بتاتا ہے روحانی علاج کے لئے، ہم نے کم از کم ایک سو بچوں سے انٹرویو کئے یہ حیا اور پاکدامنی کتاب جو لکھی ہے، اسکو ہم نے حقیقت پر مبنی بنایا ہے ایک سو بچے جوان گناہوں میں ملوث رہے تھے، انکو ہم نے پوچھا کہ بتاؤ بھئی وجوہات کیا ہوتی ہیں؟ باقاعدہ انٹرویو کیا، مختلف ملکوں میں یہ بات سامنے آئی کہ اس وقت اس گناہ کا سب سے بڑا ذریعہ انسان کا سیلفون ہے S.M.S

میسج بھیجتے ہیں خرچہ بھی کوئی نہیں اور بیڈروم میں کمبل کے اندر سے ایس ایم ایس پہنچے ہوئے ہیں ماں باپ کو کیا پتہ کہ بیٹا میسج سن رہا ہے یا بیٹی میسج سن رہی ہے ایک دوسرے کو صبح کے وقت جگاتے ہیں وہ اسکو جگا رہا ہے وہ اسکو جگا رہی ہے اور سیل فونوں میں بجائے بیل کے اوپر سے وائبریشن آگئی یہ ایک نئی مصیبت کہ اگر کسی کے پاس ہے بھی تو بھی پتہ نہیں چلتا اسلئے اپنے گھروں میں سیل فون کا استعمال لمٹیڈ رکھئے، فقط کام کی حد تک، فقط بزنیس کی حد تک اور آج کل تو مدرسہ میں آنے والے چھوٹے بچے کے ہاتھ میں سیل فون ہے، ابھی میں ایک ملک سے آیا ہوں تو وہاں ایک عالم کہنے لگے میں نے اپنی کلاس کے بچوں کی اچانک تلاشی لی تو نو چھوٹے بچوں کی جیبوں سے سیل فون نکلے، اسلئے یہ چھپا ہوا دشمن ہے آج بہانے بڑے ہیں ابو میں اسکول میں ہوتی ہوں تو پھر بتانا پڑتا ہے میں کہاں پر ہوں، یہ سب بہانے ہوتے ہیں سب جھوٹ ہے، مقصد کوئی اور ہوتا ہے، لہذا کوئی ضرورت نہیں نئے ماڈل کے فون لے کر دینے کی اور ہمارے سامنے تو ایسے کیس بھی آئے کہ جو بدکردار نوجوان ہوتے ہیں وہ خود سیل فون لے کر اس بچی تک پہنچا دیتے ہیں، ماں باپ کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ سیل فون ہے یا نہیں حالاں کہ اس کے ہاتھ میں پہنچا ہوا ہوتا ہے، بل بھی کوئی اور پے (ادا کرنا) کرر ہا ہوتا ہے ہم نے کہا بھئی تم نے ایسی حرکت کیوں کی کہنے لگے جی جہاں دل کی بات ہوتی ہے وہاں بل کی بات کیا ہوتی ہے؟۔

سیل فون کا ناجائز استعمال

دو مہینے پہلے ایک ملک کا سفر کر کے میں آیا اس ملک میں ایک باپردہ بچی نے سیل فون کے ذریعہ کسی نوجوان کے ساتھ اتنا تعلق بڑھایا کہ خفیہ نکاح کرلیا تین سال تک ماں باپ کو پتہ نہیں چلا اور لڑکے لڑکی کا نکاح ہو چکا تھا

اور یہ پردہ دار بچی ہے اور نیکو کار گھرانے کی بچی ہے، جب یہ واقعات پیش آنے لگیں تو پھر سمجھنا چاہئے کہ یہ کس قدر خطرناک چیز ہے، اسلئے اسکو میں ہیل فون کہتا ہوں یہ فون نہیں یہ خون ہے عزتوں کا خون ہے، پکی بات ہے، اسلئے اس کا دشمن بنجایئے اور اسکو بس مقصد کے لئے استعمال کیجئے، ہمارے تجربہ میں یہ بات آئی اور علم میں یہ بات آئی کہ بندہ بیت اللہ کا طواف کررہا تھا اور اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ بات بھی کررہا تھا، ہم کیا رونا روئیں۔

ناپاک رہنے والی عورت کی سزا

پھر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ اسکے پیر سینے پر بندھے ہوئے تھے اور اسکے ہاتھ اسکے سر پر بندھے ہوئے تھے پوچھا گیا اے اللہ کے نبی یہ کون تھی نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ وہ عورت تھی جو پاکی اور ناپاکی کا خیال نہیں رکھتی تھی اور عورتوں میں پاکی ناپاکی کا بڑا مسئلہ ہے، بچوں کو بھی انہوں نے پالنا ہوتا ہے کھانے بھی انہوں بنانا ہوتا ہے ناور اگر یہی پاکی اور ناپاکی کا مسئلہ نہ جانے تو پھر کیا بنے گا؟ اسلئے بچیوں کو بالخصوص اس قسم کے مسائل معلمات کے ذریعہ سے سیکھنے کا موقع دینا چاہئے اسی لئے فرض غسلوں میں بھی تاخیر کردیتی ہیں، نمازیں بھی قضا کردیتی ہیں۔

چغلخور عورت کی سزا

نبی ﷺ نے فرمایا میں نے پانچویں عورت کو دیکھا کہ اس عورت کا چہرا خنزیر کا تھا اور باقی جسم گدھے کا تھا یہ اللہ کے محبوب فرمارہے ہیں کہ چہرا خنزیر کا تھا اور باقی جسم گدھے کا، تھا تو نبی ﷺ سے پوچھا گیا اے اللہ کے نبی کس وجہ سے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا اس وجہ سے کہ اسکے اندر غیبت کی عادت تھی اور دورنگی تھی اسکے اندر اوپر سے کچھ اور اندر سے کچھ اور، اس لئے سنی سنائی باتوں ہی پر یقین نہیں کرنا چاہئے، یہ سنی سنائی باتیں پتہ نہیں کیا سے کیا پہنچتی

ہیں، خاص طور پر یہ جو چغلخوری ہے نا یہ بہت ہی خطرناک بیماری ہے۔

حسد کرنے والی عورت کی سزا

پھر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے چھٹی عورت کو دیکھا کہ اسکی شکل کتے کی تھی اور آگ اسکے منہ میں داخل ہوتی تھی اور پاخانہ کے رستے سے باہر نکل جاتی تھی انگارے جا رہے تھے نکل رہے تھے اور شکل اسکی کتے کی مانند کتے کی طرح بھونک رہی تھی، فرشتے اسکو گرز مار رہے تھے اور وہ کتیا کی طرح بھونک رہی تھی، پوچھا گیا کہ یہ کون تھی تو بتایا گیا یہ حسد کرنے والی اور دوسروں پر احسان جتلانے والی تھی آخرت کے معاملات تبھی سنور سکتے ہیں جب دنیا میں ہم اپنی زندگی کو سنواریں گے۔

عجیب خواب

ایک آدمی کا واقعہ لکھا ہے کہ اس نے اپنی بیٹی کو بڑا ناز ونعمت سے پالا کہ میری بیٹی بڑی پیاری ہے خوبصورت ہے، عقل مند ہے اور اسکو ماڈرن تعلیم دلوائی، وہ بے پردہ پھرتی تھی اللہ کی شان کہ جوانی میں اس بچی کو موت آ گئی باپ نے خواب دیکھا تو خواب میں اپنی اس بچی کا سر بالکل بالوں کے بغیر کھوپڑی ہے اور اسکے دونوں ہونٹ بالکل جیسے کسی نے کاٹ دئے ہوں اسکے دانت نظر آ رہے تھے اور ہاتھ اور پاؤں زخمی ہیں اس حالت میں اسکو خواب میں دیکھا، اس نے کہا بیٹی کیا ہو؟ ا کہنے لگی ابا جان جب میں یہاں آئی تو مجھے فرشتوں نے کہا تو ننگے سر پھرتی تھی تجھے اسکی سزا ملے گی، چنانچہ میرے سر کو بڑا بنا دیا گیا، میرے ایک ایک بال کو بڑی درخت کی طرح بنا دیا گیا اور پھر فرشتوں نے میرے سر میں سے ایک ایک بال کو اکھاڑا اتنی مجھے تکلیف ہوئی کہ میں بتا نہیں سکتی، پھر ایک فرشتہ نے کہا اچھا تیرا تو وضو بھی ٹھیک سے نہیں ہوتا تھا یہ تو کیا اپنے ہونٹوں پر لگاتی تھی، اسکو اتارنے کے لئے جب اوپر کے میرے

ہونٹ کو کھینچا تو میرے دانتوں تک پورا گوشت اسکے ساتھ کھنچ گیا، پھر نیچے کا کھینچا پھر وہ کہنے لگے ہاں تیرا غسل بھی نہیں ہوتا تھا کہ تیرے ناخنوں پر بھی کچھ لگا ہوا تھا تو انہوں نے میرے ناخنوں پر جو نیل پالش تھی اسکو اتارنے کے لئے جو کھینچا تو میرے سارے ناخن ہی کھینچ گئے ابا جان اب میں اس حالت میں ہوں، آج ہم اگر اپنی بچیوں کو دین اسلام کی تعلیم نہیں دیں گے تو کل ان بیچاریوں کے ساتھ پتہ نہیں آخرت میں کیا معاملہ ہوگا؟ مردوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بچیوں کو دینی تعلیم دلوائیں، تقوی پرہیزگاری کی زندگی سکھائیں تاکہ اسی زندگی میں وہ اپنے رب کو منا سکیں اپنی آخرت کو بنا سکیں آج وقت ہے جتنا بھی بڑا کوئی گنہگار ہوا گر وہ توبہ کر لے گا اللہ تعالی اسکے زنا کا گناہ اسکے جھوٹ کا گناہ غیبت کا گناہ جو بھی گناہ ہوگا اللہ تعالی سب گناہوں کو معاف فرمادیں گے.

اسلئے آج ہم اپنے ہاتھوں سے اپنی آخرت کو بنالیں یا اپنے ہاتھوں سے بگاڑلیں اللہ رب العزت ہمیں اپنی آخرت کو سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے

وآخر دعوانا عن الحمد لله رب العلمين

مناجات

دل مغموم کو مسرور کر دے
دل بے نور کو پر نور کر دے

فروزاں دل میں شمع طور کر دے
یہ گوشہ نور سے پر نور کر دے

مرا ظاہر سنور جائے الٰہی
مرے باطن کی ظلمت دور کر دے

مئے وحدت پلا مخمور کر دے
محبت کے نشے میں چور کر دے

نہ دل مائل ہو میرا انکی جانب
جنہیں تیری عطا مغرور کر دے

ہے میری گھات میں خود نفس میرا
خدایا اس کو بے مقدور کر دے

﴿اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓاءُ﴾

خشیت الٰہی

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب دامت برکاتہم
(نقشبندی مجددی)

درحالت اعتکاف مسجد نور لوساکا (زامبیا) بعد نماز عشا ۲۰۰۳ء

فہرست عنـــــاوین

اقتبـــــاس

ہمارے بڑے عجیب د، رمایا کرتے تھے کہ اے اللہ آپ نے فرمایا کہ تم مجھ سے محبت کرو اور کفار سے تم دشمنی رکھو، تو اے اللہ ہم نے تیری وجہ سے کفر سے اور کفار کے طریقوں سے دل میں عداوت پیدا کرلی اے اللہ ان دشمنوں کو اور ہمیں جہنم میں اکٹھا نہ فرمادینا جب ہم نے آپ کی خاطر ان سے عداوت کی ہے ان کے طریقوں کو چھوڑ دیا اور آپ کے سامنے سر جھکا دیا اے اللہ آپ کیسے پسند فرمائیں گے کہ ان دشمنوں کے ساتھ ہمیں جہنم کی آگ میں اکٹھا فرمائیں۔

﴿حضرت پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مدظلہ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّابَعْد......!

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾

[مَنْ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ]

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلٰى الْمُرْسَلِيْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللہ کے ڈر سے رونے والا

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے من بکی من خشیة اللّٰہ جو شخص اللہ رب العزت کے خوف وخشیت کی وجہ سے رو پڑا حرم اللّٰہ علیه النار اللہ تعالی اس پر جہنم کی آگ کو حرام فرما دیتے ہیں، اس میں النار سے مراد جہنم کی آگ ہے اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ گرم اور سخت ہے چنانچہ حدیث پاک میں فرمایا[نار کم هذہ احدوسبعون جز ء من نار جهنم] یہ تمہاری آگ کا اکہتر واں حصہ ہے، تو اگر دنیا کی آگ بھی ہمارے جسموں کو جلا دیتی ہے تو پھر جہنم کی آگ کا کیا حال ہوگا؟ اسی لئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر جہنم کی آگ کا ایک شعلہ سورج ابھرنے کی جگہ پر رکھ دیا جائے اور ایک انسان سورج غروب ہونے کی جگہ پر کھڑا ہو تو وہ انسان جل کر خاک ہو جائے گا ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ جہنم کے اندر دوزخیوں کو جو پسینہ آئے گا اگر اس پسینہ میں سے ایک قطرہ احد پہاڑ کے اوپر ڈالیں تو وہ بھی

پگھل جائے۔

دنیا و جہنم کی آگ کا فرق

دوزخ کی آگ اور دنیا کی آگ میں کچھ فرق ہے ایک فرق تو یہ ہے کہ دنیا کی آگ ہر نیک اور بد کو جلاتی ہے، عام دستور یہی ہے چنانچہ حضرت جرجیس علیہ السلام اللہ کے پیغمبر تھے آگ نے انکو جلایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان انگارہ رکھنے کی وجہ سے جل گئی تھی، عام دستور یہی ہے ہاں جب اللہ تعالی چاہتے ہیں تو نہیں بھی جلاتی جیسے سیدنا ابرہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ﴿قلنا یانار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم﴾ مگر یہ اللہ رب العزت کی قدرت تھی عام سنت مبارکہ یہی ہے کہ آگ جلاتی ہے، نیک آدمی کو بھی جلائے گی برے کو بھی جلائے گی، لیکن دوزخ کی آگ وہ فقط گنہگاروں کو جلائے گی اور نیکوں کو وہ کچھ نقصان نہیں دے گی، دنیا کی آگ پانی سے بجھ جاتی ہے جب کہ جہنم کی آگ گنہگار مؤمن کی آنکھوں سے نکلے ہوئے آنسوؤں سے بجھ جاتی ہے، مومن کا نور ایمان جہنم کی آگ کو ختم کر دیتا ہے، اس لئے مومن جب پلصراط سے گذریں گے، تو جہنم پکار اٹھے گی [اسرع یامومن] اے مومن جلدی کر [فان نورک أطفأ ناری] تیرے ایمان کے نور نے تو میری آگ کو بھی بجھا ڈالا۔

جہنم کی آگ سے خلاصی

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو آدمی مغرب کے بعد سات مرتبہ پڑھے [اللھم اجرنا من النار] تو اللہ رب العزت اس بندے کو جہنم سے خلاصی عطا فرما دیتے ہیں، تاہم جہنم کا ڈر، اللہ تعالی کا ڈر، ہر وقت مومن کے دل میں ہونا چاہئے۔

افضل کون؟

عبداللہ ابن مبارکؒ بڑے محدث گذرے ہیں ان سے کسی نے پوچھا کہ حضرت دو آدمی ہیں ایک مجاہد تھا جو شہید ہو گیا اور دوسرا اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا تو دونوں میں سے آپ کے نزدیک کونسا افضل ہے تو انہوں نے فرمایا اللہ رب العزت سے ڈرنے والا میرے نزدیک زیادہ فضیلت رکھتا ہے اسلئے کہ پروردگار عالم فرماتے ہیں ﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا﴾ اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاو، تو جہنم کی آگ سے بچانے کا ہمیں حکم عطا فرما دیا گیا، اسلئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ﴾ اللہ تعالیٰ تمہیں ڈراتا ہے اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں ایک جگہ فرمایا ﴿فَاَنْذَرْتُکُمْ نَارًا تَلَظّٰی﴾ میں تمہیں بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈراتا ہوں اور قرآن مجید میں ایک جگہ ہے ﴿لَھُمْ مِنْ فَوْقِھِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِھِمْ ظُلَلٌ﴾ جہنمی جہنم یں ایسے ہونگے کہ ان کے اوپر بھی آگ کی تہیں ہونگی انکے نیچے بھی آگ کی تہیں ہونگی، اسی لئے اسکو ﴿نَذِیْرًا لِّلْبَشَرْ﴾ کہا گیا ڈارنے والی اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں ﴿اِنَّھَا لَاِحْدَی الْکُبَرْ﴾ یہ بہت بڑی چیز ہے، مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم سے زیادہ کسی خوف ناک چیز سے بندوں کو نہیں ڈرایا اور یہ جہنم ایسی کہ جس دن سے یہ پیدا کی گئی میکائیل علیہ السلام اس دن سے کبھی بھی ہنسے نہیں ہیں۔

سخت طبیعت فرشتہ

نبی علیہ السلام معراج پر تشریف لے گئے تو آپ نے سب فرشتوں کو دیکھا تو انہوں نے سلام کیا استقبال کیا اور انکے چہرے پر خوشی کے اثرات نظر آئے ایک فرشتہ ایسا تھا کہ اس نے سلام تو کیا مگر چہرے کے اوپر بالکل اجنبیت تھی تو نبی علیہ السلام نے

جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا جبرئیل! ہر فرشتہ نے سلام کیا اور میں نے اسکے چہرے پر مسکراہٹ دیکھی شگفتگی دیکھی، یہ کون ہے کہ جس کے چہرے کے اوپر اتنی اجنبیت ہے؟ ذرا مسکراہٹ نظر نہیں آئی! کہنے لگے اے اللہ کے محبوب! یہ جہنم کا داروغہ ”مالک“ نامی فرشتہ ہے اسکے چہرے پر کبھی مسکراہٹ نہیں آتی ایسا سخت طبیعت اللہ تعالیٰ نے اسکو بنایا ہے۔

جس سے اکابرین ڈرتے تھے

ایک جگہ فرمایا ﴿والَّذِینَ ھُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّھِمْ مُشْفِقُونَ﴾ اس لئے وہی لوگ جنت میں جائیں گے جو دنیا میں عذاب الٰہی سے ڈرنے والے ہونگے اور وہ جنت میں جاکر کہیں گے ایک دوسرے کو ﴿اِنَّا کُنَّاقَبْلُ فِی اَھْلِنَامُشْفِقِیْنَ ، فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیْنَاوَوَقٰنَاعَذَابَ السَّمُوْمِ﴾ جہنم کی آگ ایسی ہے ذرا توجہ سے سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے اس جہنم کی آگ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو بھی ڈرایا ہے، ہم تصور کر سکتے ہیں اس بات کا اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کو بھی ڈرایا ہے اس آگ سے، قرآن عظیم الشان سنئے اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں، اے محبوب ﴿وَلَاتَجْعَلْ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًاآخَرَفَتُلْقٰی فِی جَھَنَّمَ مَلُوْمًا مَدْحُوْرًا﴾ اللہ اکبر، ہمارے اکابر جب اس آیت کو پڑھتے تھے نا، تو کئی تو روتے تھے اور کئی روتے روتے بے ہوش ہو جاتے تھے، کہ اللہ رب العزت اپنے محبوب کو فرما رہے ہیں، اللہ اکبر ہم کس کھیت کی گاجر مولی ہیں، ہماری کیا اوقات ہے، تو ہمیں واقعی اللہ رب العزت کے بنائی ہوئی عذاب دینے والی اس جہنم سے ڈرنا چاہئے۔

خوف خدا کتنا ہو؟

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا لوگو! تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کوئی شمع جلائے تو پتنگے اس شمع کی طرف بھاگتے ہیں تم خواہشات کی اتباع کی وجہ سے جہنم کی

طرف بھاگ رہے ہو میں تمہاری کمروں سے پکڑ پکڑ کر تمہیں پیچھے ہٹا رہا ہوں، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرشتوں کو بھی جہنم کی آگ سے ڈرایا ہے ﴿وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ﴾ کہ فرشتوں میں سے بھی اگر کوئی کہے گا میں الہ ہوں تو ہم ان فرشتوں کو بھی دوزخ کی آگ میں ڈال دیں گے، تو یہ خوف خدا اس حد تک ہونا چاہئے کہ بندے کو گناہوں سے بچادے، محبت الٰہی کی کوئی انتہا نہیں خوف خدا کی انتہا ہے خوف خدا کی انتہا یہ کہ جس سے بندہ گناہوں سے بچ جائے اتنا خوف کافی ہے، مگر محبت کی کوئی حد نہیں جتنا بندہ اللہ رب العزت کی محبت میں بڑھ سکتا ہے اتنا اسکو بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے، تو خوف خدا بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے تبھی تو اسکی [illegible] سے بندہ گناہوں سے بچ سکتا ہے، مفسرین نے اس کی دلیل دی ہے کہ اللہ رب العزت نے سورۃ الرحمٰن میں جہاں اپنی نعمتوں کا تذکرہ فرمایا وہاں ارشاد فرمایا ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴾ کہ ڈرنے والے کیلئے دو جنتیں ہیں اور آگے فرمادیا ﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾ تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت کا اتنا خوف جو بندے کو گناہوں سے بچالے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔

اکابر کا خوف

ہمارے اکابر جب جہنم کے تذکرے سنتے تھے انکی حالت بدل جایا کرتی تھی چنانچہ فضیل بن عیاضؒ کے بیٹے کا نام تھا علی، انکی تو حالت یہ تھی کہ ان کے سامنے اگر کوئی سورۃ القارعۃ پڑھ دیتا تھا تو وہ سورت کے درمیان ہی بے ہوش کر گر جایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگا کرتے تھے، اے اللہ مجھے اپنی زندگی میں یہ سورت مکمل سننے کی توفیق عطا فرمادے، قاری پڑھنا شروع کرتا تھا یہ بے ہوش ہوجاتے تھے، ایسا لگتا تھا کہ جیسے وہ لوگ جہنم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں،

اویس قرنیؒ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک دفعہ ایک گلی میں سے گذرے جہاں لوہار کی بھٹی تھی، لوہار کی بھٹی پر نظر پڑی تو یہ اسی وقت بے ہوش کر گر گئے لوہار کی بھٹی کو دیکھ کر انکو جہنم کی آگ یاد آ گئی کہ اس بھٹی کی آگ میں لوہے کو گرم کریں تو لوہا پگھل جاتا ہے، جب بندے کو ڈالیں گے جہنم کی آگ میں تو بندے کا کیا حال ہوگا؟ اسلئے روایت میں آتا ہے جس بندے کو جہنم کا سب سے تھوڑا عذاب ہوگا اسکو آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے اور وہ جوتے اتنے گرم ہونگے کہ اس بندے کا دماغ ہنڈیا کی طرح ابل رہا ہوگا۔

جبرئیل بھی رونے لگے

چنانچہ ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے نبی علیہ السلام کے سامنے جہنم کا تذکرہ کیا تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ اس جہنم کے تذکرے کو سن کر اللہ تعالی کے محبوب اتنا روئے کہ جبرئیل علیہ السلام کو بھی رونا آ گیا۔

لفظ خشیت

ایک لفظ ہے حدیث میں ''خشیة اللّٰہ'' جو رویا اللہ تعالی کی خشیت سے امام راغب اصفہانیؒ المفردات میں لکھتے ہیں [**الخشوع الضراع**] کہ یہ خشوع تضرع کا دوسرا نام ہے، گڑگڑانے، ڈرنے کا دوسرا نام ہے، [**واکثرمایستعمل فی مایوجدعلی الجوارح**] اور یہ استعمال ہوتا ہے اکثر جو کچھ انسان کے اعضاء پر پایا جاتا ہے، چنانچہ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ جس طرح انسان آگ جلائے تو دھواں نکلنا ضروری ہے، دھویں سے آگ کی پہچان ہوتی ہے، درخت لگائیں تو پھل اسکی پہچان ہوتی ہے، اسی طرح جس بندے کے دل میں اللہ رب العزت کا خوف ہو اسکے اعضاء کے دیکھنے سے ہی اسکے دل کے خوف کا اندازہ ہو جاتا ہے ایسا بندہ کبھی تو روتا ہے، کبھی تڑپتا ہے، کبھی اللہ کے خوف سے کانپتا ہے اور کبھی اللہ کی یاد میں آہیں بھرتا ہے۔

کیوں دل جلوں کے لب پہ ہمیشہ فغاں نہ ہو
ممکن نہیں کہ آگ لگے اور دھواں نہ ہو

تو دل جلوں کی زبان پر تو پھر آہیں ہوں گی ؎

آہیں بھی نکلتی ہیں گر دل میں لگی ہو
ہو آگ تو موقوف دھواں ہو نہیں سکتا

صحیح مؤمن کی پہچان

چنانچہ قرآن مجید کی آیت ﴿اَلَمْ یأنِ لِلَّذِیْنَ آمَنُوا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِکْرِ اللّٰهِ﴾ اس آیت میں امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ ان المؤمن لایکون مؤمنافی الحقیقة الابخشوع القلب، کہ مومن حقیقت میں مومن ہو ہی نہیں سکتا، جب تک اسکے دل میں اللہ کا خوف نہ ہو، جب تک اسکے دل میں خشوع نہ ہو، چونکہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں ﴿تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ﴾ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ خشیت کا مطلب ہوتا ہے بعض اوقات اعضاء کے اندر سکون ہونا طمانینت کا ہونا اسکو بھی خشیت کہا گیا اور کئی مرتبہ بندہ تڑپتا ہے، کئی مرتبہ بندہ آہیں بھرتا ہے اور کئی مرتبہ بندہ رو پڑتا ہے یہ سب کی سب اس خشوع کی نشانیاں ہوتی ہیں، وہ اسکی تفصیل لکھتے ہیں وہ کہتے ہیں اگر نماز میں دیکھا جائے گا تو خشوع کا مطلب طمانینتِ اعضاء لیا جائے گا جیسے نبی ﷺ نے ایک آدمی کے بارے میں فرمایا تھا کہ اگر اس بندے کے دل میں خشوع ہوتا تو اسکے اعضا کے اندر ٹھہراؤ ہوتا، تو نماز میں خشوع کہیں گے کہ اعضا کے اندر جماؤ، ٹھہراؤ ہو، ذکر کی حالت میں بندے کا خشوع کیا کہ اسکے اوپر گڑگڑانے کی کیفیت طاری ہو، اسکے اوپر رونے کی کیفیت ہو اور وہ اللہ

تعالیٰ کے سامنے ڈرنے کانپنے لگے اس کو خشوع کہتے ہیں۔

ڈر کی وجہ سے آہیں

ڈر کی وجہ سے بھی آہیں نکلتی ہیں، محبت کی وجہ سے بھی آہیں نکلتی ہیں اسلئے اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابرہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا، ﴿ان ابرھیم لاواہ حلیم﴾ کہ ''میرے ابرہیم بڑے حلیم تھے اور آہیں بھرنے والے تھے'' اواہ کہتے ہیں آہیں بھرنے والے کو چنانچہ روح البیان میں لکھا ہے [الاوّاہ، الخاشع المتضرع] اوّاہ کہتے ہیں جس کے دل میں خشوع ہو جس کے دل میں خضوع ہو اور یہ بھی ذہن میں رکھنا کہ جب بندے کی آہ نکلتی ہے تو وہ پھر آوز سے نکلتی ہے آہ ہمیشہ زور کی ہوتی ہے چنانچہ امام بخاریؒ لکھتے ہیں ایک شاعر کا شعر

اذما کد　ارحلھابلیل　ططأھاآھتہ رجل الحزین

یعنی اونٹنی آواز نکالتی ہے جیسے بندے کی آہ ہوتی ہے تو وہ فرماتے ہیں کہ یہ غم ناک مرد کی طرح آہیں بھرتی ہے۔

خاموش رہ کے دل کا نکلتا نہیں غبار
اے عندلیب بول دہائی خدا کی ہے

تڑپنا تلملانا ہجر میں رورو کے مرجانا ☆ ہے شیوہ عاشقی میں یہ مریضان محبت کا ایک شاعر نے کہا

فرط غم نے کیا صد چاک میرا دامن ضبط
آسماں تک گئی آواز میرے نالوں کی

تو جب بندہ اللہ رب العزت کی محبت میں روتا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ پھر اسکے منہ سے آہیں نکلتی ہیں اللہ رب العزت کے ڈر میں وہ کانپ رہا ہوتا ہے۔

چشم اور چشمہ

[عینٌ بکت من خشیة اللّٰہ] وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ سے

روپڑی اللہ تعالیٰ اس آنکھ کو جہنم پر حرام فرمادیتے ہیں، عربی میں **عین** کا لفظ آنکھوں کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے (چشم کے لئے) اور **عین** کا لفظ چشمہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے ﴿عیناًفیھاتسمی سلسبیلا﴾ تو چشم کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے اور چشمہ کے لئے بھی ہوتا ہے مگر دونوں میں فرق ہے

☆......جس طرح چشمہ پانی کے بغیر بے کار ہوتا ہے
ایسے ہی مؤمن کی چشم آنسو کے بغیر بیکار ہوتی ہے۔

☆......چشمہ کے پانی سے دنیا کا باغ لگتا ہے
اور چشم کے پانی (آنسو) سے آخرت کا باغ لگ جاتا ہے۔

☆......چشمہ کے پانی کی فصل فانی ہوتی ہے
لیکن چشم کے پانی سے جو فصل لگتی ہے وہ ہمیشہ دائمی ہوا کرتی ہے۔

☆......چشمہ کے پانی سے ظاہر کی نجاست دور ہوتی ہے
اور چشم کے پانی سے انسان کے باطن کی غلاظت دور ہوتی ہے۔

☆......چشمہ کے پانی سے ظاہر کا وضو انسان کرلیتا ہے
اور چشم کے پانی سے انسان کے باطن کا وضو ہو جاتا ہے۔

☆......نیز چشمہ کا پانی میزان میں نہیں تولا جائے گا
مگر انسان کی چشم سے نکلا ہوا پانی قیامت کے دن میزان میں بھی تولا جائے گا،

بلکہ حدیث پاک میں ہے سند کے ساتھ بات کر رہا ہوں میزان میں ہر چیز کا وزن ہو سکے گا، لیکن مؤمن گنہگار کے ندامت سے نکلے ہوئے آنسو اتنے وزنی ہوں گے کہ میزان میں اسکا حساب بھی کرنا مشکل ہو جائے گا۔

رونے اور ڈرنے کا حکم

چنانچہ حدیث میں ہے :[عن عبداللہ بن عمرؓ قال قال النبی ﷺ تضرعوا وابکوافان السموات والارض والشمش والقمر والنجوم

یکون من خشیة الله]" عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ارشاد فرمایا ڈرو اور رویا کرو کہ زمین و آسمان سورج اور چاند اور ستارے سب کے سب اللہ رب العزت کے خوف سے روتے ہیں" اسلئے فرمایا اگر تمہیں حقیقت کا پتہ چل جائے کہ تمہیں کس کس امتحان سے گذرنا ہے یعنی پل صراط کے اوپر سے گذرنا ہے ﴿فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا﴾ "تم ہنسو تھوڑا اور روو زیادہ " اسلئے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی آخرت کے معاملات سوچیں گناہوں کو سوچیں اور پھر اللہ تعالی سے رو رو کر معافیاں مانگیں۔

رونے کے اقسام

علماء نے لکھا ہے کہ رونے کی مختلف اقسام ہیں، سب سے پہلی قسم

﴿۱﴾...... مصیبت کے اوپر رونا کسی انسان پر کوئی مصیبت آجائے تو فطرۃ بندہ رو پڑتا ہے، جیسے طالب علم فیل ہوگیا، روئے گا، ریزلٹ نکلتا ہے تو کتنے لوگوں کو روتے ہوئے دیکھا، کسی کو کاروبار میں بڑا نقصان ہو جائے بے اختیار آنسو نکل پڑتے ہیں، تو مصیبت کے اوپر رونا یہ انسان کی فطرت ہے۔

﴿۲﴾......ایک ہے کسی کے فراق میں رونا، کسی کی جدائی میں رونا جیسے نبی ﷺ کے بیٹے سیدنا ابراہیمؓ فوت ہوگئے تو نبی ﷺ انکو جنت البقیع میں دفن فرما رہے تھے اس وقت آپ کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، ایک صحابی نے دیکھا تو حیران ہوئے، فرمانے لگے اے اللہ کے نبی آپ بھی رو رہے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا [العین تدمع و القلب یحزن] دل مغموم ہے آنکھ روتی ہیں [وانا بفراقک یاابراھیم لمحزونون] اے ابرہیم ہم تیری جدائی کے اندر غمگین ہیں، تو فطرتی چیز ہے ماں باپ فوت ہوں تو اولاد روتی ہے اولاد فوت ہو تو ماں باپ روتے ہیں، جس ماں کا بچہ فوت ہو جائے اسکو رلانے کے لئے مرثیہ خواں کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ دکھ اور درد کی وجہ سے غم کی وجہ سے

خودرو رہی ہوتی ہے، چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں حضرت یعقوب علیہ السلام بھی روئے تھے، فطری محبت ہوتی ہے، اتنا روئے اتنا روئے کہ ﴿وابیضت عیناه من الحزن فهو كظيم﴾ رورو کے انکی آنکھیں سفید ہوگئی تھیں، بینائی چلی گئی اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اتنا بڑا دل تو ہونا چاہئے کہ بندہ اس غم کو برداشت کر سکے، مگر یعقوب علیہ السلام کا رونا دو وجہ سے تھا ایک رونا اس وجہ سے تھا کہ وہ سمجھتے تھے کی میرے بیٹے کو اللہ نے جنتی حسن کا نمونہ دیا لہذا جنتی حسن جدا ہونے کی وجہ سے وہ رویا کرتے تھے، ﴿ماهذا بشرا ان هذا الاملک کریم﴾ اور دوسرا یعقوب علیہ السلام اس وجہ سے روتے تھے کہ بچپن میں میرا بچہ جدا ہو گیا اسکی صحیح ایمان کی تلقین بھی نہیں کر سکے معلوم نہیں وہ کس حال میں میرا بیٹا دنیا سے رخصت ہوا اس وجہ سے روتے تھے اس لئے جب خوشخبری دینے والے نے آکر بتایا کہ آپ کے بیٹے یوسف علیہ السلام زندہ ہیں تو یعقوب علیہ السلام نے پہلی بات یہ پوچھی کہ تو نے انکو کس دین پر پایا اس نے کہا کہ میں نے انکو دین اسلام پر پایا یعقوب علیہ السلام فرمانے لگے [الآن تمت نعمة ربی] کہ میرے رب کی نعمت اب مجھ پر مکمل ہوگئی کہ میرا بیٹا بھی سلامت ہے اس کا دین بھی سلامت ہے، تو فراق میں لوگ روتے ہیں،

صحابہ کا حضور کے فراق میں رونا

صحابہ کرام نبی علیہ السلام کے فراق میں رویا کرتے تھے چنانچہ سیدنا بلال کے بارے میں آتا ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے پردہ فرمایا تو انہوں نے دل میں سوچا کہ پہلے تو یہاں محبوب کا دیدار ہوتا تھا میں مسجد نبوی میں اذان دیتا تھا اب میں اگر محبوب کا دیدار نہیں کر سکوں گا تو میں برداشت نہیں کر سکوں گا چنانچہ انہوں نے ملک شام میں ہجرت فرمالی، پھر اسکے بعد انہوں نے اذان نہیں کہی نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت بلال نے صرف دو مرتبہ اذان دی ایک اذان تو جب بیت

المقدس فتح ہوا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں، اس وقت صحابہ کا دل مچل اٹھا اور صحابہ کرام نے کہا امیر المؤمنین آپ بلالؓ سے کہئے یہ اللہ کے محبوب کے مؤذن تھے آج ذرا یاد تازہ ہو جائے اور بیت المقدس میں انکی اذان ہو جائے تو بلالؓ نے پہلے　توانکار فرمایا جب امیر المؤمنین نے حکم دیا اب انکار کی گنجائش نہیں تھی تو ایک تو انہوں نے قبلہ اول میں اذان دی نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد پھر ایک مرتبہ شام میں رات کو سوئے ہوئے تھے نبی علیہ السلام کا دیدار ہوا تو محبوب نے فرمایا کہ بلال کتنی بے وفائی ہے اتنا عرصہ گذر گیا تم ہماری ملاقات کے لئے بھی نہیں آتے بس اس خواب کے آتے ہی اٹھ بیٹھے اپنی بیوی سے کہا کہ میری اونٹنی تیا کرواور میں اب مدینہ جارہا ہوں چنانچہ شام سے مدینہ طیبہ کا سفر کیا اب جب مدینہ طیبہ میں آئے تو نماز کا وقت بھی تھا صحابہ کرام کی چاہت تھی کہ ہم نبی علیہ السلام کے زمانہ کی اذان سنیں، محبوب کی یاد تازہ ہوانہوں نے انکار فرما دیا چنانچہ سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ دونوں شہزادوں نے اپنی تمنا ظاہر کی کہ ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہے کہ اپنے نانا کے دور کی اذان سنیں اب شہزادوں کی خواہش تمنا ایسی تھی کہ اسکا انکار نہیں کر سکتے تھے چنانچہ کہنے لگے اچھا میں اذان دیتا ہوں بلالؓ نے اذان دینی شروع کی اب اچانک جب مدینہ میں صحابہ نے بلال کی آواز سنی جس آواز کو وہ دورِ نبی میں سنا کرتے تھے تو انکے دل میں نبی علیہ السلام کی یاد تازہ ہوگئی صحابہ کرام تو مرغ نیم بسمل کی طرح رونے لگ گئے ایک آواز بلند ہوئی حدیث پاک کا مفہوم کہ مدینہ کی عورتیں وہ بھی اپنے گھر سے چادریں سر پر کر کے مسجد نبوی کی طرف بھاگیں اور اس وقت ایک عجیب کیفیت پیدا ہوئی کہ جب عوتیں بھی رو رہی تھیں مرد بھی رو رہے تھے ایک چھوٹے بچے نے جو ماں کے کندھے پر بیٹھا تھا اس نے بلالؓ کو دیکھا تو اپنی امی سے پوچھنے لگا امی بلال تو اتنے عرصہ کے بعد واپس آگئے تم　بتاؤ کہ نبی علیہ السلام کب واپس آئیں گے؟۔

کہتے ہیں کہ حضرت بلالؓ جب　اشهدان محمدارسول الله پر پہنچے فلم

یقدرعلیه فسکت مغشیا علیه حباللنبی ﷺ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے نبی علیہ السلام کی محبت میں بے قرار ہو کر نیچے گر گئے [وشوقاالیهم واشتدعندذالک بکاء اهل المدینه من المهاجرین والانصار] مہاجرین اور انصار کی مدینہ میں اتنی آوازیں بلند ہوئیں [حتی خرجت النساء من خمورهن] حتی کہ عورتیں بھی اپنی چادریں لے کر پردہ کر کے گھروں سے نکل کر مسجد میں اذان سننے کے لئے آ گئیں شوقاالی النبی ﷺ اب خشک ملا کو کیا پتہ کہ یہ رونا کیا چیز ہوتی ہے؟ یہ تو وہی جانتا ہے جس کے دل میں لگی ہوتی ہے کہ نبی علیہ السلام کی محبت میں رونا کیا چیز ہوتی ہے، تو ایک رونے کی قسم ہے کسی کے فراق میں رونا۔

﴿۳﴾......تلاوت قرآن میں رونا جو قرآن مجید کے مفہوم کو سمجھنے والے قرآن مجید کے معانی کے جاننے والے ہیں وہ جب اللہ رب العزت کے کلام کو پڑھتے ہیں تو کچھ جگہوں پر جا کر پھر وہ بے اختیار رویا کرتے ہیں چنانچہ حدیث پاک میں ہے توجہ سے سنئے کہ تلاوت قرآن کے وقت جو شخص رویا اللہ رب العزت کے اسکے لئے جنت کو واجب فرما دیتے ہیں اسی لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے تھے [فان لم تبکوا افالیتباکوا] جب تم عذاب کی آیتوں کو پڑھو اگر رو نہ سکو تو تم رونے والی شکل ہی بنا لیا کرو، کیا پتہ اللہ کو تمہارا بہروپ ہی پسند آ جائے۔

﴿۴﴾......ایک چوتھی قسم کا رونا ہے گناہوں کو یاد کر کے رونا چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے توجہ سے سنئے اب یہ عاجز اپنے مضمون کو سمیٹنا چاہتا ہے حدیث پاک میں آیامن تذکرخطایاه جس نے اپنے گناہوں کو یاد کیاوبکی عیناه اور اسکی آنکھیں رو پڑیں رضی منه الله تو اللہ رب العزت اس بندے سے راضی ہو جاتے ہیں۔

﴿۵﴾......عشق الٰہی میں رونا، محبت الٰہی میں رونا، چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے [من بکی باشتیاق المولی فله جنة الماوی] جو انسان اللہ کی یاد میں محبت میں روتا ہے اللہ رب العزت اسکو جنت ماوی عطا فرما دیتے ہیں

حضرت موسیٰ ﷺ کولن ترانی کا جب خطاب ہوا تھا کہتے ہیں اس کے بعد زندگی بھر کسی نے ہنستا ہوا نہیں دیکھا تھا، سیدہ حفصہ ؓ ام المؤمنین فرماتی ہیں ایک مرتبہ نبی ﷺ میرے پاس آرام فرمارہے تھے اچانک میں نے اپنے رخسار پر کوئی گرم چیز محسوس کی جب ہاتھ لگایا تو پانی! میں اٹھ بیٹھی تو کیا دیکھا نبی ﷺ رو رہے تھے اور آپ کی مبارک آنکھوں کے جو گرم گرم آنسو تھے وہ میرے رخسار پر پڑ رہے تھے، کہتی ہیں میں نے اٹھتے ہی پوچھا اے اللہ کے محبوب آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا حفصہ تم سن نہیں رہی تمہارا بھائی تہجد میں کیا پڑھ رہا ہے؟ فرماتی ہیں تب میں نے دھیان دیا عبداللہ ابن عمر میرے بھائی ساتھ والے کمرے میں تہجد پڑھ رہے تھے اور تہجد پڑھتے ہوئے اس آیت پر پہنچے ﴿کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون﴾ کہ یہ کافر لوگ اللہ تعالیٰ سے پردے میں رہ جائیں گے تو محبوب نے یہ آیت سنی تو دل اللہ کی یاد میں اتنا تڑپ اٹھا کہ کچھ لوگ ہوں گے، جن کو قیامت کے دن اللہ کا دیدار نہیں ہوگا، رونے لگے، اللہ ہمیں اپنا دیدار عطا فرمادے، تو فرماتی ہیں میں نے پوچھا آقا کوئی تکلیف ہے فرمایا نہیں میں نے کہا آقا آپ جنت کی یاد میں رو رہے ہیں فرمایا نہیں میں نے پوچھا جہنم کی یاد سے رو رہے ہیں فرمانے لگے نہیں میں نے پوچھا اے اللہ کے محبوب آخر کیوں رو رہے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا کہ حفصہ انا مشتاق میں اللہ کا مشتاق ہوں اور اس وقت میرے دل میں شوق بڑھ گیا اللہ کی ملاقات کا جس نے مجھے رونے پر مجبور کردیا۔

ساری چمک دمک تو انہیں موتیوں سے ہے
آنسو نہ ہو تو عشق میں کچھ آبرو نہیں

آنسو نہ ہو تو پھر محبت کی قیمت ہی کیا رہ جاتی ہے، اسلئے حضرت شعیب علیہ السلام اللہ رب العزت کی محبت میں روئے فقال اللّٰہ لہ ماھذا البکاء اللہ تعالیٰ نے پوچھا اے میرے پیارے پیغمبر علیہ السلام یہ رونا کیا ہے؟ أشوقا الی الجنة

کیا جنت کی یاد میں رو رہے ہیں؟ أم خوفا من النار؟ یا آگ کے خوف سے رو رہے ہیں فقال لا یارب فرمانے لگے اے رب ایسا نہیں ولکن شوقا الی لقائک بلکہ میں آپ کی ملاقات کے شوق میں رو رہا ہوں فاو حی الله الیه اللہ نے انکی طرف وحی نازل فرمائی اے شعیب میری محبت میں رونے کی وجہ سے آپ کو قیامت کے دن میری ملاقات کی بشارت نصیب ہو۔

رونے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی حالت

امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ تلاوت قرآن مجید کے وقت بعض صحابہ تو ایسے تھے کہ جن پر جھرجھری طاری ہو جاتی تھی ومنھم من بکی بعض ایسے تھے جو قرآن پڑھتے ہوئے رو پڑتے تھے ومنھم من غشیه علیه اور بعض ایسے تھے جو بے ہوش ہو جاتے تھے ومنھم من مات في غشیه اور بعض ایسے تھے اس بے ہوشی کے عالم میں انکی روح نکل جایا کرتی تھی۔

چنانچہ نبی علیہ السلام ایک مرتبہ تہجد پڑھ رہے تھے اور آپ کو پیچھے پتہ نہیں تھا ایک صحابی آئے اور انہوں نے پیچھے خاموشی سے نماز شروع کر دی عمرانؓ ان صحابی کا نام تھا نبی علیہ السلام نے جب قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے پڑھا جہنم کے بارے میں ﴿ان لدینا انکالا وجحیما وطعاما ذاغصة وعذابا الیما﴾ وہ صحابی پیچھے گرے اور ان کی روح پرواز کر گئی جہنم کی ہتھکڑیوں کے بارے میں بیڑیوں کے بارے میں اس آیت کے اندر تذکرہ کیا گیا ہے،

چنانچہ ایک صحابی پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے ﴿فلنسئلن الذین ارسل الیھم ولنسئلن المرسلین﴾ حدیث پاک میں آتا ہے اللہ کے محبوب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، چنانچہ سیدنا صدیق اکبرؓ جب نماز پڑھاتے تھے تو وہ بھی روتے تھے اس لئے جب آخری دنوں میں امام کس کو بنایا جائے اس کے بارے میں عائشہ صدیقہؓ سے مشورہ کیا گیا تو انہوں نے اسی لئے کہا تھا کہ

آپ میرے ابو کو امامت کے لئے نہ کہیں ﴿ان ابابکر اذاقام فی مقامک لم یسمع الناس عن البکاء﴾ کہ جب میرے والد آپ کے مصلے پر کھڑے ہوں گے اتنا روئیں گے لوگ انکی تلاوت بھی نہیں سن سکیں گے، چنانچہ عبداللہ ابن شدادؓ ایک صحابی ہیں وہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے مسجد نبوی میں نماز پڑھی عمرؓ نے پڑھائی اور میں آخری صفوں میں تھا فرماتے ہیں [سمعت نشیج عمرؓ وانافی آخر الصفوف یقرأ انمااشکوبثی وحزنی الی اللہ] کہ انہوں نے سورۂ یوسفؑ کی آیت پڑھی انمااشکوبثی وحزنی الی اللہ تو اس وقت پڑھتے پڑھتے اتنا روئے کہ مجھے آخری صف میں کھڑے ان کے رونے کی آواز آ رہی تھی۔

دوستو! کوئی ہم نے بھی کبھی ایسی نماز پڑھی کہ جس نماز میں ہم تلاوت کرتے ہوئے روئے ہوں اللہ کی یاد میں روئے ہوں، اسلئے امام شافعیؒ نے جب آیت سنی ﴿ھذا یوم لاینطقون ولایؤذن لھم فیعتذرون﴾ تو امام شافعیؒ اس آیت کو سن کر بے ہوش ہو گئے تھے، علی بن فضیلؒ نے آیت سنی ﴿یوم یقوم الناس لرب العلمین﴾ اس آیت کو پڑھ کر وہ بھی بے ہوش ہو گئے، سیدہ عائشہ صدیقہؓ ایک مرتبہ پوری رات اس آیت کو پڑھتی رہیں ﴿وبدالھم من اللہ مالم یکونو یحتسبون﴾ اور پڑھ پڑھ کر روتی رہیں چنانچہ شبلیؒ نے ایک قاری سے نماز میں جب آیت سنی ﴿لان شئنالنذھبن بالذی اوحیناالیک﴾ تو اس آیت کو پڑھ کر وہ بے ہوش کر تراویح کی نماز میں نیچے گر گئے تھے۔

ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

کون کب روتا ہے؟

آج ہمیں شعر سن کر رونا آ جاتا ہے شاعروں کے اشعار سن کر رونا آ جاتا ہے

اللہ کا قرآن سن کر رونا نہیں آتا، اس کی وجہ علماء نے لکھی ہے کہ جس کے دل میں مخلوق کا تعلق زیادہ مضبوط ہوگا وہ مخلوق کے کلام کو سن کر روئے گا اور جسکے دل میں اللہ اور اسکے رسول کا تعلق غالب ہوگا وہ قرآن کو اور محبوب کے فرمان کو سن کر روئے گا، چنانچہ قرآن مجید گواہی دے رہا ہے ﴿واذاسمعوا ماانزل الی الرسول تری اعینهم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق ﴾ صحابہ کرام کے بارے میں ہے کہ جب وہ سنتے تھے جو نبی ﷺ پر نازل ہوا تو انکی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہو جایا کرتی تھیں فتح الباری میں (بخاری شریف کی شرح) لکھا ہے کہ [یستحب البکاء مع القراء ة]کہ جب قراءت کی جائے قرآن پڑھا جائے تو قرآن پڑھتے ہوئے رونا مستحب ہے وطریق تحصیله اوراس رونے کی کیفیت کو حاصل کرنے کا طریقہ یہ ان یحضر قلبه الحزن کہ اپنے دل میں حزن اور خوف کو حاضر کرے اور اگر پھر بھی رونا نہ آئے فانه من اعظم المصائب تو پھر اس سے بڑی بندے پر کوئی مصیبت نہیں ہوسکتی۔

کون کتنا رویا؟

......حضرت آدم علیہ السلام اللہ رب العزت کے سامنے اپنی بھول پر تین سو سال تک روتے رہے۔

......حضرت داؤد علیہ السلام چالیس سال تک روئے ہمارے اکابرین اللہ کے خوف [illegible] کرتے تھے۔

......[illegible]ن بصری کے بارے میں آتا ہے کہ روتے تھے آنسو زمین پر گرنے لگ جاتے تھے اتنے آنسو زمین پر گرتے تھے کہ اس جگہ پر پانی کی وجہ سے گھ[illegible] لگ آیا کرتی تھی۔

......رابعہ بصریہ اللہ کی نیک بندی ایک مرتبہ مناجات میں روتی رہیں اور اپنے آنسو زمین پر پھینکتی رہیں جب مناجات کر کے اٹھیں تو آنے والے

بندے نے آکر پوچھا کہ آپ نے اس جگہ پر وضو کیا ہے آنسوؤں کا اتنا پانی تھا کہ دیکھنے والے نے اس کو وضو کا پانی سمجھا، وہ کہنے لگیں یہ تو رونے کے آنسو ہیں وہ کہنے لگے میں نے آنسوؤں کا پانی اس سے پہلے کبھی بہتے ہوئے نہیں دیکھا تھا، اسی لئے ایک مرتبہ ان کو کھانے کے لئے بھنا ہوا مرغا پیش کیا تو رابعہ بصریہ رونے لگ گئیں اس نے کہا اماں اسمیں رونے کی بات کیا ہے کہنے لگیں رونے کی بات یہ ہے کہ اس مرغے کو پہلے ذبح کر کے جان نکالی گئی پھر آگ پر بھونا گیا اگر رابعہ کو قیامت کے دن معافی نہ ملی تو اسے تو زندہ حالت میں جہنم میں بھونا جائے گا، اسلئے علماء نے لکھا ہے کہ جو انسان دنیا میں گناہوں پر شرمندہ ہوگا اللہ رب العزت اسکو قیامت کے دن شرمندہ نہ فرمائیں گے۔

اجر عظیم

جو انسان دنیا میں اللہ رب العزت کی محبت میں روئے گا اللہ رب العزت قیامت کے دن اپنے دیدار سے محروم نہیں فرمائیں گے اسلئے آج کی یہ بڑی رات ہے ہمیں چاہئے ایک تو ہم اپنے گناہوں کو یاد کر کے روئیں معلوم نہیں کیسی کیسی خطائیں کی ہیں آج جہنم سے ہمیں پناہ مانگنی ہے اور اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرنی ہے اے اللہ ہمیں جہنم سے بچا دیجئے آج کی اس بابرکت رات میں جہنم کی آگ ہم پر حرام فرما دیجئے اور دوسرے اللہ رب العزت کی محبت میں کہ اے اللہ ہم آپ سے آپ ہی کو چاہتے ہیں یہ لیلۃ القدر ہے اسمیں آپکی اتنی رحمتیں برکتیں نازل ہوتی ہیں اے پروردگار ایک رحمت سے ہمارے نصیب کا بھی فیصلہ فرما دیجئے کہ ہمیں قیامت کے دن اپنے عاشقوں میں کھڑا کر دیجئے اپنے چاہنے والوں میں کھڑا کر لیجئے آج اللہ کی محبت میں جو بندہ روئے گا وہ قیامت کے دن اللہ کے دشمنوں میں کھڑا نہیں کیا جائے گا۔

عجیب بات

ہمارے حضرات دو باتیں کیا کرتے تھے اور دونوں باتیں بڑی عجیب ہیں ایک

بات تو یہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ آپ نے فرمایا کہ تم مجھ سے محبت کرو اور کفار سے تم دشمنی رکھو تو اے اللہ ہم نے تیرے لئے کفر سے اور کفار کے طریقوں سے دل میں عداوت پیدا کر لی اے اللہ ان دشمنوں کو اور ہمیں جہنم میں اکٹھا نہ فرما دینا، جب ہم نے آپ کی خاطر ان سے عداوت کی ہے ان کے طریقوں کو چھوڑ دیا اور آپ کے سامنے سر جھکا دیا اے اللہ آپ کیسے پسند فرمائیں گے کہ ان دشمنوں کے ساتھ ہمیں جہنم کی آگ میں اکٹھا فرمائیں!

......اور ہمارے بعض علماء عجیب دعا فرماتے تھے کہتے ہیں کہ میدان عرفات میں ایک بزرگ یہ دعا کر رہے تھے دعا انہوں نے یہ کی قرآن مجید میں ایک جگہ ہے کہ کافر لوگ قسم کھا کر کہتے تھے کہ آخرت میں دوبارہ اٹھنے والا عقیدہ غلط ہے اے اللہ کافر قسم کھا کر کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا غلط ہے اور اے پروردگار ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد ہم زندہ ہونگے آپ کے حضور پیش ہونگے انہوں نے بھی قسم کھائی ہم نے بھی قسم کھائی دو مختلف قسمیں کھانے والوں کو جہنم میں ایک جگہ پر اکٹھا نہ فرمانا۔

تو واقعی بات ایسی ہی ہے تو ہمیں بھی اپنے رب سے معافی مانگنی چاہئے اے اللہ! ہم آپ سے اپنے گناہوں کی سچی معافی مانگتے ہیں آپ ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجئے اور ہمیں جہنم کی آگ سے بچا لیجئے اسلئے کہ ماں اسکو بیٹے سے اتنا پیار ہوتا ہے کہ اپنے بیٹے کے بارے میں کوئی لفظ بھی وہ کسی کی زبان سے برداشت نہیں کر سکتی اور اگر اسکے بیٹے کو کوئی بددعا دیدے تو بہ توبہ وہ شیرنی کی طرح پیچھے پڑ جائے گی، تو ہوتی کون ہے میرے بیٹے کو بددعا دینے والی ماں بیٹے کی بددعا برداشت نہیں کر سکتی تو پھر اللہ کے محبوب نے اپنی امت کے لئے بددعا کیسے برداشت کی؟ حدیث پاک میں آتا ہے جبرئیل آئے اور انہوں نے آ کر بددعا دی برباد ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنی مغفرت نہ کروائی اللہ کے محبوب نے اس بددعا پر آمین کہہ دی، جس محبوب

کو طائف کے سفر میں پتھر مارے گئے، جن کے نعلین مبارک خون سے بھر گئے اس وقت فرشتے آئے اور کہنے لگے اے اللہ کے محبوب آپ ارشاد فرمائیں ہم پہاڑوں کو ٹکرا کر اس قوم کو مٹا کر رکھ دیں، محبوب نے اس وقت بد دعا نہ کی فرمایا **اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون** اللہ میری قوم کو ھدایت دیجئے یہ میرے مرتبہ کو پہچانتے نہیں، تو اللہ کے محبوب نے کلمہ گو لوگوں کے لئے اپنے امتیوں کے لئے مؤمنوں کے لئے آمین کیسے کہہ دی تو اسکا شارحین نے یہ جواب لکھا کہ حقیقت میں رمضان المبارک میں اللہ تعالی بندے کو معاف کرنے پر تلے ہوتے ہیں جہنم سے نکالنے پر تلے ہوتے ہیں جو بندہ سچے دل سے معافی مانگ کر اپنے آپ کو اس موقع پر بھی نہ بخشوائے اس نے اللہ کی رحمت کی بے قدری کی اس بے قدرے بندے کا برباد ہو جانا ہی بہتر ہے ،تو آج کی اس رات میں ہم اللہ رب العزت سے معافی مانگیں اے اللہ جہنم کی آگ سے ہمیں بری فرما دیجئے، میرے دوستو ہم عام بندے کی بد دعاؤں سے بھی ڈرتے ہیں ،سوچئے جبرئیل علیہ السلام نے بد دعا کی اور اللہ کے محبوب نے آمین کہی ،اب اس سے ڈرنے کی ضرورت ہے یا نہیں ہے؟ اس سے کیسے ڈریں گے اس سے ڈرنے کا یہی طریقہ ہے کہ آج کی اس رات میں ہم اللہ تعالی سے اپنے گناہوں کو بخشوا کر اٹھیں، گھروں میں اکیلے مانگیں۔ گے تو پتہ نہیں رب معاف کرینگے یا نہیں کرینگے اور اتنے لوگ جو یہاں موجود ہیں کوئی تو اللہ کا مقبول بندہ ہوگا کسی کے دل میں تو خوف خدا ہوگا، کسی کے دل میں تو اللہ کی محبت ہوگی کسی کے دل میں تو حیا اور پاکدامنی ہوگی اتنے لوگ جو ہیں سجدے کرتے کرتے جنہوں نے اپنے بال سفید کر لئے کسی کا تو کوئی سجدہ اللہ کے یہاں قبول ہوگا، ان لوگوں میں اس بڑی رات میں جب اللہ ہمیں اکٹھا بیٹھنے کی توفیق دی تو لگتا ہے کہ پروردگار کا ارادہ خیر کا ہے وہ ہمیں بخشنا چاہتا ہے، تبھی تو آج اس مسجد میں پہنچا دیا لہذا اس دعا کے موقع پر ہم آج

دل میں عہد کرلیں ہم نے اپنے رب کورو رو کے منانا ہے، ہمیں کوئی احساس نہ ہو کہ ہمارے گرد کون بیٹھا ہے کون نہیں بیٹھا، ہمیں تو اپنی پڑی ہو آج ہم اپنے مالک کو منا کر اٹھیں گے، اس وقت تک دعا ختم نہیں کریں گے جب تک پروردگار ہمیں معاف نہ کردیں، ہمارے گناہوں کا بوجھ ہمارے سر سے دور نہ کردیں اور ہمیں محبوب کی بددعا سے بچاؤ نصیب نہ ہو جائے ہمیں اللہ تعالی جہنم سے بری نہ فرمادیں جب اس نیت سے اور جذبہ سے دعا مانگیں گے تو آج کی رات کی برکتیں ہمیں نصیب ہوگی پروردگا ہم سب کی بخشش فرمائے اور آج کی اس عظیم رات میں اللہ تعالی بخشے بخشائے سب لوگوں کو اپنے گھروں میں واپس لوٹائے۔

وآخردعوناان الحمدلله رب العلمین

﴿ومن اراد الآخرة وسعى لها سعيها وهو مؤمن
فاولئک کان سعيهم مشكورا﴾

نیکی کا دنیا میں فائدہ

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب دامت برکاتہم
(نقشبندی مجددی)

درحالت اعتکاف مسجد نور لوساکا (زامبیا) بعد نماز عشا ۲۰۰۳ء

فہرست مضامین

اللہ اللہ اللہ

اقتبـــــاس

صدقہ سے اللہ تعالی رزق میں برکت عطا فرماتے ہیں
نبی علیہ السلام نے قسم اٹھا کر یہ بات حدیث پاک میں فرمائی (صدقہ
کرنے سے رزق بڑھتا ہے) اگر اللہ کے محبوب ویسے ہی بات
کر دیتے اس صادق وامین کی یہ بات سچی تھی مگر انہوں نے قسم
کھا کر فرمایا کہ صدقہ کرنے سے آدمی کے رزق کے اندر کمی نہیں آتی
اللہ تعالی برکت عطا فرما دیتے ہیں۔

﴿حضرت پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مدظلہ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّابَعْد......!

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

﴿ومن اراد الآخرة وسعى لها سعيها وهو مؤمن فاولئک کان سعيهم مشكورا﴾

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلٰى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّم

اعمال سے احوال بنتے ہیں

انسان کے اعمال پر انسان کے حالات کا فیصلہ کیا جاتا ہے، اگر اعمال اچھے ہوں تو اللہ تعالیٰ حالات کو اچھا کر دیتے ہیں، اعمال برے ہوں تو اللہ تعالیٰ حالات کو برا کر دیتے ہیں، اسی لئے فرمایا گیا اعمالکم عُمّالکم تمہارے اعمال ہی تمہارے حاکم ہیں، جیسے عمل ہوں گے ویسے حاکم ہوں گے، آج کا انسان یہ چاہتا ہے کہ حالات پہلے ٹھیک ہوں عمل میں بعد میں ٹھیک کروں گا، یہ خدائی ترتیب کو الٹنے والی بات ہے، ایک ترتیب ہوتی ہے گھوڑا آگے ہوتا ہے اور تانگا پیچھے ہوتا ہے ہم اپنے اعمال کو پہلے سنواریں پروردگار ہمارے حالات کو سنوار دیں گے، اکثر سنا گیا بلکہ پوچھا کہ بھئی آپ مسجد میں نہیں آتے؟ جی بس کچھ کام کاروبار ٹھیک نہیں ذرا ٹھیک ہو جائے گا، آجاؤں گا، یعنی پہلے حالات ٹھیک ہوں بعد میں میں اعمال کو ٹھیک کروں گا، ہم الٹی ترتیب چلنا چاہتے ہیں، یہ نہیں ہوتا، چنانچہ جو لوگ اپنے اعمال کو درست کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انکے حالات کو

کو بھی درست کر دیتا ہے، نیک اعمال کے آخرت میں تو فائدے ہونگے ہی نیک اعمال کے دنیا میں بھی بہت فائدے ہیں اگر ہم پر یہ بات کھل جائے کہ نیک آعمال کے دنیا میں کیا فائدے ہیں تو ہم تو نیک اعمال کے پیچھے بھاگنے والے بن جائیں، صحیح بات ہے ہمیں پتہ ہی نہیں ہے، یہ اللہ والے یہ بڑے دانا لوگ ہیں ایسے راستے کو انہوں نے چنا کہ جس راستے پر کامیابی ہی کامیابی ہے

یہ بازی عشق کی بازی ہے
جو چاہو لگا دو ڈر کیسا
گر جیت گئے تو کیا کہنے
گر ہار گئے تو مات نہیں

کہ گر اس راستے میں جیت گئے تو پھر تو بات ہی کیا ہے ہار بھی گئے تو شکست نہیں ہے، کامیابی ہی کامیابی ہے۔

روح و جسم کی غذائیں

☆......اعمال صالح کے دنیاوی فائدوں میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالی رزق میں اضافہ فرما دیتے ہیں، قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ﴿لأكلوا من فوقهم ومن تحت ارجلهم﴾ اگر یہ لوگ نیکی اور تقوی کو اختیار کریں ہم انکو وہ نعمتیں کھلائیں جو اوپر سے اتارتے ہیں اور وہ نعمتیں عطا کریں جو پاؤں کے نیچے زمین سے نکالتے ہیں۔

انسان دو چیزوں کا نام ہے ایک جسم اور ایک روح، جسم مٹی سے بنا جسم کی جتنی بھی ضروریات ہیں وہ مٹی سے نکلتی ہیں، پانی مٹی سے نکلتا ہے، سبزیاں پھل زمین سے نکلتے ہیں، لباس بنانے کے لئے فصلیں زمین سے نکلتی ہیں، مکان بنانے کے لئے جتنی بھی معدنیات ہیں وہ زمین سے نکلتی ہیں، تو بدن کی جتنی بھی ضروریات ہیں اللہ تعالی نے انکو زمین میں رکھ دیا ہے، روح عالم امر سے آئی

ہوئی ایک چیز ہے اس روح کی غذا بھی اوپر سے آ۔ ۔ والے انوار وتجلیات ہیں اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ میرے بندے اگر تم تقوی اختیار کروگے ہم تمہارے اوپر نور کی بارش برسائیں گے، جو تمہاری روحانی غذا بنے گی اور زمین سے تمہارے لئے وہ نعمتیں نکالیں گے جو تمہاری جسمانی غذا بن جائے گی، تم بس بس کروگے ہم تمہیں اتنا عطا کریں گے۔

اب دیکھو کہ آدم علیہ السلام کے زمانہ میں تھوڑے لوگ تھے بڑھتے گئے بڑھتے گئے آج کھربوں کی تعداد میں لوگ ہیں، تو زمین میں کچھ کم ہوا؟ کوئی کسان کہتا ہے کہ جی اب میری زمین نے فصل اگانی چھوڑ دی، بیج ڈالتا ہے زمین نے فصل نکال دی اور ابھی زمین کو پتہ ہی نہیں کہ کچھ نکلا بھی ہے یا نہیں واہ میرے مولی آپ نے کتنی برکت زمین میں رکھدی، اربوں انسان روزانہ ان نعمتوں کو کھا رہے ہیں اور زمین کے اندر کے خزانوں کو بھی پتہ نہیں اسلئے زمین کو بنانے میں دو دن لگے تھے اور انسان کے لئے اس میں غذائیں رکھنے میں چار دن لگے تھے وبارک فیھافی اربعة ایام اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ چار دنوں میں ہم نے تمہارے لئے برکتیں رکھیں۔

سائنس دانوں کی تحقیق

چنانچہ آج سائنس دانوں نے یہ بات لکھی کہ اگر ہ زمین سے سبزی لیں یا پھل لیں اور باقی زمین سے جو نکلتا ہے وہ زمین کو واپس دیدیں تو ہمیں انسان کی بنی ہوئی کھادوں کی پوری عمر ضرورت نہیں پڑے گی، اللہ تعالی کی شان دیکھئے وہ کہتے ہیں سبزی اور پھل انسان کے لئے ہے اور باقی جو کچھ ہے وہ تو زمین ہی میں رہنا چاہیئے، تو اگر وہ واپس زمین میں ڈال دیا جائے تو اسمیں اتنی فرٹی لائزر ہوتی ہے کہ انسان کو آرٹی فیشل فرٹی لائزر کی کبھی ضرورت ہی نہیں پڑے گی، اللہ تعالی نے دیکھو انسان کے لئے زمین میں کیا کچھ رکھدیا ہے۔

رزق رزاق کے ذمے

یہ رزق کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لے لیا اللہ تعالیٰ رزق پہنچا کر رہتے ہیں یہ پکی سچی بات ہے ﴿ومامن دابــــة فی الارض الاعلی اللّٰہ رزقها﴾ زمین میں جو بھی کوئی جاندار ہے اسکا رزق ہمارے ذمہ ہے اللہ تعالیٰ رزق پہنچاتے ہیں، سمندر میں مچھلیوں کو، ہوا میں پرندوں کو اور زمین پر انسان کو ہر ایک کو اسکا رزق پہنچتا ہے اچھا انسان تو پھر بھی جمع کر کے رکھتا ہے لیکن پرندے کونسا جمع کرتے ہیں کوئی ہے پرندہ جو اپنے گھونسلے میں جمع کر کے رکھتا ہو؟ کوئی نہیں رکھتا روز اللہ توکل نکلتے ہیں اور اللہ تعالیٰ روز انکو رزق عطا فرما دیتے ہیں۔

پلے رزق نہ بندے پکھو نہ درویش
جنا تکیا ربدا انا رزق ہمیش

کہ درویش اور پرندے یہ اپنے پلے رزق نہیں باندھا کرتے جن کو اللہ پر توکل ہوتا ہے انکو رزق ہمیشہ ملا کرتا ہے، روز اللہ انکو عطا فرماتے ہیں رزق کا معاملہ ایسا ہے بلوں میں چونٹیوں کو رزق دیتا ہے پانی کے اندر مچھلیوں کو رزق دیتا ہے۔

وہیل مچھلی کی غذا

ہم سمجھتے تھے یہ جو بڑی بڑی وہیل مچھلیاں ہوتی ہیں، یہ بڑی بڑی مچھلیوں کو کھاتی ہوں گی اور ٹنوں کے حساب سے یہ گوشت کھاتی ہوں گی، تب انکا کام چلتا ہوگا، لیکن جب پڑھا تو پتہ چلا کہ نہیں انکی غذا پانی کے اندر چھوٹے چھوٹے ذرات ہیں جو ہمیں آنکھ سے نظر بھی نہیں آتے یہ پانی اپنے اندر لیتی ہیں اور وہ چھوٹے چھوٹے ذرات فلٹر کر کے پانی نکال دیتی ہیں ذرات ٹنون کے حساب سے انکی غذا بن جاتے ہیں ہم نے ایک مضمون پڑھا کہ جب بلو وہیل پیدا ہوتی

ہے تو اسکی زندگی میں ایسے دن آتے ہیں کہ 500.kg اسکا وزن روزانہ بڑھتا ہے اب بتایئے کہ جس کا فائیو ہنڈریڈ روزانہ وزن بڑھ رہا ہے اسکی خوراک کتنی ہوگی اور وہ خوراک کیا؟ کہ ہمیں پانی میں نظر ہی نہیں آتی واہ میرے مولی رزق کا بندوبست پروردگار نے کر دیا ہے۔

قصہ ایک پتھر کا

ہمارے ایک دوست ڈاکٹر صاحب تھے وہ اپنی فیملی کے ساتھ پہاڑی علاقہ میں گھومنے پھرنے گئے، ایک پہاڑ پر گول خوبصورت سا پتھر تھا اس پر جب انکی نظر پڑی تو انکی بیٹی نے کہا کہ ممی وہ پتھر دیکھو جیسے ہمارے ڈرائنگ روم کا کلر ہے بالکل اس سے میچ کرتا ہے، ماں نے کہا بیٹی اٹھالو، وہ گول سا پتھر تھا چھوٹا سا انہوں نے اٹھالیا انکی بیوی نے کہا کہ ہم سفر کی یادگار کے طور پر اسکو ڈرائنگ روم میں رکھیں گے، دو سال وہ پتھر انکے ڈرائنگ روم میں رہا ایک دن انکی بیوی صفائی کر رہی تھی، خود اس نے جو پتھر کو اٹھایا تو وہ پتھر اسکے ہاتھ سے پھسلا اور فرش کے اوپر گر کے دو ٹکڑے ہو گیا، اس نے دیکھا کہ اسکے اندر ایک سوراخ ہے اسمیں سے ایک کیڑا نکل کر زمین پر چل رہا ہے، حیران ہوئی کہ دو سال سے یہ پتھر ہمارے گھر پر رہے، اے مالک تو کتنا بڑا ہے کہ بند پتھروں میں بھی تو کیڑوں کو غذا پہنچا دیتا ہے، لہذا یہ حقیقت ہے کہ رزق جس کا ہو اسکو مل کر رہتا ہے۔

کتے کا ایک عجیب واقعہ

ایک دفعہ ہمیں سفر کرنا تھا، گرمی کا موسم تھا، میں نے گاڑی چلانے والے بندے سے کہہ دیا کہ بھئی صبح ذرا جلدی نکلیں گے، تاکہ دھوپ نکلنے سے پہلے پہلے کوئی چار پانچ گھنٹے کا سفر ہے یہ مکمل کر لیں، لاہور سے خانیوال جانا تھا، اس نے کہا بہت اچھا اب اللہ تعالی کی شان دیکھیں کی صبح صبح تو سڑکیں خالی ہوتی ہیں اور سڑک بنی ہوئی بھی اچھی تھی، تو ڈرائیور سفر طے کرنے کے شوق میں ذرا

تیزی سے طے کر رہا تھا یہ عاجز پیچھے بیٹھا کسی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا اچانک اس ڈرائیور نے زور کی بریک لگائی ،تو جیسے کوئی چیز گاڑی کے ساتھ ٹکراتی ہے ایسے فرنٹ پر ذرا ٹکرائی بھی ہمیں اسکی آواز سی آئی میں نے اس سے پوچھا کہ بھئی کیا ہوا؟ کہنے لگا کہ حضرت بس کتا آگے آ گیا تھا میں نے بچانے کی بڑی کوشش کی مگر لگتا ہے وہ نیچے آ گیا، میں نے کہا کہ مجھے لگتا ہے رات کو آپ نے نیند ہی نہیں پوری کی آپکو نیند آ رہی ہے میں نے آپکو پہلے بھی سمجھایا تھا کہ جب صبح سفر پر نکلنا ہو تو رات نیند پوری کر لیا کرو، اچھا ایسا کریں کہ آگے آپ کو کوئی ہوٹل ملے تو ذرا روکنا میں آپکو ڈرائیور کپ چائے پلاتا ہوں، تاکہ آپکی نیند ٹھیک ہو جائے، خیر اس نے پھر گاڑی بھگانی شروع کر دی تیس یا پینتیس میل گاڑی چلی اور پینتیس میل جانے کے بعد ایک ریسٹورینٹ تھا سڑک کے بالکل اوپر اس نے وہاں جا کر گاڑی روکی، میں نے اس سے کہا آپ چائے پئیں، میرے دل میں خیال آیا پتہ نہیں آگے کوئی چیز لگی تھی ڈینٹ پڑ گیا ہوگا میں ذرا دیکھوں، تو اس عاجز نے نیچے اتر کر فرنٹ پر آ کر دیکھا تو حیران رہ گیا کہ آگے کے بمپر کے اوپر وہ کتا آرام سے بیٹھا ہے، یا اللہ پینتیس کلومیٹر ہم نے تیز رفتار سے سفر کیا ایک سو بیس تیس چالیس پر گاڑی تھی اور کتا یوں بیٹھا ہے ،اب میں نے جو کتے کو قریب سے دیکھا اس نے بھی دیکھا اس نے محسوس کیا کہ گاڑی تو بند ہے، اب وہ آہستہ سے نیچے اترا ایک میٹر کے فاصلہ پر ہوٹل والوں نے ہڈیوں کا ڈھیر لگایا ہوا تھا اس نے آرام سے ہڈیاں کھانی شروع کر دیں، میں نے کہا اللہ بس اب بات سمجھ میں آ گئی اصل میں اس کا رزق آپ نے یہاں رکھا ہوا تھا اور کتے کے اندر اتنی استطاعت نہیں تھی کہ یہ چند منٹ میں اتنا فاصلہ طے کرتا اللہ نے ہماری گاڑی کو اسکی سواری بنا دیا اصل میں ہوا یہ کہ ادھر ڈرائیور نے بریک لگائی اور ادھر اس کتے نے جمپ لگایا تو گاڑی ذرا جہاں آہستہ ہوئی وہ بمپر کے اوپر آ کر پڑا اور وہیں بیٹھ گیا پینتیس کلومیٹر

کا سفر اللہ نے کروادیا بغیر ٹکٹ کے، رزق کا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے وہ ہڈیاں تھیں اس کا رزق اس نے کھانا تھا اللہ تعالی نے اسکو پہنچادیا۔

ایک دانے کا عجیب سفر

ایک صاحب ''کوئٹہ'' (پالستان کا ایک شہر) میں تھے انکا بیٹا تھا کوئی سات آٹھ سال کا اب یہ بچے چھوٹے جو ہوتے ہیں یہ کوئی نہ کوئی الٹی سیدھی حرکت کرتے رہتے ہیں، مشہور ہے، ب بکری، ب بندر، ب بچہ یہ تینوں کچھ نہ کچھ کرتے ہی رہتے ہیں، آرام نہیں ہے انکو، وہ بیٹھا ہوا چنے کھار ہا تھا اور وہ بھی کیسے ہاتھ سے اٹھا کر اچھالتا اور پھر منہ سے کیچ کرتا پھر اچھالتا کیچ کرتا اللہ تعالی کی شان کہ بے دھیانی میں جو اس نے دانہ پھینکا وہ سیدھا ناک کے اندر چلا گیا اب اس نے جلدی سے انگلی لگائی تو اور اندر پھنس گیا اب وہ ماں کے پاس آیا امی یہ ہوگیا ہے، اب ماں سمجھ دار تھی وہ کہنے لگی اس نے پہلے سے اتنا آگے پہنچادیا اگر میں نے کوشش کی تو ایسا نہ ہو کہ یہ اور اندر چلا جائے زخم ہو جائے مگر عجیب اللہ تعالی کی شان کہ اسی دن انہوں نے لاہور آنا تھا اپنے کسی عزیز کی شادی کے سلسلہ میں اور سوا گھنٹہ فلائٹ میں باقی رہ گیا تھا بس ابھی وہ ماں اس سے بات کر ہی رہی تھی اتنے میں خاوند گھر آیا کہنے لگا مجھے دفتر سے آتے ہوئے دیر ہوگئی جلدی سے اب سامان اٹھاؤ چونکہ پندرہ منٹ ایر پورٹ پر پہنچنے میں لگیں گے اور گھنٹہ پہلے رپورٹ کرنی ہوتی ہے اور میں فلائٹ مس کرنا نہیں چاہتا اور بکنگ ہے، اس کی بیوی نے کہا جی اس کے ساتھ تو یہ ہوگیا ہے، اس نے کہا اسکی شرارت کا نتیجہ ہے، اب یہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ برداشت کرے ہم وہاں لاہور پہنچ جائیں گے تو وہاں جا کر ہمارے ایک کزن ڈاکٹر ہیں سرجن ہیں ان سے یہ نکلوالیں گے، بچے کو ماں نے سمجھایا بیٹا گھنٹہ ڈیڑھ کی بات ہے تو اس کو برداشت کرلے وہاں جا کر نکلوالیں گے، یہ لاہور پہنچ گئے اس سے آگے جس

شہر پہنچنا تھا سامان رکھا اس نے بچے کو لیا اور اپنے کزن کے گھر جا پہنچا، جب وہاں پر پہنچا تو کزن باتھروم میں نہار ہا تھا اسکی بیوی نے اسکو بٹھایا، ڈرائنگ روم میں اور کہا جی بس جیسے ہی وہ واش روم سے باہر آتے ہیں ابھی آپ کے پاس آئیں گے، آپ بیٹھیں میں کچن میں چائے بناتی ہوں وہ چائے بنانے چلی گئی یہ انتظار میں بیٹھ گئے اتنے میں اس بچے کو چھینک آئی اور چھینک ایسی زور کی تھی کہ ناک میں سے وہ دانہ فرش پر گرا، ڈاکٹر صاحب کے یہاں ایک مرغی تھی وہ قریب پھر رہی تھی اس نے دانے کو کھالیا

اب دیکھئے وہ دانہ اس مرغی کی غذا تھی اب وہ ہزار میل سے زیادہ دور کیسے پہنچے؟ اللہ نے اسکو پہنچانے والا بنادیا واہ، میرے مالک، یاد رکھیں اگر کسی پہاڑ کے نیچے کوئی دانہ ہو اور وہ کسی کا رزق ہے تو بندہ جب تک اس رزق کو نہیں کھالے گا تب تک اسکو موت نہیں آسکتی، اس بارے میں اپنے رب پر یقین پکا کر لیجئے کہ جو میرے مقدر میں ہے پروردگار نے مجھے پہنچانا ہے ﴿نحن قسمنا بينهم معيشتهم﴾ اللہ تعالی فرماتے ہیں یہ رزق تو ہم نے تقسیم کیا ہے اللہ رب العزت پہنچادیتے ہیں۔

بھوکے نوجوان کا واقعہ

ایک مسجد کے عالم نے مسئلہ بیان کیا کہ بھئی جس کا رزق ہو اسکو ضرور پہنچ کر رہتا ہے، ایک نوجوان ان پڑھ دیہاتی تھا اس نے کہا یار اسکو آزماتے ہیں کہ میں جب نہیں کھاتا تو مجھے رزق کیسے پہنچے گا؟ اس نے کھانے پینے سے ہڑتال کرڈالی، ماں نے اسکے بریانی بنائی، بیٹے کھالے کہا میں نے نہیں کھانا، ماں نے بہت سمجھایا وہ ماننے [illegible] نہیں تھا، اللہ کی شان دوپہر کا وقت ہو گیا ماں منت سماجت کرتی رہی کرتی رہی، جب اس نے دیکھا کہ ماں مجھ پر بہت ہی زیادہ زور ڈال رہی ہے، تو وہاں سے اٹھکر بستی کے قریب کھلی سی جگہ تھی درخت تھے

وہاں جاکر آرام کرنے لگا وہاں جاکے درختوں کے درمیان سوگیا، اب ماں بیچاری اسکے پیچھے ناشتہ لے کے چلتی رہی وہ بھی وہیں پہنچ گئی بیٹے کچھ کھالے؟ اس نے کہا امی مجھے آپ مجبور نہ کریں میں نے نہیں کھانا، خیر اسکے کاموں میں دیر ہورہی تھی اسکا کھانا وہیں رکھدیا اور آگئی اب اسکو بھی گرم گرم مہک آرہی تھی کھانے کی اور اس کا جی بھی چاہ رہا تھا، وہ اٹھکر تھوڑا دور لیٹ گیا تھوڑا اور آگے کہ مجھے کھانے کی خوشبو ہی نہ آئے اللہ تعالی کی شان کہ کچھ لوگ چور تھے وہ دوپہر کے وقت جب گرمی کی شدت ہوتی اور لوگ گھروں میں دبک کر بیٹھ جاتے اس وقت وہاں بیٹھ کر پلاننگ کرتے تھے، اب جب وہاں پہنچے ان میں سے جو ایک نے کھانے کی مہک سونگھی تو کہنے لگا یار یہ تو بڑا مزیدار کھانا ہے، وہ اٹھا کر لے آیا، انکا جو بڑا تھا وہ سمجھدار تھا، وہ کہنے لگا نہیں! مت کھانا، ہوسکتا ہے کسی نے اسمیں زہر ملایا ہو اور ہمارے لئے ہلاکت ہو، اس نے کہا کون ملا سکتا ہے کہنے لگا اچھا جس نے ملایا ہوگا وہ قریب ہی ہوگا کہیں، ذرا دیکھو اب وہ جو ادھر چلے تو یہ صاحب پڑے ہوئے مل گئے، انہوں نے انکو پکڑلیا اور کہنے لگے اچھا مکاری کرتا ہے، چل کھا اس کھانے کو وہ کہتا کہ جی میں نہیں کھاتا، اب انکو پکا یقین ہوگیا کہ اس نے ہی کچھ ملایا ہے، وہ کہنے لگے کہ کھا کہتا ہے میں نہیں کھاتا، اب انہوں نے جوتے اتارے اور اسکے لگانے شروع کردئے خوب جوتے مارے جب ٹکا کے اسکی پٹائی کی تو چوروں کے سردار نے کہا کہ زبردستی اسکے منہ میں ڈالو اب ایک نے اس کا منہ کھولا دوسرے نے زبردستی لقمہ ڈالا، تیسرے نے جوتے لگائے، جب لقمہ اندر گیا کہنے لگا مارو نہیں میں تمہیں بتادیتا ہوں، کہا بات کیا ہے؟ کہنے لگا جی اصل وجہ تو یہ تھی اس میں کوئی زہر نہیں ہے، بہرحال آپ لوگوں نے جتنا مارلیا اتنا ہی کافی ہے خدا کے واسطے اور کچھ نہ کہو خیر انہوں نے چھوڑ دیا اب یہ گھر آگیا روٹی کھانی شروع کردی جب اگلا جمعہ کا دن آیا تو مولانا صاحب نے پھر آگے اپنا مسئلہ چھیڑا مزید آیتیں

اور حدیثیں بتائیں یہ غور سے سنتا رہا جب جمعہ پڑھ لیا تو اٹھا اور مولانا صاحب سے آکر ملا کہتا ہے مولانا صاحب آپ مسئلہ ادھورا بیان نہ کیا کریں، انہوں نے کہا کیا مطلب؟ کہنے لگا کہ آپ نے پچھلی دفعہ کہا تھا کہ جس کا رزق ہوتا ہے اسکو پہنچ کے رہتا ہے یہ ادھورا ہے، پورا مسئلہ یہ ہے کہ جس کا رزق ہوتا ہے اسکو پہنچ کے رہتا ہے اور اگر نہیں لیتا تو جوتے کھا کر لینا پڑتا ہے، واہ میرے مولی! آپ کیسے دینے والے رزاق ہیں کیسے پہنچانے والے رزاق ہیں اللہ رب العزت نے رزق کا ذمہ لیا ہے۔

رزق کا معاملہ

یاد رکھنا کہ جب بندہ اس رزق کو نیکی کے کام میں استعمال کرتا ہے پھر اللہ تعالی اس رزق میں برکت دیدیتے ہیں۔

اس وقت کی بات ہے جب ڈالر آٹھ روپے کا ہوتا تھا اب تو ساٹھ روپے کا ہے، ہم لوگ کراچی میں گزر رہے تھے کہ ہمیں ایک ریڑھی کے اوپر ایک آدمی دال سوئیاں بیچنے والا ملا، جو میرے ساتھی تھے وہ کہنے لگے یہاں سے کچھ لے لیتے ہیں اور جہاں جار ہے ہیں انکے پاس بیٹھ کھائیں گے طالب علمی کا زمانہ تھا ہم نے کہا بہت اچھا لے لو، اس نے کچھ دال سوئیاں لے لیں، میں نے اس آدمی سے پوچھا کہ بھئی آپ یہ دال سوئیاں بیچتے ہیں تو ایک دن میں آپ کی کتنی بک جاتی ہیں وہ مجھے کہنے لگا جی اللہ کا بڑا اکرم ہے، یہ وہ وقت تھا کہ جب انجینیر کی تنخواہ ایک مہینہ کی ایک سو پچاس روپے ہوتی تھی اڑھائی سو روپے ہوگئی پھر تین سو روپے ہوگئی ہم بڑے حیران ہوتے تھے اتنی تنخواہ انجینیر کی بڑھ گئی تین سو روپے ہوگئے، تو جب اس سے پوچھا کہنے لگا جی الحمد للہ روزانہ اس ریڈھی سے چھ ہزار روپے کی دال سوئیاں بیچتا ہوں، جب انجینیر کی تنخواہ ایک ہزار سے کم تھی مہینہ کی دال سوئیاں بیچنے والا ریڈھی کے ذریعہ سے چھ ہزار کی روز بیچا کرتا

تھا، رزق کی کنجیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

ہماری جماعت کے ایک دوست ہیں انہوں نے ایک خط لکھا کہ حضرت جب سے میں نے نیکی اختیار کی، اللہ نے رزق میں بہت برکت دیدی ہے پھر عجیب بات تو یہ لکھتا ہے کہ میرا چائے کا کھوکھا ہے، حضرت چائے کے اس کھوکھے میں روزانہ بارہ ہزار روپیئے کما کر اٹھتا ہوں بارہ ہزار آج تنخواہ نہیں ہے کسی اسکول کے ٹیچر کی، وہ ان پڑھ بندہ ہے اور روزانہ چائے کے کھوکھے سے بارہ ہزار روپے لے کر اٹھتا ہے۔

رزق کا تعلق مقدر سے ہے

چنانچہ ایک آدمی ملا کہنے لگا جی شروع میں میرا رزق بہت ہی تھوڑا تھا دعائیں مانگتا تھا کوئی اللہ والے میرے گھر آئے اور انہوں نے دعا دیدی اس دعا کا نتیجہ نکلا کہ اللہ رب العزت نے میری سیاری چلادی کہنے لگا اگر اس وقت میں دیکھنا چاہوں کہ میرے پیسے کتنے ہیں تو مجھے اپنے اکاؤنٹ معلوم کرنے میں ایک مہینہ لگ سکتا ہے۔ اصل میں رزق دینے والا کون ہے؟ اللہ! کئی لکھے پڑھے پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہیں نوکری نہیں ملتی دھکے کھاتے پھرتے ہیں، چنانچہ ہمارے بھائی جان کا ایک شاگرد تھا اس نے میٹرک کا امتحان دیا اور پھر چلا گیا کئی سالوں کے بعد آکر ان کو ملا کہا استاذ جی! السلام علیکم، وعلیکم السلام بھئی کیا ہوا؟ آپ تو کئی سالوں کے بعد ملے، کہنے لگا جی بس مجھ پر اللہ کا کرم ہوا استاذ جی میں نے میٹرک کا امتحان دیا الحمدللہ میں فیل ہوگیا، وہ بڑے حیران کہ یہ کیا کہہ رہا ہے؟ کہنے لگا استاذ جی مجھ پر اللہ کا فضل ہوا میں نے میٹرک کا امتحان دیا اور الحمدللہ میں فیل ہوگیا، پھر کہنے لگا جی میں یہاں سے فیصل آباد چلا گیا شرم کے مارے ،رشتہ دار کیا کہیں گے، گھر والے کیا کہیں گے وہاں جا کر میں نے ایک ریڑھی لگائی اور اسکے اوپر بنیان جرابیں بیچنی شروع کردیں روز کے سو پچاس مل جاتے

تھے، پھر میرے پاس کچھ پیسے ہو گئے ایک دوکاندار تھا اسکے دروازے پر میں نے ایک گز کی جگہ لے لی کہ بجائے سارا دن گھومنے پھرنے کے بیٹھ کر کام کروں وہ کرائے پر لے کر میں نے وہاں کچھ تولئے اور چیزیں بیچنی شروع کر دیں کہنے لگا اللہ نے اسمیں بھی برکت دیدی پھر آہستہ آہستہ میں نے ایک دوکان کرائے پر لے لی اسمیں بھی اللہ تعالی نے برکت دیدی کہنے لگا کہ مجھے چار سال گذرے ہیں اور چار سال میں میں فیصل آباد میں تھوک کی کپڑے کی دو دو کانوں کا مالک بنا ہوا ہوں، یعنی ہول سیل کی کپڑے کی دو دکانیں ہیں اور مجھ پر کوئی قرض نہیں، کہنے لگا استاذ جی اگر میں میٹرک میں پاس ہو جاتا تو کہیں ملازمت پر لگ جاتا شکر ہے میں فیل ہو گیا اللہ نے مجھے اس وقت اتنا بڑا بزنیس مین بنا دیا ہے، تو دوستو پروردگار نے رزق پہنچانا ہے پڑھے لکھے منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں اللہ ان پڑھوں کو رزق عطا کر دیتا ہے، بھئی اسکا تعلق نہ عقل سے ہے نہ شکل سے ہے نہ خاندان سے ہے اسکا تعلق بندے کی قسمت سے ہے، مقدر سے ہے ﴿نحن قسمنا بینهم معیشتهم﴾ اسلئے جو بندہ ضرورت سے زیادہ اسمارٹ بننے کی کوشش کرتا ہے اسکا بزنیس پھر نیچے آتا ہے، ہم نے کتنوں کو اپنی زندگی میں ڈوبتے دیکھا، اسلئے جب ملنا ہی ہے تو انسان رزق حلال کیوں نہ کمائے۔

کئی لوگوں کو دیکھا اچھا کاروبار چل رہا ہے بڑے کاروبار کے شوق میں بینک سے لون لے لیتے ہیں ٹھیک کام تھا پرسکون زندگی تھی عزت تھی سب کچھ تھا بڑے کاروبار کے شوق میں بینک سے لون لے لیا بس ایسی بے برکتی ہوتی ہے جو پہلا ہوتا ہے وہ بھی سارا بینک کے حوالے ہو جاتا ہے اسلئے اس حرام سے انسان بہت بچے آپ یوں سمجھیں جیسے دودھ ہو اسکے اندر کوئی پیشاب کو ملاتا ہے؟ کبھی نہیں ملاتا، ایسے ہی کوئی ذرا حلال کے پیسوں میں سود کے پیسے ملاتا ہے یہ سود کے پیسے تو پاخانہ اور پیشاب کے مانند ہیں اس لئے اہل اللہ

جب کشف کی نظر سے دیکھتے ہیں انکو سود کی یہ ساری چیزیں نجاست اور پاخانہ کی طرح نظر آتی ہیں تھوڑے پر راضی ہوجایئے صبر کرلیجئے اللہ تعالی اسی میں برکت دیں گے، مگر اس سود کے چکر میں مت پڑیئے۔

سود کے بارے میں وعید

قرآن مجید میں ہے جو بندہ سود کا کام کرے گا ﴿فأذنوا بحرب من اللہ ورسولہ﴾ اللہ تعالی اسکے رسول سے جنگ کے لئے تیار ہوجائے'' اب جب اللہ تعالی اور اسکے رسول سے جنگ کرے گا تو نتیجہ پھر کیا نکلے گا؟ اسلئے اگر پہلے ایسا کام کر چکے تو توبہ کر کے اللہ سے معافی مانگ لیں، توبہ سے اللہ تعالی معاف کردیتے ہیں اور آئندہ کے لئے نیت کرلیں کہ ہم نے اس مصیبت سے جان چھڑانی ہے اللہ تعالی مدد فرما دیں گے، اپنی اولادں کو بھی نصیحت کر جانا کہ بیٹا کبھی سود کے چکر میں مت پھنسنا، اللہ رب العزت مہربانی فرما دیتے ہیں حلال چاہنے والوں کو اللہ تعالی حلال ہی عطا فرما دیتے ہیں۔

رزق کے اندر برکت کیسے ہو؟

(۱)......معاملات میں صداقت

اصول تو یہ کہ جو آدمی نیکی دیانت سچائی کے ساتھ اپنا کاروبار کرے ان چیزوں کی وجہ سے برکت لازمی ہوتی ہے، دلیل اس کی خدیجہ الکبریٰ نے نبی علیہ السلام کو سامان تجارت دے کر بھیجا تو نبی علیہ السلام نے اسکو جا کر بیچا صداقت، دیانت ،امانت، فراست ان چیزوں کو استعمال کیا نتیجہ کیا نکلا؟ کہ اس مال میں منافعہ عام معمول سے دوگنا ہوا، جس پر خدیجۃ الکبریٰ حیران ہوئیں کہ کبھی اتنا زیادہ منافعہ تو ہوتا ہی نہیں تھا، علماء نے لکھا ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے پرائے مال پر اپنی صفات کو استعمال کیا، مال پرایا تھا امانت اپنی تھی دیانت اپنی تھی صداقت اپنی تھی فراست اپنی تھی جب ان صفات کو پرائے مال پر استعمال کیا اللہ نے اسمیں دوگنا منافعہ دیدیا اے بندے! تو اپنی صفات کو اپنے مال پر استعمال کرے گا تو اللہ تجھے کتنا نفع عطا فرمائیں گے اسلئے دس میں نو حصہ رزق اللہ نے تجارت میں رکھا اور ایک حصہ رزق باقی نوکریوں میں، اور یہ تجارت انبیاء علیہم السلام کا کام ہے، اسی لئے دیانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا، حالانکہ تجارت کرتا ہوگا۔

(۲)......استغفار

اگر انسان کو رزق کی پریشانی ہے تو اس کے لئے کثرت سے استغفار کرے چونکہ کئی دوست پریشان ہوتے ہیں برکت کے بارے میں پوچھتے ہیں تو بجائے الگ الگ بتانے کے کیوں نہ سب دوستوں کو ہی بتا دیں، سب کو فائدہ ہو جائے گا بلکہ یہ اور آگے کسی کو بتائیں گے اللہ کی مخلوق کا فائدہ ہو جائے

گا، تو رزق کی پریشانی دور کرنے کے لئے پہلا عمل انسان کثرت سے استغفار کرے، [اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْه] اگر یہ پورا پڑھے تو بہت اچھا ورنہ کم از کم اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ یہ تو ضرور ہی پڑھتا رہے، دیکھو دلیل قرآن پاک سے ﴿ استغفروا ربکم انه كان غفارا ﴾ نوح علیہ السلام نے کیا کہا تھا سب کے سامنے؟ استغفار کرو وہ تمہارے گناہوں کو بخشے والا ہے ﴿یرسل السماء علیکم مدرارا﴾ بارشیں برسائیگا ﴿ویمددکم بأموال ﴾ مال سے تمہاری مدد کرے گا تو استغفار سے اللہ تعالی بندے کی مال سے مدد فرما دیتے ہیں، پھر بندوں کی مدد نہیں مانگنی پڑتی، پھر بندوں کے پروردگار کی مدد اترتی ہے، اور جب اللہ تعالی کسی بندے کی مدد کر کرتے ہیں پھر اسکی کشتی کو درمیان میں نہیں چھوڑتے ہیں ہمیشہ کنارے لگا دیا کرتے ہیں۔

(۳)......صدقہ

جتنی حیثیت ہو اللہ تعالی کے راستے میں صدقہ کرے مثلا کچھ لوگ روزانہ صدقہ کرتے ہیں یہ کہاں لکھا کہ روزانہ آپ نے ہزاروں لاکھوں کے حساب سے صدقہ کرنا ہے، آپ اگر روز کا روپیہ بھی صدقہ کریں گے تو صدقہ کرنے والوں میں شامل ہو جائیں گے، پانچ بھی کریں گے، تو بھی صدقہ کرنے والوں میں شامل ہو جائیں گے، تو مقدار کو نہ دیکھیں اپنی حیثیت کو دیکھیں اور حیثیت کے حساب سے آپ اگر اللہ کے راستہ میں کچھ نکالیں گے تو اس صدقہ سے اللہ تعالی رزق میں برکت عطا فرما دیں گے، نبی علیہ السلام نے قسم اٹھا کر یہ بات حدیث پاک میں فرمائی (صدقہ کرنے سے رزق بڑھتا ہے) اگر اللہ کے محبوب ویسے ہی بات کر دیتے اس صادق وامین کی یہ بات سچی تھی مگر انہوں نے قسم کھا کر فرمایا کہ صدقہ کرنے سے آدمی کے رزق کے اندر کمی نہیں آتی اللہ تعالیٰ برکت عطا فرما دیتے ہیں۔

(۴)......کمزوروں کی مدد

کمزوروں کے اوپر احسان کرنے سے رزق میں برکت ہوتی ہے کوئی معذور ہے بیوہ ہے، یتیم ہے مسکین ہے چھپ کر اسکی مدد کرنا پتہ ہی نہ چلے، صحابہ کرام کے اندر یہ بڑی صفات تھی کہ وہ ایسے کام کرتے تھے اور کسی کو پتہ بھی نہیں چلنے دیتے تھے چنانچہ سیدنا عمرؓ ایک مرتبہ آئے اور انہوں نے آکر دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے کام والی جگہ پر ایک رجسٹر رکھا ہوا ہے اور اس پر لکھا ہے کہ فلاں بندہ معذور ہے حاجت مند ہے ضرورت مند ہے اور اسکی خدمت کون کرے گا، آگے اسکا نام بھی لکھا ہوا ہے سارا رجسٹر دیکھا، ایک جگہ لکھا تھا کہ یہ بیوہ ہے بوڑھی ہے اسکے گھر میں جھاڑو دینا ہے اور پانی بھرنا ہے مگر آگے اسکے خدمت کرنے والے خانہ میں کوئی نام نہیں تھا، عمرؓ نے رجسٹر دیکھا انہوں نے نیت کرلی اچھا بھئی اسکی خدمت میں کروں گا، چنانچہ اگلے دن فجر کے بعد اسکے گھر پہنچے دروازے پر دستک دی اماں میں خدمت کے لئے آیا ہوں انہوں نے کہا جی خدمت کرنے والا تو آیا تھا وہ خدمت کر کے چلا گیا، اچھا چلو میں کل فجر سے پہلے آجاؤں گا، اگلے دن عمرؓ تہجد پڑھنے کے بعد فجر سے پہلے ہی اسکے دروازے پر پہنچے کہ میں اسکی خدمت کروں گا، جھاڑو دونگا اس کا پانی بھروں گا دستک دی ،تو بڑھیا نے کہا کہ جی وہ تو کوئی آیا تھا پانی بھی بھر گیا جھاڑو بھی دے گیا، وہ بھی عمر ابن خطاب تھے کہنے لگے میں دیکھتا ہوں، اگلے دن عشاء پڑھ کر وہ راستے میں ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گئے کہنے لگے اب دیکھتا ہوں کون جاتا ہے خدمت کرنے والا، جب رات گہری ہوگئی تھی اس وقت اچانک انہوں نے دیکھا کہ کوئی آہستہ آہستہ قدموں سے اس بڑھیا کے دروازے کی طرف جارہا ہے، عمرؓ کھڑے ہوگئے کہنے لگے من انت؟ تو کون ہے؟ جب پوچھا تو آگے جواب میں امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبرؓ کی آواز آئی کہ میں ابوبکر ہوں

حضرت عمرؓ نے پوچھا امیر المؤمنین آپ کہاں جا رہے ہو؟ فرمایا میں اس بڑھیا کی خدمت کے لیئے جا رہا ہوں اور میں نے اپنا نام رجسٹر میں لکھنا مناسب نہیں سمجھا تھا اسلئے تمہیں خانہ خالی نظر آیا ورنہ اسکا پانی تو میں رات کو آ کر بھر دیتا ہوں ،انہوں دیکھا کہ امیر المؤمنین کے پاؤں میں تو جوتی بھی نہیں ہیں تو عمرؓ نے پوچھا امیر المؤمنین رات میں آپ ننگے پاؤں گلیوں میں چل رہے ہیں؟ امیر المؤمنین نے کہا ہاں میں جوتا اسلئے نہیں پہنتا تا کہ میرے جوتوں کی آواز سے کسی کی نیند میں خلل نہ آ جائے میں رات کو ننگے پاؤں چل کر اس بڑھیا کا پانی بھر دیتا ہوں، اسکے گھر میں جھاڑو دیدیتا ہوں، وہ یوں چھپ کر کام کرتے تھے ہم بھی چھپ کر کرتے ہیں، لیکن نیکی نہیں گناہ، آج تو ہماری حالت یہ ہے کہ ہم دائیں ہاتھ سے گناہ کرتے ہیں بائیں ہاتھ کو پتہ نہیں چلنے دیتے ایسے چھپ کر گناہ کرتے ہیں، صحابہٴ کرام دائیں ہاتھ سے صدقہ کرتے تھے اور بائیں ہاتھ کو پتہ نہیں چلتا تھا۔

امام زین العابدینؒ کا واقعہ

امام زین العابدینؒ جب انکی وفات ہوئی تو نہلانے والے نے دیکھا کہ انکے کندھے کے اوپر ایک کالا سا نشان ہے اللہ نے انکو بڑا خوبصورت جسم دیا تھا بڑے نازک بدن تھے غسل دینے والا بڑا حیران ہوا بات سمجھ نہ آئی تو اس نے گھر کے لوگوں سے پوچھا یہ نشان کیسا ہے؟ کہا ہمیں بھی نہیں پتہ، بات انکی اہلیہ تک پہنچی انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا کئی دن گذر جانے کے بعد جو بیوائیں تھیں جو نادار تھے انکے گھروں سے آواز آئی وہ کہاں گیا جو ہمیں پانی پلایا کرتا تھا، تب پتہ چلا کہ رات کے اندھیرے میں پانی کی مشک اپنے کندھے پر لے کر ضرورت مند لوگوں کے گھروں میں پانی بھرنے جاتے تھے اور زندگی میں پتہ ہی نہیں چلنے دیا کہ کون آ کر بھر جاتا ہے انکے مرنے کے

بعد پتہ چلا تو جو خدمت ہے وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی محبوب ہے۔

احسان کا ایک واقعہ

چنانچہ ہمارے نقشبند سلسلہ کے بزرگ حضرت خواجہ بہاؤالدین بخاریؒ انکے بارے میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ جا رہے تھے تو انہوں نے قبرستان میں ایک زخمی کتے کو دیکھا انکے دل میں بڑا اثر ہوا کہ یہ کتا ہے اور زخمی ہے، انکے پاس جو کچھ پیسہ تھا انہوں نے اسکی مرہم پٹی پر لگا دیا، وہ روزانہ جو کاروبار کرتے تھے یعنی مزدوری وغیرہ اس میں سے کچھ گھر والوں کو دیتے اور جو بچتا اسکی روٹی لے کر اس کتے کو ڈال آتے، جہاں وہ زخمی حالت میں پڑا ہوا تھا، چند دن اس کتے کو وہ کھانا دیتے رہے اور اسکے زخم پہ مرہم لگاتے رہے، حتیٰ کہ اس کتے کا زخم ٹھیک ہو گیا اور وہ صحت مند ہو گیا، جب وہ صحت مند ہو کر اس جگہ سے دوسری جگہ چلا گیا تو اللہ نے اسی رات ان کو معرفت کا نور عطا کیا اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تفصیلات عطا فرمائیں، تو یہ انکی زندگی کے حالات میں لکھا ہے کہ کتے کی خدمت کرنے پر اللہ نے انکو اپنی معرفت کا نور عطا فرما دیا تو اگر ہم کسی انسان کی خدمت کریں گے تو اس پر اللہ کی کیا کچھ رضا ملے گی۔

تو رزق میں برکت کا ایک سبب استغفار کرنا دوسرا صدقہ کرنا تیسرا کمزوروں پر احسان کرنا ہے چوتھا معاملات میں صداقت۔

(۵)......تقویٰ اختیار کرنا

تقویٰ اختیار کرنے پر بھی اللہ تعالیٰ بندے کے رزق میں برکت عطا کر دیتے ہیں، تقویٰ اور پرہیزگاری پر اللہ رب العزت مہربانی فرما دیتے ہیں۔

(۶)......ہجرت کرنا

یہ بھی رزق کے بڑھنے کا سبب ہے، حدیث پاک میں آتا ہے چنانچہ اگر ایک

بندے کا کام ایک جگہ نہیں چل رہا تو وہ اپنی جگہ بدل کر کسی اور جگہ جا کر کام شروع کر دے، ہوسکتا ہے اللہ تعالی وہاں رزق کھول دیں۔

(۷)......بار بار حج کرنا

اور ایک آخری بات جو حدیث پاک میں کہی گئی کہ بار بار حج اور عمرہ کرنا یہ بندے کا رزق بڑھنے کا ایک سبب ہے، ایک آدمی آتا تھا کہ اے اللہ کے نبی علیہ السلام میرے رزق میں تنگی ہے نبی علیہ السلام فرماتے اچھا حج کر آؤ ایک اور بات بھی بتاتے تھے لیکن وہ آپ کو نہیں بتانی اسکے لئے جوان بھی تیار ہو جائیں گے اور بوڑھے بھی تیار ہو جائیں گے، تو اگر یہ چند اعمال اپنائے جائیں تو ان اعمال سے انسان کے رزق کے اندر برکت آجاتی ہے کچھ لوگوں کو اللہ تعالی دیتا ہے تو وہ کثرت سے حج اور عمرہ کرتے ہیں یہ اچھی عادت ہے بعض لوگ کہتے ہیں جی آپ کیوں ہر سال حج کرتے ہیں کسی کو کروادیں کسی پر خرچ کردیں، تو بھئی دیکھو جیسے سیلفون سارا دن چلتا رہتا ہے، تو اسکی بیٹری ڈاؤن ہو جاتی ہے تو پھر اسکو چارجر کے ساتھ لگانا پڑتا ہے بالکل اسی طرح ہم جب سارا سال دین کا کام کرتے ہیں کاروبار کرتے ہیں تو پھر بندے کی کیفیات کی بیٹری بھی ڈاؤن ہو جاتی ہے اور اس کا چارجر اللہ نے اپنا گھر بنایا ہوا ہے، اس لئے جن لوگوں کو اللہ دے اگر وہ ہر سال اس نیت سے حج یا عمرہ کریں ہم وہاں جائیں گے اور بیٹری چارج کروا کر آئیں گے اور پھر دین کا کام کریں گے تو ہر سال حج اور عمرہ کرنا انکے لئے برکتوں کا سبب بن جائے گا۔

کپڑا میلا ہو تو پھر واشنگ مشین میں جاتا ہے یا نہیں جاتا؟ واشنگ مشین میں میلے کپڑے کو ڈالتے ہیں، ہفتہ میں ایک دفعہ میلا ہو تو ایک دفعہ ڈالتے ہیں روز میلا ہو تو روز ڈالتے ہیں اللہ تعالی کی شان، بیت اللہ شریف کے گرد سات چکر لگاتے ہیں (طواف) کرتے ہیں تو لگتا ہے کہ جو آدمی اپنے میلے دلوں کے

ساتھ اللہ کے گھر جاتا ہے وہ دلوں کے دھونے کی واشنگ مشین ہے اللہ سات
طواف کے چکر لگوا کر دھو کر بندے کو نکال دیتا ہے لہذا اسکی دعائیں کرنی
چاہئیں اللہ رب العزت سے مانگنا چاہئے اور ویسے بھی جن کو اللہ دے وہ ہر
سال حج کریں کیوں؟ اسلئے کہ اب حالات ایسے ہیں کیا پتہ کونسا حج ایسا ہو جس
میں اللہ کے مقبول بندے ظاہر ہو جائیں تو اس نیت سے حج کرے
گا تو اور دوگنا ثواب مل جائے گا۔

اعمال صالح کا مزید فائدہ

اعمال صالح کا ایک فائدہ کہ اللہ تعالی برکتیں عطا فرما دیتے ہیں صرف رزق
میں نہیں ہر چیز میں برکت، صحت میں برکت، عمر میں برکت، وقت میں برکت
عقل سمجھ میں برکت، اولاد میں برکت، دین میں برکت، عزت میں برکت،
ہر چیز میں اللہ تعالی برکتیں عطا فرما دیتے ہیں چنانچہ ارشاد فرمایا ﴿**ولو ان اهل
القرى آمنوا واتقوا**﴾ قرآن عظیم الشان، دیکھو اللہ کا کلام اللہ تعالی فرماتے
ہیں اگر یہ بستی والے ایمان لاتے اور تقوی کو اختیار کرتے ﴿**لفتحنا عليهم
بركات من السماء والارض**﴾ ہم آسمان زمین پر سے برکتوں کے
دروازے ان پر کھول دیتے ہیں' وقت میں برکت ہو جاتی ہے، تھوڑے وقت
میں زیادہ کام سمیٹ لیتا ہے آپ نے دیکھا کچھ لوگوں کو وہ کہتے ہیں یار سارا دن
بھاگتے رہتے ہیں کام سمٹتے نہیں ہیں، ہوتے ہوتے کام رہ جاتا ہے، بنتے بنتے
کام بگڑ جاتا ہے، اس کی کیا وجہ ہوتی ہے؟ برکت نہیں ہوتی، اور جن کو اللہ تعالی
مہربانی کر کے برکت دیدیتا ہے تھوڑے وقت میں اللہ تعالی انکے زیادہ کاموں
کو سمیٹ دیتا ہے۔

برکت کا عجیب واقعہ

ایک بزرگ تھے وہ کتاب لکھتے تھے جب فوت ہوئے تو ان کی کتابوں کے جو

صفحے تھے جب انکی تعداد گنی گئی تو ان کی زندگی کے اعتبار سے یومیہ بیس صفحے نکلی اب بیس صفحے تو ہم روز پڑھتے بھی نہیں ہیں اور اسمیں سے ہمارے پہلے پندرہ سے بیس سال تعلیم کے نکال دئے جائیں تو یہ بیس کی بجائے بھی چالیس بن جائیں گے تو چالیس صفحے نئی کتاب کے روز لکھ دینا اسکا مطلب ہے کئی دن ایسے بھی ہوں گے جب نہیں لکھ سکے ہوں گے صحت بھی، بیماری بھی، سردی بھی گرمی بھی، وطن میں بھی، مسافری میں بھی، سوقسم کی باتیں ہیں تو اسکا مطلب ہے کہ کبھی اگر نہیں لکھتے ہونگے تو کسی دن میں پچاس، ساٹھ، سو، بھی لکھتے ہونگے اللہ تیری شان ایسی اللہ نے وقت میں برکت عطا فرمائی تھوڑے وقت میں زیادہ کام کر گئے۔

نبی علیہ السلام کی زندگی میں برکت

نبی ﷺ کی زندگی میں برکت دیکھئے، دس سال کا تھوڑا سا عرصہ تھا جس میں اللہ رب العزت نے اسلام کو پوری دنیا میں پھیلانے کی توفیق عطا فرما دی تھی نیکی سے حافظہ میں برکت قوتِ یادداشت میں برکت آجاتی ہے، آج کل اکثر نوجوانوں کو دیکھا کہتے ہیں جی میں بات بھول جاتا ہوں، عورتیں بھی اسکا شکوہ کرتی ہیں مرد بھی اسکا شکوہ کرتے ہیں، تو گناہوں کی وجہ سے یادداشت کم ہوجاتی ہے نسیان کی وجہ بات ہی ذہن سے نکل جایا کرتی ہے، اللہ تعالی نے ہمارے اکابر کو وہ برکت دی تھی کہ ان کی یادداشت النقش کالحجر کی مانند بن گئی تھی، پتھر پر لکیر ہوتی ہے جیسے ایسی بن گئی تھی۔

تقوی کی بنا پر ذہانت میں برکت

واقعہ......(۱)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو بڑھاپے کی عمر تھی اور دو ڈھائی سال ہی انکو نبی ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی تھی، خیبر کے وقت مسلمان ہوئے تھے تو اسکے بعد تھوڑی زندگی تھی، شروع شروع میں باتیں بھول جاتے تھے کہتے ہیں

میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ اللہ کے نبی ﷺ میں باتیں بھول جاتا ہوں اللہ کے محبوب نے فرمایا ابو ہریرہ چادر پھیلاؤ کہتے ہیں میں نے چادر پھیلائی اللہ کے نبی نے ایسے جیسے اس میں کوئی چیز ڈال رہے ہوں ایسے اشارہ کیا اور فرمایا اسکو لے لو میں نے گٹھڑی باندھ کر اپنے اوپر لے لی اسکے بعد اللہ نے ایسی قوتِ یادداشت دی کہ میں بھولتا ہی نہیں تھا، چنانچہ صحابہؓ کرام میں سب سے زیادہ حدیث کی روایت انہوں نے کی، عبدالملک بن مروان کو ایک مرتبہ شک ہوا کہ بھئی اتنی حدیثیں یہ بیان کرتے ہیں تو یہ روایت باللفظ بیان کرتے ہیں یا روایت بالمعنیٰ کرتے ہیں روایت بالمعنیٰ کہتے ہیں کہ مفہوم تو ٹھیک ہو الفاظ اپنے ہوں اور اور روایت باللفظ یہ کہ مفہوم بھی وہی ہو اور الفاظ بھی وہی ہوں لہذا اس کے ذہن میں وہم پڑ گیا، اس نے کہا کہ اچھا انکا امتحان لیتے ہیں اس نے سیدنا ابو ہریرہ ؓ کو دعوت دی اب جب دعوت دی تو کھانا کھایا کھانے کے بعد اس نے ایک پردہ لگایا ہوا تھا اسکے پیچھے اس نے دو کاتب بٹھائے ہوئے تھے، انکو کہا کہ جو یہ کہیں آپ دونوں نے لکھنا ہے اور ان سے فرمائش کی کہ جی آپ ہمیں نبی ﷺ کی احادیث سنایئے، چنانچہ انہوں نے ایک سو سے زیادہ نبی ﷺ کی احادیث سنائیں وہ کاتب لکھتے رہے، محفل ختم ہوگئی ایک سال گذر گیا ایک سال کے بعد اس نے پھر ان کو دعوت دی اور ان دونوں کاتب کو بلایا اور کہا کہ تم اپنا رکارڈ لیکر بیٹھنا میں ان سے کہوں گا کہ یہ وہی حدیثیں سنائیں جو پچھلے سال سنائی تھیں اور جہاں فرق ہو تم نشان لگاتے جانا ابو ہریرہ ؓ کو کچھ پتا نہیں ہے کہ یہ سب ہو رہا ہے، چنانچہ کھانا کھایا پھر حدیث سنانے کی محفل ہوئی تو وہ کہنے لگا جی جو پچھلے سال احادیث سنائی تھیں وہ حدیثیں پھر سنا دیجئے، ابو ہریرہ ؓ نے وہی حدیثیں پھر سنائیں دونوں کاتبوں نے انکو املا کے ساتھ ملایا اور انکو کہیں پر ایک حرف کا بھی فرق نظر نہ آیا، سبحان اللہ یہ قوتِ یادداشت تھی۔

واقعہ......(۲)

امام بخاریؒ جب بصرہ پہنچے تو بصرہ کے علماء نے انکا بڑا استقبال کیا کیوں کہ اس وقت امام بخاری حافظ مشہو ہو چکے تھے آج تو حافظ کہتے ہیں قرآن پاک کے حافظ کو پہلے زمانہ میں حافظ کا لفظ حافظِ حدیث کے لئے استعمال کیا جاتا تھا حافظ ابن قیم حافظ ذہبی یہ سب حافظ ابن کثیر یہ حدیث کے حفاظ تھے قرآن مجید تو حفظ ہوتا ہی تھا ہر ایک کو، کسی کو کامل ہوتا تھا کسی کو ذرا کم ہوتا تھا کچھ نہ کچھ تو ہر ایک کو یاد ہوتا تھا تو یہ لفظ تو استعمال ہوتا ہی ہے حدیث کے حفاظ کے لئے تو حافظ اسماعیل مشہور ہو گئے تھے، تو بصرہ کے علماء نے کہا کہ ان کا امتحان لے لیں، اب جب علماء امتحان لینے کے لئے تیاری کریں تو اللہ ہی اس میں کامیاب کرے انہوں نے ایسا استقبال کیا کہ یوں سمجھئے کہ پورے شہر کے لوگ باہر نکل کر انکے استقبال کے لئے آئے بے مثال استقبال کیا پھر انکو ایک جگہ بٹھایا تخت پر اور شہر کے سارے علماء وہاں اکٹھے ہو گئے اور پھر انکی خوب تعریفیں کیں حافظ الحدیث ہیں اور ایسے ہیں اور ایسے ہیں اور بڑے اچھے ہیں خوب جب انکی تعریفیں کرلیں تو پھر انکو کہا کہ جی ہمیں بھی اس سے فائدہ دیجئے اور انہوں نے، اور انہوں نے کیا کیا دس بندے چنے ہوئے تھے اور ہر بندے کو دس حدیثیں یاد تھیں حدیثوں میں تھوڑا سا فرق کر رکھا تھا، چنانچہ ایک آدمی کھڑا ہوا کہنے لگا جی میں نے دس حدیثیں یاد کی ہیں اگر یہ اتنے بڑے حافظ الحدیث ہیں تو یہ بتائیں کہ یہ روایت ان تک پہنچی ہے؟ اب اس نے پہلی حدیث پڑھی امام بخاریؒ نے فرمایا نہیں مجھ تک نہیں پہنچی،

پھر اس نے دوسری پڑھی آپ نے فرمایا نہیں مجھ تک نہیں پہنچی،

پھر اس نے تیسری پڑھی فرمایا نہیں،

دس پڑھی اور دس پر نہیں فرمایا اب دیکھو کیسا پریشر ڈالا انہوں نے کہ بھئی کسی پر تو ان کا دل کہے گا ہاں میں نے سنی ہے جب اتنے بڑے حافظ الحدیث ہیں،

پھر دوسرا کھڑا ہوا اسکی دس حدیثوں پر بھی نہیں فرمایا پھر تیسرا، پھر چوتھا، دس بندوں نے دس دس حدیثیں پڑھیں اور ہر بات پر انہوں نے نہیں کہا، مجمع حیران بھئی یہ بھی کیسے حافظ الحدیث ہیں ان کو کوئی حدیث پہنچی تو ہے نہیں جب وہ سب سنا چکے اس وقت امام بخاریؒ نے فرمایا کہ سنو!

پڑھنے والوں نے حدیثوں کو ایسے پڑھا پھر آپ نے جس بندے نے جو حدیث پڑھی تھی غلطی کے ساتھ پہلے وہ پڑھی پھر فرمایا اسمیں یہ غلطی ہے اس کو پھر صحیح حدیث پہنچائی پھر دوسری غلط پڑھی، پھر صحیح حدیث پہنچائی، سو کی سو ترتیب کے ساتھ غلط حدیثیں جو انہوں نے پڑھی تھیں وہ بھی پڑھ کر سنائیں اور اسکے بدلے جو صحیح حدیثیں تھیں وہ بھی پڑھ کر سنائیں، علماء لکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ کے لئے سو حدیثیں سنا دینا کوئی بڑی بات نہیں تھی بڑی بات یہ تھی جس ترتیب سے انہوں نے ایک مرتبہ حدیثیں پڑھ کر سنائیں اللہ نے ان کو ایسی یادداشت دی تھی ایک دفعہ سن کر وہ ترتیب یاد رہی اور وہ حدیثیں بھی یاد ہو گئیں ایسی ذہانت اللہ نے انکو دی تھی۔

واقعہ......(۳)

ایک محدث تھے ابو زرعہ انکو لاکھوں حدیثیں یاد تھیں اللہ تعالی کی شان دیکھیں کہ ان کا ایک شاگرد تھا اسکی شادی ہوئی اور ایک دن وہ حدیث کے درس میں آیا تو ذرا دیر ہو گئی جب واپس پہنچا تو بیوی ذرا اس دن موڈ میں تھی مزاج گرم تھا تو اس نے جھگڑنا شروع کر دیا، بیٹھے رہتے ہیں، وقت ضائع کر کے آجاتے ہیں، ہم تو انسان ہی نہیں ہیں ہم انتظار کرتے ہیں بھوک لگی ہوتی ہے کھانا کھانا ہوتا ہے، لہذا باتیں ہوتی رہیں اس نے کہا بھئی وہاں ایسے تو نہیں وقت ضائع کرنے جاتا میں علم حاصل کرنے جاتا ہوں لیکن وہ کچھ زیادہ ہی ناز میں تھی غصہ میں آگئی تیرے استاذ کو کچھ نہیں آتا تو وہاں جا کر کیا سیکھے گا، اب جب اس

نے یہ کہہ دیا کہ تیرے استاذ کو کچھ نہیں آتا تو وہاں جا کر کیا سیکھے گا تو نوجوان
تھا اور لگتا ہے کہ اسکو بھی آج کل کا دماغ ملا ہوا تھا اس نے بھی فوراً کہہ دیا کہ اچھا
اگر میرے استاذ کو ایک لاکھ حدیثیں یاد نہ ہوں تو پھر تجھے تین طلاق لو اب
رات تو ذرا گرمی سردی میں گذر گئی صبح اٹھ کر بیوی کو بھی فکر کہ کہیں طلاق ہی نہ
واقع ہوگئی ہو، تو بیوی نے پوچھا کہ جی وہ کیا بنا طلاق کا؟ اس نے کہا مشروط تھی
تو میں حضرت سے پوچھتا ہوں اگر تو انکو لاکھ حدیثیں یاد ہوں گی تو طلاق نہیں
ہوئی ورنہ ہوگئی، اب وہ پہنچا اپنے استاذ کے پاس انکو بتایا کہ حضرت بس مجھ
سے غصہ میں یہ بات ہوگئی اب بتائیں کہ میری بیوی کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں
ہوئی آپ کو ایک لاکھ حدیثیں یاد ہیں یا ایسے ہی میں نے بات کردی تو امام
ابوذرعہ مسکرائے اور فرمانے لگے جاؤ ''میاں بیوی'' کی طرح زندگی گذارو ایک لاکھ
حدیثیں مجھے اس طرح یاد ہیں جس طرح لوگوں کو سورۂ فاتحہ یاد ہوتی ہے، کہتے ہیں
کہ ان کو دو لاکھ حدیثیں یاد تھیں، صرف قرأت سے متعلقہ چالیس ہزار حدیثیں
یاد تھیں، اللہ اکبر، تو دیکھئے پھر اللہ نے انکو کیسی ذہانت دی تھی یہ تقوی کی وجہ سے
نیکی کی وجہ سے ہوتا ہے اللہ رب العزت بندے کو پھر ایسی فوٹوگرافک میمری
عطا فرما دیتے ہیں کہ انسان حیران رہجاتا ہے اور جب انسان گناہ کرتا ہے
تو پھر اللہ تعالی مت بھی مار دیتے ہیں، ذہانت چھین بھی لیتے ہیں۔

برکت کا مفہوم

یہ برکت اللہ تعالی گھر میں بھی دیتے ہیں کاروبار میں بھی دیتے ہیں اولاد میں
بھی دیتے ہیں، اولاد میں برکت کا کیا مطلب؟ کہ اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک بن
جاتی ہے نیک بنتی ہے، محنتی بنتی ہے، اولاد کو دیکھ کر بندے کا دل خوش ہوتا ہے،
کاروبار کا کیا مطلب؟ یہ نہیں کہ وہ کروڑوں پتی بن جاتا ہے مطلب یہ ہوتا ہے
کہ جتنا کام کرتا ہے اسکی ضروریات پوری ہوتی ہیں اس نے کسی کا دینا نہیں

ہوتا ہے کوئی پریشانی ہی نہیں ہوتی یہ کاروبار کی برکت ہے۔

نیکی کے دنیا میں چھ مزید فائدے

فائدہ......(۱)

نیک عمل کی وجہ سے اللہ تعالی بندے کی پریشانیوں کا ازالہ فرمادیتے ہیں چنانچہ آپ دیکھیں گے اللہ والوں کو تو انکے اندر بے چینی نہیں ہوگی کوئی پریشانی آئے گی بھی تو انکو بے چین نہیں کرے گی اللہ تعالی کام سنوار دیا کرتے ہیں کوئی بھی مصیبت میں پھنسیں اللہ تعالی اس میں سے راستہ نکال دیتا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالی فرماتے ہیں ﴿ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لایحتسب﴾ اللہ تعالی اسکے لئے راستہ نکال دیتے ہیں ایسی طرف سے رزق دیتے ہیں جس کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

ایک واقعہ

حضرت تھانویؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ چند بھائی تھے انکے والدین بوڑھے ہوگئے انمیں سے ایک تو بڑے شوق سے خدمت کرتا باقی بس خدمت کرتے جیسے بوجھ دور کر رہے ہوں، تو چھوٹے نے ان سے کہا کہ بھئی میرے ساتھ ایک وعدہ کرلو انہوں نے کہا کہ کیا؟ اس نے کہا کہ بھئی والد کی خدمت اکیلے مجھے کرنے دو اور جائداد جتنی ہے مجھے بیشک نہ دینا، آپ سب آپس مین تقسیم کرلینا، وہ بڑے خوش ہوگئے، چنانچہ انہوں نے ہاں کرلی، والدین کی خدمت کرتا رہا والدین آخر دنیا سے چلے گئے اب اسکو رزق کی کافی پریشانی رہتی تھی ایک دن اس نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے فلاں پتھر کے نیچے تمیں دینار ہیں آپ جاؤ اور انکو لے لو اس نے پوچھا ان میں برکت ہے؟

چونکہ اسکی ماں اسکو ہمیشہ دعا دیتی تھی کہ اے اللہ اس کو برکت والا رزق عطا فرما تو اسکو بات یاد رہ گئی تھی کہ میری امی مجھے دعا دیتی تھی اس نے کہا برکت ہے اس نے کہا برکت نہیں ہے، اس نے کہا تب تو میں نہیں لیتا، آنکھ کھل گئی صبح اٹھے تو اس نے خواب بیوی کو سنایا اور بیویاں تو ماشاء اللہ اللہ کی ولیاں ہوتی ہیں، اس نے کہا بیشک تم نہ لینا جا کر دیکھو تو پڑے ہوئے ہیں یا نہیں پڑے ہوئے ہیں، شوہر نے کہا جب میں نے لینے نہیں تو میں نے جانا بھی نہیں، خیر اگلی دفعہ اس نے پھر خواب دیکھا کسی کہنے والے نے کہا کہ اگر تم جاؤ تو تمہیں بیس دینار رہ گئے ہیں وہ تمہیں مل جائیں گے اس نے کہا برکت ہے؟ جواب ملا برکت تو نہیں ہے، اس نے کہا میں نے نہیں لینا اگلے دن بیوی کو کہا تو بیوی نے کہا دیکھو میں کہتی تھی نا کہ کل ہی لے لیتے چلو آج ہی جا کر لے آؤ تمیں نہ صحیح تو بیس صحیح، اس نے کہا میں نہیں جاتا برکت نہیں ہے، چنانچہ اگلے دن دس ہو گئے، حتی کہ اسکو اگلے دن خواب آیا کہ بھئی اسکے نیچے ایک دینار ہے اگر چاہو تو لے لو اس نے کہا برکت ہے یا نہیں؟ کہا ہاں اس دینار میں برکت ہے یہ اٹھا اور اس نے بیوی کو بتایا کہ میں جا رہا ہوں لینے کے لئے بیوی نے کہا چالیس تمیں چھوڑ دئے ایک لینے جا رہا ہے یہ بھی کوئی عقل مندی ہے؟ خیر وہ گیا اور اس نے ایک دینار لے لیا، اب جب راستہ میں لا رہا تھا تو اسکو خیال آیا کہ بیوی تو غصہ ہو رہی تھی کہ تم نے نقصان کر لیا چلو اس کے لئے مچھلی لے چلتے ہیں بیوی کو آج دیں گے وہ پکائے گی تو خوش ہو جائے گی ،اس نے راستہ سے مچھلی خریدی حضرت لکھتے ہیں کہ جب وہ مچھلی لے کر گھر آیا تو کچھ بچے ہوئے پیسے بھی دے دئے بیوی کو اور مچھلی بھی دیدی کہ بھئی پکاؤ اور کھاؤ، اس کی بیوی نے جب مچھلی کو کاٹا تو اس کے اندر ایک قیمتی ہیرا موجود تھا جب اس ہیرے کو لے جا کر اس نے بازار میں بیچا اس کی پوری زندگی کے خرچے کے پیسے اسکو وہاں سے مل گئے، حضرت فرماتے ہیں اس کو برکت کہتے ہیں، ہمیشہ کے لئے مسئلہ ہی سمیٹ دیتے ہیں اللہ تعالی روز روز کی چخ چخ سے

جان چھڑا دیتے ہیں

فائدہ......(۲)

اللہ تعالی بندے کی مرادیں پوری کردیتے ہیں اگر اسکی کوئی نیک تمنا ہوتی ہے اللہ تعالی حالات بنا دیتے ہیں وہ بات پوری ہو جاتی ہے قرآن مجید میں اللہ تعالی فرماتے ہیں ﴿ومن یتق الله یجعل له من امره یسرا﴾ جوتقوی اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اسکے کاموں میں آسانیاں کردیتے ہیں، تو جب رب آسانیاں کرے تو پھر کام ہی کہاں مشکل رہتا ہے، نیک اعمال سے جو دنیا کے فائدے ہیں جب یہ کھل جائیں گے تو ممکن ہے کہ پھر ہمارا نفس نیک اعمال کرنے پر اور زیادہ راغب ہو جائے تو مقصد تو نیکی کی طرف آنا ہے رب کریم ہمیں اپنے نیک بندوں میں شامل فرمالے۔

فائدہ......(۳)

اس کی مرادیں پوری ہو جاتی ہیں اللہ تعالی دل کی نیک تمناؤں کو پورا کردیتے ہیں، حدیث پاک میں ہے کہ کچھ اللہ کے نیک بندے ایسے ہوتے ہیں بکھرے بالوں والے اگر کسی دروازے پر چلے جائیں تو وہ دروازے والے خالی بھیج دیں مگر اللہ تعالی کے یہاں انکا اتنا مقام ہوتا ہے [لو اقسم علی الله لابره] اگر وہ قسم اٹھا کر بات کردیں تو اللہ ان کی قسم کو ضرور پور کردیتے ہیں، تو اللہ تعالی انکی مرادیں پوری کردیتے ہیں خود بخو حالات ہی انکے سازگار کردیتے ہیں ان کو دنیا کے جھمیلوں میں پریشانیوں میں الجھایا نہیں کرتے، آپ نے دیکھا ہوگا کہ کچھ گھوڑے ہوتے ہیں جو دوڑنے کے لئے پالے جاتے ہیں لوگ انکے ذریعہ انعامات جیت تے ہیں انکی بڑی رقم ہوتی، لاکھوں روپے میں ایک ایک گھوڑا ملتا ہے، با قاعدہ ان کا نسب نامہ ہوتا ہے، کوئی بھی بندہ اسکو گدھا گاڑی کی جگہ استعمال نہیں کرتا کسی کو اگر کہدیں تو وہ ہنس پڑے گا، کہے گا یہ دنیا میں

رکارڈ قائم کرنے والا گھوڑا میں اسے گدھے گاڑی میں کیسے استعمال کروں جس طرح ہم لوگ دوڑنے والے گھوڑوں کو ریس جیتنے والے گھوڑوں کو گدھے گاڑی میں استعمال نہیں کرتے اسی طرح اللہ تعالی بھی اپنے نیک بندوں کو دنیا کی گدھا گاڑی میں الجھایا نہیں کرتے، وہ فرماتے ہیں یہ میرے دین کا کام کرنے والے لوگ ہیں یہ نبی ﷺ کی وراثت کا حق ادا کرنے والے لوگ ہیں میں انکو دنیا کے معاملہ میں کیسے الجھاؤں تو اللہ تعالی انکے کام سنوار دیتا ہے انکی مرادیں اللہ تعالی پوری فرما دیتے ہیں۔

مرادیں پوری ہونے کا واقعہ

چنانچہ ایک مرتبہ چار حضرات طواف کر کے بیت اللہ شریف کے قریب بیٹھے تھے، ایک کا نام تھا مصعب بن زبیر زبیرؓ کے بیٹے اسماء بنت ابی بکر کے بیٹے اور دوسرے تھے عروہ بن زبیر اور تیسرا تھا عبدالملک بن مروان اور چوتھے تھے عبداللہ ابن عمرؓ اب یہ آپس میں بیٹھے تھے تو ان میں سے کسی نے کہا کہ اپنی اپنی تمنائیں بیان کرو کس کی کیا تمنا ہے؟

تو مصعب بن زبیر نے کہا کہ میرے دل کی تمنا ہے کہ میں عراق کا گورنر بنوں اور میرے نکاح میں دو بیویاں ہوں، ایک سکینہ بنت حسین اور دوسری عائشہ بنت طلحہ، سکینہ بنت حسین کو تو سب جانتے ہی ہیں، سکینہ حسینؓ کی بیٹی عائشہ بنت طلحہ یہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بھانجی تھیں، نام ان کا بھی عائشہ اور یہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی زیر تربیت رہی تھیں، ان سے انہوں نے حدیث کا اور تفسیر کا علم سیکھا تھا ان سے حدیثیں روایت کی ہیں محدثین نے، یہ اتنی پاک باز خاتون تھیں اللہ نے انکو معرت کا نور عطا کیا تھا ان جیسی دانا عقل مند پاک باز اور دیندار عورت انکے زمانہ میں کوئی دوسری نہیں تھی اور اللہ رب العزت نے ان کو ظاہری حسن و جمال میں بھی عائشہ صدیقہ ﷺ کی کوپی بنایا تھا یہ بالکل اپنی خالہ پر گئی تھیں، تو اس لحاظ سے یہ وہ رشتہ

تھا کہ جس کے لئے اس دور کے نوجوان تمنا کیا کرتے تھے ،اور سکینہ حسینؓ کی صاحبزادی تھی ان کے ویسے فضائل بہت بیان ہیں وہ جگر گوشۂ نبی کی بیٹی تھی سادات میں سے تھیں انکی اپنی ایک تقوی کی زندگی تھی، فضیلت کی زندگی تھی ،توانہوں نے یہ دوتمنائیں ظاہر کیں کہ اللہ کرے یہ دو رشتے میرے نکاح میں ہوں اور میں عراق کا گورنر بنوں۔

عروہ بن زبیر سے پوچھا کہ جی آپ کی تمنا ظاہر کریں؟ وہ کہنے لگے بس میرا دل چاہتا ہے کہ میں علم فقہ میں خوب محنت کروں اللہ میرے سینہ کو سمجھ سے بھردے چونکہ نبی ﷺ نے فرمایا[مَنْ یُرِدِاللّٰہُ بِہٖ خَیْرًایُفَقِّہْ فِی الدِّیْنِ] اللہ تعالی جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے اسکو دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔

عبدالملک بن مروان سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں بادشاہ بننا چاہتا ہوں۔

عبداللہ ابن عمرؓ سے جب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں جنت میں اپنے رب کا دیدار چاہتا ہوں۔

اللہ تعالی کی شان دیکھیے کہ چاروں رشتہ داروں کی چاروں تمنائیں اللہ رب العزت نے ہوبہو پوری فرمادیں جیسے نیت کی تھی سب کو ویسا مل گیا قبولیت کا وقت تھا تو یہ قدرت کی طرف سے ہوتا ہے ، جو انسان مراد مانگتا ہے اللہ تعالی عطا فرما دیتے ہیں ہم اپنے بچوں کی چھوٹی چھوٹی تمنائیں پوری کر کے خوش ہوتے ہیں پروردگار اپنے نیک بندوں کی ایسی مرادیں پوری کر کے خوش ہو جاتے ہیں ﴿من یتق اللہ یجعل لہ من امرہ یسرا﴾ قرآن مجید کی آیت ہے جو انسان تقوی اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اسکے کاموں میں آسانیاں پیدا کر دیتا ہے اسلئے جب بھی معاملہ الجھ رہا ہو ہمیشہ بندہ سمجھے کہ تقوی میں کمی آگئی ہے۔

پریشانیوں کا حل کس میں؟

چنانچہ درود شریف ایسا عمل ہے آپ کبھی پھنس جائیں کسی جگہ میں مثلاً کسی

دفتر میں، کسی دوست کے سامنے، کسی بھی جگہ پھنس جائیں، آپ چند دفعہ درود شریف پڑھیۓ دل کی گہرائیوں سے اللہ رب العزت اس پریشانی میں سے نکلنے کا آپ کو راستہ دکھادیں گے۔

اعمال صالحہ کی تاثیر

جوانسان متقی ہو استغفار کثرت سے کرے نبی علیہ السلام پر درود شریف کثرت سے پڑھے پروردگار عالم دنیا کی پریشانیوں سے محفوظ فرما دیتے ہیں پریشانیاں آتی ہیں گذر جاتی ہیں، بے چینی کا باعث نہیں بنتیں، بلکہ اللہ تعالی پر خلوص زندگی عطا فرما دیتے ہیں ﴿من عمل صالحامن ذكر او انثى وهو مؤمن﴾ جوکوئی بھی نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان والا ہو ﴿فلنحيينه حيوة طيبة﴾ اور ہم ضرور بالضرور اسکو پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اب یہ پرودگار کا وعدہ ہے قرآن مجید میں کہ مرد ہو یا عورت ہو اس کو پاکیزہ زندگی دیں گے، خوشگوار زندگی دیں گے پرسکون زندگی عطا فرمائیں گے، تو جب اللہ تعالی وعدہ فرما رہے ہیں تو اسکا مطلب ہے کہ ہمیں نیک اعمال کرنے سے یقیناً ایسی زندگی نصیب ہوگی تیسری چیز ہے کہ اللہ رب العزت قحط سے بچاتے ہیں بارشیں عطا فرماتے ہیں پھل عطا فرماتے ہیں روزی میں برکت عطا فرما دیتے ہیں تو بندے کو قحط سالی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

ہر ضرورت کا علاج

حضرت حسن رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے ایک آدمی آیا کہنے لگا حضرت بڑا گنہگار ہوں بڑا خطا کار ہوں چاہتا ہوں کہ میرے گناہ معاف ہو جائیں مجھے طریقہ بتائیں؟ فرمانے لگے استغفار کرلو تھوڑی دیر گذری ایک آدمی آیا حضرت اس سیزن میں تو بالکل بارش ہوئی ہی نہیں اب تو مویشی بھی پانی کو ترستے ہیں دعا فرمایئے کوئی عمل بتایئے، فرمایا استغفار کرلو، ایک آدمی آیا حضرت بڑا غریب

ہوں قرضوں نے جکڑ رکھا ہے ادائیگی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی کوئی مجھے اسکا طریقہ بتایئے استغفار پڑھے جاو، پھر ایک آدمی آیا حضرت بڑی دل کی تمنا ہے کہ کئی سال ہو گئے شادی کو اللہ تعالی مجھے نیک بیٹا عطا فرمائے انہوں نے کہا جاو استغفار کرو ایک آدمی آیا کہ حضرت میرا باغ تو ہے مگر یہ دعا کرو کہ اس سال اس میں پھل زیادہ لگیں، فرمایا استغفار کرو، ایک آدمی آیا کہ حضرت میری زمین ہے مگر اس میں پانی نہیں ہے تو میں کچھ کنواں وغیرہ کھودنا چاہتا ہوں دعا کریں کہ اس میں سے اللہ تعالی پانی نکال دے، فرمایا استغفار کرو۔

اب ایک آدمی قریب ہی جو خدمت گذار تھا اس نے کہا کہ حضرت یہ ایک عجیب چیز آپ کے ہاتھ میں آئی ہے کہ جو پوچھنے آتا ہے استغفار کرو استغفار کرو تو انہوں نے فرمایا کہ دیکھو بھئی یہ جو استغفار کا عمل ہے نا یہ میں نے اپنی طرف سے نہیں بتایا یہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں بتایا ہے سچے پروردگار نے اپنے سچے کلام میں فرمایا ﴿فقلت استغفروا ربکم ﴾ تم استغفار کرو اپنے رب کے سامنے ﴿ انه کان غفارا﴾ وہ گناہوں کو بخشنے والا ہے ﴿یرسل السماء علیکم مدرارا﴾ بارشوں کو برسانے والا، قحط دور کرنے والا، ﴿ویمددکم باموال﴾ اور مال سے تمہاری مدد کرے گا، فقر دور ہو جائیگا ﴿وبنین﴾ اور تمہیں بیٹے عطا کرے گا، ﴿ویجعل لکم جنّٰت ﴾ تمہارے باغوں میں اچھے پھل لگائے گا ﴿ویجعل لکم انهارا﴾ اور اللہ تعالی تمہیں چشمہ اور نہر عطا فرمائے گا، تو یہ قرآن مجید کی آیت ہے اسمیں بتلایا گیا ہے کہ استغفار کی کثرت سے اللہ تعالی یہ سب نعمتیں عطا فرما دیتے ہیں، اسلئے قیامت کے دن سب سے زیادہ وہ آدمی خوش ہوگا جس نے اپنے اوپر استغفار کو لازم کیا ہوگا اور قیامت کے دن اسکے نامۂ اعمال میں استغفار بہت زیادہ ہوگا ہم چلتے پھرتے بھی استغفار کر سکتے ہیں کئی مرتبہ گاڑی چلاتے ہوئے بھی استغفار کر سکتے ہیں، بیٹھے ہوئے بھی استغفر اللہ پڑھ سکتے ہیں مگر دیکھا یہ گیا کہ مشکل سے سو دفعہ پڑھنے کی سعادت بھی قسمت والے

کونصیب ہوتی ہے۔

استغفار پڑھنے میں کوتاہی

عموماً استغفار نہیں پڑھا جاتا حالانکہ اس استغفار میں ہماری پریشانیوں کا حل موجود ہے نبی ﷺ نے فرمایا[من لزم الاستغفار جعل اللّٰـــه لکل هم مخرجا]اللہ تعالیٰ ہر پریشانی میں اسکے لئے آسانی کردیں گے و من کل ضیق مخرجا اور اللہ تعالیٰ ہر تنگی میں سے نکلنے کا راستہ کھول دیں گے ویرزقه من حیث لایحتسب ایسی طرف سے رزق دیں گے جس کا اس کو وہم وگمان بھی نہیں ہوگا۔

(۴)......فائدہ

نیک اعمال سے اللہ تعالیٰ بلائیں ٹال دیتے ہیں چنانچہ حضرت اقدس تھانویؒ نے یہ بات لکھی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی شان میں ایک کتاب لکھی ''نشر الطیب'' نام کی، ان دنوں اس علاقہ میں طاعون پھیلا ہوا تھا ''تھانہ بھون'' اور اسکے قریب ''کاندھلہ'' وغیرہ میں حضرت فرماتے ہیں کہ میرا یہ تجربہ ہے جس دن میں اس کی لکھائی کا کام کرتا تھا مجھے کہیں سے کسی بندے کے مرنے کی اطلاع نہیں آتی تھی اور اگر کسی دن میں کوئی کام نہ کر پاتا بند ہو جاتا تو اسی دن کسی نہ کسی کی مرنے کی خبر آجاتی محبوب کی شان میں کتاب لکھی جارہی ہے اس کی برکتیں اتنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ علاقہ سے بلا کو دور فرما دیتے ہیں۔

ہم نے اپنے حضرت مرشد عالمؒ کے بارے میں دیکھا، کوئی مدرسہ بند ہوتا تھا وہ وہاں سے گذرتے ہوئے دعا کر کے چلے جاتے تھے، یا تھوڑی دیر بیٹھ جاتے تھے، یا ایک وقت کا کھانا کھالیتے تھے یا ایک رات گذار لیتے تھے بند مدرسوں کو اللہ تعالیٰ چلا دیتے تھے، درجنوں کے حساب سے ایسے واقعات ہم نے دیکھے کسی وجہ سے کوئی پریشانی ہے مدرسے والے بلا کر لے جاتے تھے ایک رات ٹھہراتے تھے حضرت کی تہجد کی دعائیں ایسی ہوتی تھیں اللہ اس مدرسہ کے

معاملے کو سیدھا کردیتے تھے، بلائیں آتی تھیں، اللہ تعالیٰ ٹال دیتے تھے پھر اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت ہوتی تھی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ﴿انالننصر رسلنا﴾ ہمارے ذمہ میں ہے مدد اپنے رسولوں کی ﴿والذین آمنوا﴾ اور ایمان والوں کی ﴿فی الحیاۃ الدنیا﴾ اس دنیا کی زندگی میں ﴿ویوم یقوم الاشھاد﴾ اور اس دن جب گواہیاں دی جائیں گی۔

﴿انالننصر﴾ ہمارے اوپر لازم ہے اگر اس کا ترجمہ ہم اپنی زبان میں کریں محاورے کا، تو یوں بنے گا کہ ہمارے اوپر اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد کرنا فرض ہے، یاد رکھئے اللہ تعالیٰ پر کچھ فرض نہیں ہے، مفہوم ایسے بنتا ہے، یوں کہنا چاہتے ہیں ہمارے اوپر لازم ہے اللہ تعالیٰ مدد فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد جب اترتی ہے تو میرے دوستو یہ ذہن میں رکھ لینا جس پلڑے میں اللہ تعالیٰ کی مدد کا وزن آجاتا ہے پھر وہ پلڑا ساری دنیا سے بھاری ہوجاتا ہے۔

(۵)......فائدہ

اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ سے بندے کی مدد فرمادیتے ہیں، ماں کی دعائیں ہوتی ہیں، صدقہ دیا ہوتا ہے، فرشتوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مدد کردیتے ہیں آپ نے دیکھا کئی دفعہ اتنا بڑا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچ جاتا ہے ایسا لگتا ہے جیسے کسی نے بچالیا قدرت کے کام ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں بندے کو بچا لیتے ہیں

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

ایک عجیب بات

مفسرین نے لکھا ہے کہ بدر میں جو فرشتے اترے اللہ تعالیٰ نے انکو واپس آسمانوں پر نہیں بلایا، وہ دنیا میں ہی ہیں یہ خدائی بحری بیڑا ہوائی بیڑا یہ آگیا اب واپس نہیں

جائے گا یہ ادھر ہی ہے ایمان والو جہاں تم اپنے عملوں کو ٹھیک کرلو گے اپنے اندر تقوی پیدا کرلو گے، تمہیں ضرورت ہوگی ہم انکو اس جگہ سے تمہاری جگہ بھیج دیں گے، تو دنیا میں پھر اللہ رب العزت عزتیں عطا فرماتے ہیں۔

چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کوئی بندہ نیکی کرتا ہے تو اللہ تعالی جبرئیل علیہ السلام کو بلاتے ہیں فرماتے ہیں جبرئیل میں اس بندے سے محبت کرتا ہوں تو تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک اعلان کرتے ہیں آسمان پر جو سارے فرشتے سنتے ہیں کہ اے فرشتو اللہ تعالی فلاں بندے سے محبت کرتے ہیں تو آسمان کے سب فرشتے اس بندے سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں پھر جبرئیل علیہ السلام زمین پر آتے ہیں اور زمین پر آکر اعلان کرتے ہیں حدیث پاک میں ہے [ثم یوضع لـه القبول فی الارض] جبرئیل علیہ السلام کے اعلان کے بعد اللہ تعالی زمین میں انکے لئے قبولیت رکھ دیتے ہیں، عزتیں ملتی ہیں۔

دونوں کی حکومت الگ الگ

ایک مرتبہ ہارون رشید کی بیوی کھڑکی میں نیچے دیکھ رہی تھی، ادر مسجد میں نیچے امام ابو یوسفؒ درس دے رہے تھے ان کو جو چھینک آئی تو انہوں نے الحمدللہ کہا جس پر پورے مجمع نے یرحمک اللہ کہا اس یرحمک اللہ کہنے کی اتنی آواز پیدا ہوئی کہ جیسے پتہ نہیں کیا ہوا، ہارون رشید دوسرے کمرے میں تھا اچانک گھبرا کر آیا پوچھنے لگا کیا ہوا؟ وہ کہنے لگی کہ ہارون رشید ایک بندہ اللہ کا اس نے چھینک پر الحمدللہ کہا اتنے لوگوں نے جواب دیا کہ تم دوسرے کمرے سے اٹھ کر آگئے، درحقیقت دلوں کے بادشاہ تو یہ لوگ ہیں تم تو جسموں کے بادشاہ ہو یہ دلوں کے بادشاہ ہیں تو یوں اللہ تعالی عزتیں عطا فرما دیتے ہیں۔

حضرت احمد علی لاہوریؒ کا واقعہ

حضرت مولانا احمد لاہوریؒ سکھ گھرانے سے تھے اسلام قبول کرلیا دار العلوم

دیو بند میں پڑھنے آگئے یہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے سسر بڑے سمجھ دار آدمی تھے انہوں نے احمد علی کو اس وقت پہچانا جبکہ احمد علی احمد علی نہیں تھا، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ یہ ولایت کبریٰ کے مقام کے لوگوں میں سے تھے مستجاب الدعوات بزرگوں میں سے تھے ان کا درس قرآن بہت مقبول تھا، بہت مانی ہوئی غیر متنازع شخصیت تھی اپنی شادی کا واقعہ سناتے ہیں ذرا شوق وتوجہ سے سنیں فرماتے ہیں کہ میرے سسر کو بیوی نے اطلاع دی کہ میری بیٹی کی عمر پوری ہوگئی کوئی مناسب رشتہ ہو تو اس کا فرض نبھائیں، تو میرے سسر پنجاب کے مدارس میں اپنی بیٹی کے لئے مناسب بچہ ڈھونڈنے کے لئے نکلے مدارس میں راؤنڈ کرتے کرتے بالآخر دارالعلوم میں پہنچے وہ شیخ الہندؒ کے خصوصی دوست تھے ان سے ملاقات ہوئی تو دورۂ حدیث کے طلباء پر نظر ڈالی فوراً انکی نظر میرے اوپر ٹک گئی انہوں نے شیخ الہندؒ سے پوچھا کہ یہ بچہ شادی شدہ ہے؟ انہوں نے کہا نہیں اسے کون لڑکی دے گا یہ سکھ گھرانے کا لڑکا ہے اور یہاں کئی دفعہ بیٹھا ہوتا ہے پڑھنے کے لئے تو اسکی ماں جو سکھ ہے وہ آتی ہے اسے گالیاں نکال کر چلی جاتی ہے، چپ رہتا ہے بے چارہ اس درویش کو کون بیٹی دے گا؟ انہوں نے کہا کہ اچھا آپ ان سے پوچھیں اگر یہ تیار ہوں تو میں اپنی بیٹی کے ساتھ نکاح کر دوں گا؟ فرمایا پوچھ لیتے ہیں، شیخ الہندؒ نے پوچھا تو کہنے لگے کہ حضرت میں بے یار و مددگار سا بندہ ہوں اگر کوئی مجھے اپنا بیٹا بنائے اور اپنی بیٹی کا رشتہ دے تو میں تو اس سنت پر عمل کر لوں گا، اور اس سے زیادہ خوش نصیبی کیا ہو سکتی ہے؟ انہوں نے بتا دیا، چنانچہ سسر نے کہا کہا کہ کل عصر کے بعد ہم ان کا نکاح پڑھ دیں گے، فرمانے لگے کہ میں کمرے میں آگیا اب میں نے اپنے دوستوں کو بتا دیا کہ بھئی کل میرا نکاح ہونا ہے لہذا یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح سب لڑکوں میں پھیل گئی، اب لڑکے آنے شروع ہو گئے، جناب کوئی کچھ کہہ رہا ہے کوئی کچھ کہہ رہا ہے، ایک نے کہا بھئی بات یہ ہے کہ یہ جو تم نے کپڑے پہنے ہوئے ہیں یہ تو بہت میلے کچیلے پرانے ہیں تم کسی

سے ادھار لے کر دوسرے پہن لو، میں نے کہہ دیا بھائی بات یہ ہے کہ میں نے کبھی کسی سے ادھار نہیں مانگا جو ہیں میرے اپنے ہیں میں کسی سے لے کر نہیں پہنتا، ساتھی نے کہا اچھا اگر آپ کسی سے ادھار نہیں مانگ سکتے تو مت مانگئے ایسا کریں کہ کل ان کپڑوں کو آپ دھو کر صاف کر کے پھر پہن لینا، مجمع میں کم از کم صاف کپڑوں میں تو بیٹھو گے، فرمانے لگے میری بدبختی آ گئی کہ میں نے ہاں ہاں بھر لی، اگلے دن سبق ختم ہوا تو میں نے دھوتی سی باندھی اور کپڑے اتارے اور ان کو دھو ڈالا، اللہ کی شان سردیوں کا موسم اوپر سے بادل آ گئے اب ظہر کا وقت بھی قریب آ گیا میرے کپڑے گیلے میں مسجد کے پیچھے جا کر کپڑوں کو لہرا رہا ہوں اور اللہ سے دعا مانگ رہا ہوں اللہ میرے کپڑے خشک کر دے وہ تو نہ ہونے تھے نہ ہوئے اور ظہر کی اذان ہو گئی، اب مجھے مجبوراً گیلے کپڑے پہن کر سردی کے موسم میں مجمع میں بیٹھنا پڑا اب سب کہیں کہ جی دولہا کون ہے؟ اب سب کی نظر مجھ پر پڑے اور پتہ چلے گیلے کپڑے سردی میں پہن کے بیٹھا ہے فرمانے لگے میرے سسر کو اللہ نے وہ سونے کا دل دیا تھا انہوں نے دیکھا کہ کل یہی کپڑے تھے اور میلے تھے آج یہی ہیں اور گیلے ہیں اس کا مطلب یہ کہ اس بچے کے پاس دوسرا جوڑا بھی نہیں ہے، ان کے دل پر اس بات کا کوئی اثر ہی نہ ہوا وہ تو میری پیشانی کے نور کو دیکھ رہے تھے۔

مرد حقانی کی پیشانی کا نور
کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور

تو کہنے لگے انہوں نے میرا نکاح پڑھ دیا جب میں فارغ ہو گیا دورۂ حدیث سے اور رخصتی ہو گئی تو جب میں بیوی کو لے آیا تو ابتدائی ایک دو مہینہ میرے پاس رہی ان میں بھی اسے فاقہ کرنا پڑا کیوں کہ میرے پاس تو کچھ ہوتا نہیں تھا جو ملتا ہم دونوں کھا لیتے ورنہ فاقہ سے دن گذارتے۔

مہینہ کے بعد وہ اپنے میکے گئی جیسے بچیاں جاتی ہیں شادی کے بعد، تو فرماتے

ہیں کہ جب وہ اپنے گھر گئی تو اسکی ماں نے پوچھا بیٹی تو نے اپنے گھر کو کیسا پایا؟
فرمانے لگے اتنی تقیہ نقیہ پاکباز وہ بچی تھی اپنی ماں سے کہنے لگی کہ امی میں تو سنتی
تھی کہ مرکر جنت میں جائیں گے اور میں تو جیتے جاگتے جنت میں پہنچ گئی ہوں،
اللہ اکبر کبیرا، اتنی صابرہ شاکرہ تھی کہنے لگے بس پھر اللہ تعالی نے میرے گھر میں
برکتیں دینی شروع کردیں، جب خاوند ایسا ہو اور بیوی ایسی ہو تو پھر برکتیں کیوں نہ
ہونگی، چنانچہ حضرت فرمانے لگے ایک وہ وقت تھا کہ جب کھانے کو نہیں ملتا تھا اور
ایک آج احمد علی پر وہ وقت ہے، میرے کھانے کے لئے طائف سے پھل آتے
ہیں اور پھر انہوں نے فرمایا کہ سرگودھا کے علاقہ کے بڑے بڑے لوگ جو سرگودھا
کے کلیار ہیں انکی بیویاں آج میرے گھر میں آکر برکت کے لئے جھاڑو دے کر
جاتی ہیں، اتنے بڑے لین لارڈوں کی بیویاں برکت کے لئے میرے گھر میں
آکر جھاڑو دے رہی ہیں، آج اللہ کا مجھ پر اتنا کرم ہے،

تو کتنی عجیب بات ہے کہ سکھ گھرانے کا بچہ جس کا کوئی اپنا نہیں تھا اللہ تعالی نے
اسکو دنیا میں ایسی عزتیں عطا فرمادیں چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ اپنی وفات کے
بعد وہ علماء میں سے کسی بڑے عالم کو خواب میں نظر آئے اس نے پوچھا حضرت
آگے کیا بنا تو حضرت کثیر البکاء تھے (کثرت سے روتے تھے) خوف خدا ہر وقت
دل پر رہتا تھا فرمانے لگے اللہ تعالی کے حضور پیشی ہوئی تو پروردگار نے فرامایا
احمد علی تو اتنا روتا کیوں تھا؟ کہنے لگے جب مجھ سے پوچھا تو مجھے خیال آیا کہ نبی
علیہ السلام کا فرمان ہے [من نوتش الحساب فقد عذب] جس سے حساب
کتاب میں پوچھ شروع ہوگئی وہ نہیں بچے گا، تو میں ڈر گیا اور جب میں ڈرا تو
پروردگار نے فرمایا احمد علی اب بھی ڈر رہے ہو آج تمہارے ڈرنے کا نہیں خوش
ہونے کا دن ہے، ہم نے تمہیں معاف کردیا اور جس قبرستان میں تمہیں دفن
کیا وہاں کے سب گنہگاروں کو بھی ہم نے معاف کردیا، چنانچہ ان کی قبر کی مٹی
سے خوشبو آیا کرتی تھی ہزاروں انسانوں نے انکی قبر کی مٹی اٹھا کر گھر لے جانا

شروع کر دیا تھا، تو علماء متوجہ ہوئے پھر انہوں نے مل کر مستقل دعا مانگی اے اللہ بس جو چیز ظاہر ہو رہی ہے اس ظہور کو ختم کر دے ورنہ لوگ مٹی ہی نہیں چھوڑیں گے، اللہ تعالی نے اتنے صلحا کی دعا کو قبول کر لیا تب جا کر انکی قبر سے خوشبو آنی بند ہو گئی، اللہ تعالی عزتیں عطا فرما دیتے ہیں، جس کا اپنا کوئی نہیں ہوتا ساری دنیا پھر اسی کی بن جاتی ہے، جس کو کھانے کے لئے روٹی نہیں ملتی اسکو کھانے کے لئے پھر طائف سے پھل آیا کرتے ہیں ماشاء اللہ میرے دوستو آج کے زمانہ میں تو یہ آسان ہے جب بحری جہاز آتے جاتے تھے اس زمانہ میں یہ طائف سے پھل آنا کوئی آسان کام نہیں تھا، تو اللہ رب العزت دنیا میں عزتیں عطا فرماتے ہیں

(۶)......فائدہ

فائدہ یہ کہ اللہ تعالی دنیا میں مراتب بلند فرما دیتے ہیں چنانچہ ارشاد فرمایا ﴿یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتو العلم درجات﴾ اللہ تعالی (اس حکم کی اطاعت سے) تم میں ایمان والوں کے اور (ایمان والوں میں) جنکو علم (دیں) عطا ہوا ہے انکے درجے بلند کر دے گا۔

امام ابو یوسفؒ غریب گھر کے بچے تھے یتیم ہو گئے ماں نے بھیجا بیٹا جاو اور جا کر دھوبی کے پاس کپڑے دھونے کا کام سیکھ لو کچھ کپڑے دھویا کرو گے تو ہمارا گذران چل پڑے گا، یہ گھر سے چلے دھوبی کا فن سیکھنے کے لئے اللہ تعالی کی شان، امام اعظم ابو حنیفہؒ کا درس ہو رہا تھا درس میں بیٹھ گئے درس کچھ اچھا لگا لوگ اٹھ کر چلے گئے یہ تھوڑی دیر بیٹھ کے سوچتے رہے امام ابو حنیفہؒ کی نظر پڑ گئی وہ بڑے مردم شناس تھے، انہوں نے بلایا بچہ کیا نام ہے؟ کیا کرتے ہو؟ سارا کچھ بتا دیا انہوں نے چہرے سے پہچان لیا کہ اسکے اندر بلا کی ذہانت ہے، فرمانے لگے کہ جتنا تجھے دھوبی دے گا اتنا میں تجھے دے دیا کروں گا تو روز آ کر یہاں میرے پاس درس پڑھا کر یہ راضی ہو گئے کچھ انکا اپنا بھی جی چاہ رہا تھا قرآن اور حدیث

پڑھنے کو اور اوپر سے جو ماں کا مسئلہ تھا وہ بھی حل ہو گیا چنانچہ امام صاحب حساب سے انکو کچھ دیدیتے یہ آگے والدہ کو دیدیتے اس طرح پڑھتے رہے حتی کہ پڑھتے پڑھتے یہ امام ابو یوسف بن گئے، بہت سی حدیث کے حافظ تھے انکو کثیر الحدیث عالم کہا گیا ہے، بڑے ذہین تھے اللہ تعالی کی شان اب جب امام ابو یوسف بن گئے تو ایک دن والدہ کو پتہ چلا کہ میرا بیٹا تو مسئلے مسائل بتاتا ہے یہ دھوبی کا کام تو نہیں کرتا اس نے کہا بیٹے میں نے تم سے کہا تھا کوئی فن سیکھنا انہوں نے امام اعظم کو بتایا، انہوں نے فرمایا بھئی اپنی امی سے کہنا کہ وہ آئیں اور میرے ساتھ بات کرلیں، پردے میں یہ اپنی والدہ کو لیکر آئے انہوں نے انکی بات سنی کہ جی میں نے تو اس بچے کو کہا تھا کہ دھوبی کا کام سیکھے ہنر سیکھے اور یہ تو مسئلے مسائل میں لگا رہتا ہے امام صاحب نے سمجھایا کہ دیکھیں جو آپ کی ضرورت ہے وہ تو اللہ پورا کر ہی رہے ہیں، آپ کو گھر بیٹھے خرچہ مل رہا ہے، فاقہ نہیں آتا، آپ اس بیٹے کو اگر دین کے لئے استعمال کریں گے تو یہ آپ کے لئے آخرت کا صدقۂ جاریہ بنے گا، اور پھر آخیر پر فرمادیا کہ میں نے اس بچے کو وہ فن سکھایا ہے جس کی وجہ سے یہ پستے کا بنا ہوا حلوہ کھایا کرے گا، ماں سمجھی کہ شاید استاذ صاحب نے میری مذاق کی ہے، چپ ہو گئی اللہ تعالی کی شان کہ کچھ عرصہ کے بعد وقت کے بادشاہ نے یہ کہا کہ حکومت کو چیف جسٹس کی ضرورت ہے اس نے امام اعظم کو بنانے کی کوشش کی امام اعظم بنتے نہیں تھے چونکہ وہ تدوین فقہ میں لگے ہوئے تھے انہوں نے صاف انکار کردیا اس نے کہا اچھا جی کوئی اور بندہ دیدو تو انہوں نے امام ابو یوسفؒ کو دیدیا چنانچہ یہ پوری اسلامی دنیا کے اکیلے چیف جسٹس تھے باقی جتنے قاضی تھے اسلامی دنیا کے سب انکے نیچے تھے، تو اب آپ سوچئے کہ سپریم کورٹ کا جو چیف جسٹس بنے اسکی ویلیو کیا ہوتی ہے، اللہ نے ان کو وہ مقام دیا جب یہ اس منصب پر تعینات ہوئے تو دوسرے تیسرے دن ہارون رشید ان کو ملنے کے لئے آیا تو ہارون رشید نے کچھ بات چیت کے بعد انکے سامنے ایک

برتن بڑھایا انہوں نے پوچھا اس میں کیا ہے؟ اس نے کہا کہ حضرت جو اس منصب پر آتا ہے تو اسکے پروٹوکول میں سے ہے کہ اسکو دماغی کام بہت کرنا پڑتا ہے، لہذا یہ چیز اسکو ہر دوسرے چوتھے دن کھلائی جاتی ہے، ڈاکٹروں کے اطباء کے مشورے کی وجہ سے دماغی کام کرنے والے کی یہ ضرورت ہے اور یہ ہمیں بھی کبھی کبھی ملتی ہے تو امام ابو یوسف نے پوچھا یہ ہے کیا کہنے لگا جی یہ پستے کا بنا ہوا حلوا ہے آپ کو ہر دوسرے تیسرے دن مل جایا کرے گا امام ابو یوسفؒ کہتے ہیں میں حیران ہو گیا۔

قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

امام اعظم ابو حنیفہ کی فراست پر کہ انہوں نے جو بات کہی تھی اللہ نے اس بات کو سچ ثابت فرما دیا، تو دیکھئے وہ بچہ جو دھوبی کا فن سیکھنے جا رہا ہے اللہ تعالی نے اس کو وقت کا چیف جسٹس بنا دیا تو مقام ملتے ہیں نیکیوں کی وجہ سے۔

(۷)......فائدہ

اللہ رب العزت انسان کو بیماریوں سے بھی شفا عطا فرماتا ہے، ہم نے اپنے بزرگوں کو دیکھا الحمد للہ اللہ تعالی کی مدد ہوتی تھی، ہمارے ایک بزرگ تھے بابو جی عبداللہ ان کو ڈاکٹر دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیسے زندہ ہیں اور چل رہے ہیں اللہ اکبر اسلئے کہ وہ لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن مجید انکے لئے شفا بن جایا کرتا ہے پھر اللہ تعالی انکے نقصان کا تدارک بھی خود کر دیتا ہے قرآن مجید کی آیت سنئے ﴿ **یایھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الأسری ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفر لکم** ﴾ قرآن عظیم الشان اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ جو تم سے لیا جائے گا اللہ تعالی تمہیں اس سے بہتر عطا فرما دیں گے، تمہارے نقصان سارے پورے کر دیں گے اور اللہ رب العزت پھر ایسے بندوں کو مال کی بھی فراوانی عطا فرما

دیتے ہیں اب یہاں سے کوئی یہ نہ سوچے کہ جی نبی علیہ السلام پر تو فاقے آئے بھائی نبی علیہ السلام پر اللہ رب العزت نے جبرئیل علیہ السلام کو پیغام دے کر بھیجا اے میرے محبوب آپ دنیا میں ملکا رسولا بن کر رہنا چاہتے ہیں یا عبدا رسولا بن کے رہنا چاہتے ہیں یعنی رسول بھی ہوں اور وقت کی شہنشاہی بھی آپ کو ملے سلیمان علیہ السلام کی طرح یا آپ اللہ کے رسول بھی ہوں اور ظاہری طور پر آپ ایک غلام کی طرح زندگی گذاریں، تو جبرئیل علیہ السلام نے جب یہ بتایا حدیث پاک میں آتا ہے جبرئیل علیہ السلام نے ہاتھ کا اشارہ نیچے کر دیا بات تو نبی علیہ السلام سے پوچھی چونکہ اللہ تعالی نے بھیجا تھا مگر دوستی کا حق نبھایا اشارہ یوں نیچے کر دیا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا ہاں میں عبدا رسولا بن کر رہنا چاہتا ہوں ایک وقت کا کھانا کھاؤں اللہ کا شکر ادا کروں اور دوسرے وقت میں فاقہ آئے تو میں صبر کروں تو محبوب کا یہ فاقہ اختیاری تھا اضطراری نہیں تھا

اسی لئے ایک موقع پر جب آپ کے جسم پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چٹائی کا نشان دیکھا اور کہا کہ اللہ کے نبی یہ کافر منحوس تو مخملوں پر سوئیں اور آپ اللہ کے محبوب ہو کر چٹائیوں پر سوئیں اور جسم پر نشان نظر آئیں نبی علیہ السلام اٹھ کر بیٹھ گئے چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا فرمانے لگے کہ اے عمر اگر میں کہوں تو یہ احد پہاڑ سونے کا بن کر میرے ساتھ چلنا شروع کر دے، تو یہ اختیاری معاملہ تھا محبوب کی پسند تھی۔

ایک اصول کی بات یاد رکھنا جہاں خلوص ہوتا ہے وہاں فلوس کی کمی نہیں ہوتی ہمارے ایک بزرگ تھے نام لینا مناسب نہیں ہے ایک دفعہ علماء میں بیان فرمانے علماء حضرات اگر آپ اپنے علم پر عمل کریں تقوی اختیار کریں، اسلاف کے نقش قدم پر چلیں، اپنے اندر اخلاص پیدا کریں، تو جن گھروں میں اس وقت آپ ہیں اللہ آپ کو ایسے گھر دیں گے انکے بیت الخلاء بھی تمہارے ان گھروں سے بہتر ہوں گے، جن میں اب تم رہتے ہو اور واقعی اللہ نے انکو ایسی نعمتیں دی ہوئی تھیں امام اعظم رحمہ اللہ کو دیکھئے دین کا کام کرتے تھے اللہ تعالی لاکھوں انکو کاروبار میں

دیتے تھے اور وہ انکو اللہ کے راستے میں بہت خرچ کرتے تھے اللہ دیتا تھا اور وہ خرچ کرتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا غنا

عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھئے مدینہ میں قحط پڑا اور عین اس وقت ان کے کئی سو اونٹ جو تھے وہ شام سے بھرے ہوئے آگئے اب یہ ایسا وقت تھا کہ لوگ غلے کو ترس رہے تھے اور انکا قافلہ آگیا تو جو تاجر تھے وہ بھاگے ہوئے ان کے پاس آئے کہ جی ہمارے ساتھ تھوک کا سودا کرلیں، ہم آپ کے اتنے اونٹ لے لیں گے ہم اتنے اتنے اونٹ لے لیں گے، فرمانے لگے کتنا منافعہ دو گے ؟ایک نے کہا دو گنا دیں گے، ایک نے کہا تین گنا، چار گنا، بڑھتے گئے بڑھتے گئے، حتی کے ایک نے کہا کہ جو آپ کی قیمت خرید ہے بتا دیں دس گنا زیادہ پر خرید لیں گے، سینکڑوں اونٹوں پر سامان اب دس گنا پر خریدنے کے لئے لوگ تیار انہوں نے کہا نہیں میں نہیں بیچتا کسی نے کہا عثمان دس گنا پر خرید رہے ہیں اتنا منافعہ بھی قبول نہیں ؟فرمانے لگے ہاں ایک اور خریدار ہے جو سات سو گنا پر خریدنا چاہتا ہے بلکہ ﴿ واللہ یضاعف لمن یشاء بغیر حساب ﴾ وہ بغیر حساب مجھے اس کا بدلہ دے گا، سینکڑوں اونٹ وہ سب کے سب مسلمانوں میں مفت تقسیم فرمادئے۔

(۸)......فائدہ

ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے پیارے بندوں اور اپنے نیک بندوں کو اطمنانِ قلب عطا فرمادیتے ہیں، دل کو اطمنان دیدیتے ہیں اگر کوئی ظاہری پریشانیاں ہوتی بھی ہیں تو وہ ظاہر پر ہوتی ہیں دل میں نہیں ہوتی کہتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ایک مرتبہ بیٹھے تھے تو کسی نے آکر خبر دی کہ جی آپ کے مال کا جو جہاز آرہا تھا وہ سمندر میں ڈوب گیا، آپ تھوڑی دیر خاموش رہے

فرمانے لگے الحمدللہ پھر دو گھنٹے کے بعد پھر ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا حضرت وہ جو اطلاع آئی تھی جہاز ڈوبنے کی وہ غلط تھی وہ ڈوبتے ڈوبتے بچ گیا اور وہ بخیریت کنارے پر آ لگا ہے، آپ تھوڑی دیر خاموش رہے فرمایا الحمدللہ اب خادم بڑا حیران حضرت ڈوبنے کی اطلاع ملی تو الحمدللہ بچنے کی اطلاع ملی تو الحمدللہ فرمانے لگے کہ جب مجھے ڈوبنے کی خرملی میں نے اپنے دل میں جھانک کر دیکھا تو دل میں کچھ دکھ اور افسوس محسوس نہیں کیا، میں نے کہا الحمدللہ اور جب بچنے کی اطلاع ملی میں نے اپنے دل میں جھانک کر دیکھا تو کوئی خوشی محسوس نہیں کی میں نے کہا الحمدللہ اللہ میں تیرے اِس حال میں بھی رضی ہوں، میں تیرے اُس حال میں بھی راضی ہوں۔

ایک اللہ کے ولی کا جواب

چنانچہ ایک بادشاہ تھے انہوں نے دیکھا کہ ان کے مریدین بہت زیادہ ہیں اور نیکی لوگوں میں پھیل رہی ہے اور زندگیاں بدل رہی ہیں تو وہ بڑا خوش ہوا اور اس نے اپنا ایک سپاہی بھیجا اور اس کو ایک کاغذ دے کر بھیجا کہ میں نے ملک نیمروز کی حکومت آپ کو دیدی یہ جائیداد آپ کی ہے اب آپ اس جاگیر کی آمدنی سے اپنی خانقاہ کا خرچہ چلالیں لنگر چلائیں انہوں نے اس کو پڑھا تو پڑھ کر اسکے بیک سائڈ پر اسکا جواب لکھ کر واپس بھیجا اور جواب بڑا مزیدار لکھا جواب میں پہلی بات تو یہ لکھی

......میرے بخت کالی رات کی طرح سیاہ ہو جائیں اگر میں تیری پیشکش کو قبول کرلوں۔

......دوسری بات یہ لکھی کہ جس دن سے مجھے نیم شب کی شاہی ملی ہے اس دن سے نیمروز کی بادشاہی میرے نزدیک مچھر کے پر کے برابر ہوگئی ہے۔

تو یہ لوگ نیم شب کے بادشاہ ہوتے تھے اس وقت میں اپنے ہاتھ اللہ تعالی کے حضور پھیلاتے ہیں اور پھر پروردگار ان کی مرادوں کو پورا فرما دیتے ہیں

(۹)......فائدہ

انسان کی نیکی کا نفع اس کی اولاد تک بھی پہنچتا ہے جسمانی طور پر بھی روحانی طور پر بھی یہ بڑی اہم بات ہے ذرا سنئے گا انسان کی نیکی کا اثر اسکی اولاد تک پہنچتا ہے جسمانی طور پر بھی روحانی طور پر بھی جسمانی طور پر تو سورۂ کہف کے اندر واقعہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو جو دیوار سیدھی کی تھی ﴿اما الجدار فکانت لغلامین یتیمین فی المدینة﴾ اس جگہ پر دو یتیم بچے تھے ﴿وکان تحته کنزلهما وکان ابوهما صالحا﴾ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس دیوار کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کے والد بڑے نیک تھے، مفسرین نے لکھا کہ ان کے اوپر کے والد نہیں کہیں ساتویں پشت پر کوئی اللہ کے بڑے ولی گذرے تھے، اس ولی کی رعایت کی وجہ سے ساتویں پشت والوں کے ساتھ بھی اللہ کی رحمتیں ہو رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ یہ بچے بڑے ہو جائیں اور وہ خزانہ ان کو مل جائے اب سوچنے کی بات ہے کہ پروردگار کے یہاں نیک بندے کا ایسا مقام ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ساتویں نسل کے فائدے کا بھی خیال فرما لیتے ہیں اللہ اکبر،

خوش نصیبی کی بات

اور نیکی کے روحانی طور پر بھی بڑے فائدے ہیں، چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا ﴿والذین آمنوا واتبعتهم ذریتهم بایمان، الحقنابهم ذریتهم وماالتناهم من عملهم من شئی﴾ جو لوگ ایمان لے آئے اور انکی اولاد نے ایمان کے ساتھ انکی پیروی کی ان کے نقش قدم پر چلے مگر اولاد ایسی نہ بن سکی جیسے ان کے باپ تھے اللہ فرماتے ہیں اس نسبت کی وجہ سے رشتہ کی وجہ سے تعلق کی وجہ سے ہم قیامت کے دن اولادوں کو بھی انکے والدین سے ملا دیں گے، کتنی بڑی خوش نصیبی کی بات ہے تو اولاد کے لئے جسمانی بھی فائدے ہیں اور روحانی بھی فائدے ہیں اب اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مال کا زیادہ ہونا اللہ

کے قرب میں رکاوٹ نہیں بنتا اس لئے کہ اس آیت کے اندر کنز کا لفظ استعمال ہوا ہے، مفسرین لکھتے ہیں کہ کنز سے مراد خزانہ ہوتا ہے چھوٹے موٹے پیسے نہیں ہوتے، تو اسکا مطلب کہ اللہ کے ولی کی اولاد تھی اور انکے لئے خزانہ تھا اللہ نے پسند کیا کہ خزانہ ان کے بچوں کو مل جائے تو مال کا زیادہ ہونا یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے اگر انسان اس کا حق ادا کرتا رہے۔

(۱۰)......فائدہ

اللہ تعالی اپنے ان نیک بندوں کو غیبی بشارتیں عطا فرما دیتے ہیں کبھی نبی ﷺ کا دیدار ہوتا ہے امام احمد بن حنبلؒ کو خواب میں سو مرتبہ اللہ رب العزت کا دیدار نصیب ہوا حضرت شیخ الحدیثؒ نے یہ واقعہ لکھا ہے بشارتیں ہوتی ہیں نیک لوگوں کی زیارتیں ہوتی ہیں، چنانچہ البدایہ والنہایہ میں یہ بات لکھی ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ خواب میں نبی ﷺ کو دیکھا اور فجر کی نماز ان کے پیچھے ادا فرمائی جب نبی ﷺ نے نماز پڑھائی تو اسکے بعد آپ مصلے پر بیٹھ گئے مقتدی لوگوں کی طرف رخ فرما کر، اتنے میں ایک عورت آئی اور اس نے نبی ﷺ کی خدمت میں کھجوریں پیش کیں آپ ﷺ نے کھجوریں قبول کرلیں اور ان میں سے آپ نے دو کھجوریں حضرت علیؓ کو بھی دیں جب انہوں نے خواب میں لے کر کھائیں تو مزہ بھی آیا اور آنکھ بھی کھل گئی اب حضرت علیؓ بڑے خوش تھے، دور فاروقی تھا (عمرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا) بڑے خوش تھے کہ آقا کا دیدار ہوا اور خواب میں آقا سے نعمت کھانے کو ملی تہجد کا وقت تھا خیر فجر ہوگئی تو یہ آئے نماز پڑھنے مسجد نبوی میں اللہ تعالی کی شان کہ عمرؓ بھی آئے اور انہوں نے نماز پڑھائی اور نماز میں وہی سورتیں پڑھیں پہلی اور دوسری رکعت میں جو خواب میں نبی ﷺ نے پڑھیں اور اسکے بعد وہ مقتدیوں کی طرف رخ کرکے بیٹھ گئے فرماتے ہیں کہ میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ خواب اتنا سچا نکلا کہ

ایک عورت ایک طشتری میں کھجوریں لے کر آ گئی کہنے لگی امیر المؤمنین قبول فرما لیجئے حضرت عمرؓ نے وہ کھجوریں لے لیں اور ان میں سے دو کھجوریں مجھے بھی دیں کہا کہ علی آپ بھی کھا لیجئے کہنے لگے میں نے کھائیں تو بڑی مزیدار تھیں میرا جی چاہا کہ میں اور کھاؤں تو میں نے کہا امیر المؤمنین مجھے کچھ اور بھی دید یجئے تو حضرت عمرؓ مجھے دیکھ کر مسکرائے فرمانے لگے بھائی علی اگر آپکو نبی ﷺ نے اور دی ہوتی تو میں بھی آپ کو اور دیتا، حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں امیر المؤمنین کی فراست اور کشف کے اوپر حیران رہ گیا۔

ایک واقعہ

حضرت عمرؓ کا ایک اور واقعہ ہے ایک مرتبہ یہ سوئے ہوئے تھے اچانک اٹھ بیٹھے اور اچانک اٹھ کر فرمانے لگے کہ ''یہ بنوامیہ کا زخمی کون ہے؟ جو عمر سے پیدا ہوگا اسکا نام بھی عمر ہوگا وہ عمر کی سیرت پر چلے گا اور زمین کو عدل سے بھر دے گا'' اب سب لوگوں نے یہ بات سنی کہ عمرؓ نے یہ خواب دیکھا یہ خواب ان کی اولاد میں چلتا رہا چلتا رہا چلتا رہا نتیجہ کیا نکلا کہ انہوں نے اپنے بیٹے عاصم کا نکاح اس لڑکی سے کیا تھا جس نے دودھ میں پانی ملانے سے انکار کر دیا تھا مشہور واقعہ ہے ان کی ایک بیٹی تھی اس کا نام لیلی تھا لیکن بعد میں وہ ام عاصم کے لقب سے مشہور ہوگئی، اس ام عاصم کو اللہ نے ایک بیٹا دیا اس نے اس کا نام عمر رکھا یہ بچہ ابھی چھوٹا تھا چلتا پھرتا تھا کہ ایک دن یہ والدہ سے نظر بچا کر اصطبل میں نکل گیا جہاں گھوڑے بندھے ہوئے تھے تو جیسے ہی گیا ایک گھوڑے نے اسکو جو پیچھے سے لات ماری تو اسکی پیشانی پر لگی تو ماتھے سے خون نکل آیا، ماں دوڑی ماں نے بھی اسکو سینہ سے لگایا اسکا خون صاف کیا، پھر اس کا والد آ گیا عبد العزیز تو والدہ جو تھیں وہ ان سے خفا ہونے لگیں کہ آپ گھر پر کوئی باندی ہی دیدیں کوئی نوکر ہی دیدیں جو بچے کو ہی سنبھال لیا کرے ہم بچے کی ہی پرورش صحیح نہیں کر سکتے تو ان

کے والد نے کہا کہ ناراض نہ ہو، میرا دل کہتا ہے کہ میرے اس بچے کا نام عمر بھی ہے یہ خاندان عمر میں سے بھی ہے اور اسکے چہرے پر اللہ نے زخم بھی لگا دیا مجھے لگتا ہے کہ یہ میرا جانشین بنے گا اور اللہ نے انکی بات سچ کر دی یہ عمر بڑے ہو کر عمر بن عبدالعزیز بنے اور انہوں نے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیا، اس طرح حضرت عمرؓ کا دیکھا ہوا خواب سو فیصد سچا ثابت ہوا۔

حضرت مجددؒ کا خواب

حضرت خواجہ مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں اللہ تعالی نے یہ بشارت دی کہ تجھے ہم ایک بیٹا عطا کریں گے جو اپنی پوری زندگی میں کبیرہ گناہ کا مرتکب نہیں ہوگا کبیرہ گناہ کرے گا ہی نہیں اللہ اکبر تو جب بچہ پیدا ہوا تو اس کا نام امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے محمد معصوم رکھا اسی نسبت سے کہ بشارت ہے کہ یہ کبیرہ گناہ کا مرتکب نہیں ہوگا محمد معصوم اور وہ آپ کا جانشین بنا اور پھر اللہ رب العزت نے ان کے فیض سے آگے انڈیا پاکستان میں معلوم نہیں کہاں کہاں تک اس دین کو پہونچا دیا۔

(۱۱)...... فائدہ

چنانچہ اللہ رب العزت حاجت روائی میں مدد فرماتے اللہ تعالی نے فرمایا ﴿واستعینوا بالصبر والصلوۃ﴾ یہ حضرات مدد مانگتے ہیں نماز کے ذریعہ سے صبر کے ذریعہ سے پھر اللہ تعالی ان کی مدد فرما دیتے ہیں چنانچہ صحابہ کرام کی زندگیوں میں اللہ تعالی کی مدد کیسے اترتی تھی اسکے لئے ایک کتاب ہے فتوح الشام علامہ ذھبیؒ نے لکھی یہ پہلے تو عربی میں ملتی تھی اب اسکا اردو میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے اب اس کو عام نوجوان بھی پڑھ سکتے ہیں میرا جی چاہتا ہے کہ ہر مسلمان نوجوان اس کتاب کو ضرور پڑھے احساس ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نے قربانیاں کیسے دیں؟ دین کی خاطر انہوں نے مشقتیں کیسی اٹھائیں، اور اللہ کے نام پر انہوں نے کیسے ولولہ کے

ساتھ اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے اور جب اللہ رب العزت کی طرف سے مدد اترتی تھی میدان جہاد میں اس کے پھر مناظر پڑھ کر تو کئی دفع رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، چنانچہ کیسے اللہ تعالی ان کو شرح صدر عطا فرما دیتا ہے تردد نہیں رہتا شرح صدر مل جاتا ہے، کسی بھی معاملہ میں اللہ تعالی ان کے دل میں حق بات کو القا کر دیتا ہے،

چنانچہ جب سیدنا صدیق اکبر ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنی بیٹی ام المؤمنین عائشہ صدیقہ ﷺ کو بلایا اور بلا کر فرمایا کہ عائشہ میں تمہارے پیچھے دو بھائی اور دو بہنیں چھوڑ کر جا رہا ہوں تو عائشہ صدیقہ ﷺ سن کر حیران ہو گئیں ابا جان دو بھائی تو ہیں اور بہن تو ایک ہی ہے اسماء دوسری میں ہوں اور آپ فرما رہے ہیں کہ میں تمہارے پیچھے دو بہنیں اور دو بھائی چھوڑ کر جا رہا ہوں تو سیدنا صدیق اکبر ﷺ نے فرمایا ہاں وہ میری فلاں اہلیہ اس وقت امید سے ہیں اور اللہ تعالی نے مجھے بتلا دیا کہ اس کے بطن سے تمہاری بہن پیدا ہوگی چنانچہ ان کی وفات کے بعد وہ پیدا ہوئیں اسکا نام ام کلثوم رکھا گیا وہ سیدنا صدیق اکبر ﷺ کی تیسری بیٹی تھیں یہ ام کلثوم جو تھیں یہ پھر ماں بنی عائشہ بنت طلحہ کی، ابو طلحہ نے ان سے نکاح کیا تھا جو پھر بڑی محدثہ بنیں اور عائشہ صدیقہؓ کی بڑی شاگردہ بنیں۔

واقعہ (۱)

چنانچہ خلافت فاروقی ہے مسجد میں تشریف فرما ہیں ایک گورا چٹا بندہ آ گیا اس زمانہ میں نجران سائڈ کے جو عسائی تھے وہ گورے چٹے ہوتے تھے پوچھا کون ہے کہنے لگا میں بنو کلب کا سردار ہوں اور میں عیسائی ہوں اور میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ میرے اوپر اسلام پیش کریں، چنانچہ عمر ﷺ نے اس کے سامنے اسلام کی کچھ تعلمات کو کھولا قرآن پڑھا، قرآن پاک نے اسکے دل پر ایسا اثر

ڈالا کہ اس نے کلمہ پڑھا اور وہ مسلمان ہو گیا عمرؓ نے اس کو دیکھتے ہی فراست سے پہچان لیا کہ یہ مخلص ہے اور اللہ اس سے دین کا کام لے لیں انہوں نے اس کو خط لکھ کر دیا آپ فلاں جگہ جایئے میں آپ کو اس علاقہ کا گورنر بناتا ہوں ایک صحابی بول اٹھے ہم نے زندگی میں پہلا شخص دیکھا جس نے کلمہ پڑھ کر ایک رکعت نماز نہیں پڑھی اور عمر بن خطاب کے ہاتھوں سے گورنر بن گیا ہو وہ بڑے خوش ہوئے اس بات سے چنانچہ وہ اس رقعہ کو لیکر چل پڑے کہتے ہیں کہ بس دوسرے لوگ بھی اٹھے تو حضرت علیؓ بھی اٹھے اور حسن اور حسین بھی دونوں ساتھ تھے تو یہ تنوں حضرات پھر راستے میں جا کر ان کو ملے سلام کیا انہوں نے پوچھا جی کیسے آنا ہوا تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ میرے دو بیٹے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ اتنے خلوص سے آپ نے کلمہ پڑھا کہ امیر المؤمنین نے اسی وقت آپ کو ایک علاقہ کی ولایت سپرد کر دی تو میں چاہتا ہوں کہ میرے بچوں کو آپ کے ساتھ رشتہ داری کا تعلق مل جائے اس نے تھوڑی دیر سوچا کہنے لگا میری بیٹیاں ہیں تین علی آپ کے ساتھ بڑی بیٹی کا نکاح کرتا ہوں اور حسن کے ساتھ دوسری بیٹی کا نکاح اور حسین کے ساتھ تیسری بیٹی کا نکاح کہ آپ تینوں نبی علیہ السلام کے قریبی رشتہ دار ہیں مجھے محبوب کا قرب اب سب سے زیادہ عزیز ہے چنانچہ ان کی بڑی بیٹی کا نام محیا تھا دوسری کا سلمی اور تیسری کا رباب اور یہ جو سکینہ بنت حسین تھی یہ انہیں رباب کی بیٹی تھیں اللہ اکبر، تو حضرت عمرؓ کی فراست دیکھئے کہ ایک بندہ آ رہا ہے کلمہ پڑھ رہا ہے اسکے کلمہ پڑھتے ہی پہچان لیا اللہ نے اس سے دین کا کام لینا ہے اور اسکو ایک علاقہ کا ولی بنا کر بھیج دیا یہ فراست ہوتی ہے۔

واقعہ (۲)

جنید بغدادیؒ بیٹھے ہیں ایک نوجوان آیا بڑا خوبصورت، داڑھی ہے، عمامہ ہے، جبہ ہے اور آ کر کہتا ہے کہ حضرت یہ جو حدیث مبارکہ ہے [اتقوا فراسة

المؤمن فانه ينظر بنور الله] اس کا کیا مطلب ہے؟ ذرا مفہوم سمجھا دیجئے تو جنید بغدادیؒ نے اسکا چہرا دیکھا اور چہرا دیکھ کر فرمایا کہ او نصاری کے بیٹے اس کا مطلب یہ ہے کہ تم کلمہ پڑھ کر مسلمان بن جاؤ اس پر کپکپی آنے لگ گئی وہ عیسائی نوجوان تھا اصل میں وہ بھیس بدل کر مسلمانوں والا آیا تھا کہ یہ بڑے شیخ کہے جاتے ہیں میں ان سے اس کا مطلب پوچھوں گا، یہ مطلب بتا کر مجھے مسلمان سمجھ کر صرف بات مکمل کر دیں گے، پھر میں ان کو کہوں گا کہ آپ کی تو فراست اتنی بھی نہیں کہ مجھے پہچانیں کہ میں مسلمان ہوں یا نہیں، شکار کرنے کو آئے شکار ہو کر چلے، چنانچہ اس نوجوان نے اسی وقت کلمہ پڑھ لیا تو اللہ تعالی ایسی فراست عطا فرما دیتے ہیں۔

(۱۲)......فائدہ

مال میں برکت

اللہ رب العزت مال میں برکت عطا فرما دیتا ہے اسکے تو پہلے کئی واقعات آپ کو سنائے بھی چنانچہ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے مجھے دعا دی اللہ نے مجھے اتنا مال دیا میں کلہاڑے سے سونے کی انیٹوں کو توڑا کرتا تھا بھئی کلہاڑے سے جو سونا ٹوٹے وہ کتنا ہوگا ماشاء اللہ پھر اللہ رب العزت انکے ذمہ دار بنتے ہیں قرآن مجید میں فرمایا ﴿وهو يتولى الصالحين﴾ اور وہ پروردگار نیکوکاروں کا سرپرست ہے اللہ تعالی انکے سرپرست بن جاتے ہیں سرپرست کا کیا مطلب؟ جو بھی ان کے کام ہوتے ہیں اللہ تعالی ان کے کاموں کو سمیٹ لیتے ہیں جیسے بچے کا باپ انکا سرپرست ہوتا ہے اب وہ نفع کرے یا نقصان کرنے ذمہ دار باپ وہ ذمہ داری اٹھالیتا ہے بچے کو پھر کوئی غم نہیں ہوتا مثلاً بچہ دوسروں کو کہتا ہے کہ میں کراچی جا رہا ہوں وہ کہتے ہیں ریل کی ٹکٹ بنوائی کہتا ہے نہیں تمہیں راستہ آتا ہے؟ کہتا ہے نہیں، جانا کہاں پر ہے؟ معلوم نہیں

، پہلے کبھی گئے ہو؟ نہیں، بھئی کوئی تیاری وغیرہ کرلی؟ کہتا ہے نہیں، پھر تم کراچی کیسے جاؤ گے؟ بچہ مسکرا کر کہتا ہے میں ابو کے ساتھ جارہا ہوں گویا اس بچے کو پکا یقین ہوتا ہے میرے ابو میرے سرپرست ہیں میں ان کے ساتھ جارہا ہوں میری ہر اونچ اور نیچ کے وہ ذمہ دار ہونگے ، اس کو سرپرست کہتے ہیں ﴿وھو یتولی الصالحین﴾ جو بندہ نیکوکار بنتا ہے اللہ تعالی ایسے بندے کے سرپرست بن جایا کرتے ہیں،

عمر بن عبدالعزیزؒ کی اولاد

چنانچہ عمر بن عبدالعزیزؒ کی وفات کا وقت آیا تو ان کے گیارہ بیٹے تھے ماشاء اللہ تو کسی نے کہا عمر بن عبدالعزیزؒ سے کہ جی آپ نے اپنی اولاد کے ساتھ اچھا نہیں کیا آپ سے پہلے والے جو لوگ تھے تو انہوں نے اولادوں کے لئے بڑی جاگیریں چھوڑی، بڑے پیسے چھوڑے اور آپ تو اولاد کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑ رہے ہیں تو عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا مجھے ذرا اٹھا کے بٹھاؤ تو اٹھا کے بٹھایا گیا، تو فرمانے لگے کہ دیکھو اگر میں نے اولاد کی تربیت اچھی کی ہے اور میری اولاد نیک بنی ہے تو میں اس اولاد کو اللہ کی سپردگی میں چھوڑ کر جارہا ہوں اللہ فرماتے ہیں ﴿وھو یتولی الصالحین﴾ اور وہ نیکوکاروں کا سرپرست ہے اور اگر یہ اللہ کے فرماں بردار اور نیکوکار نہیں بنے تو میں ان کی بدکاری میں انکا معاون نہیں بننا چاہتا یہ کہہ کر وہ تو فوت ہو گئے ، اللہ تعالی کی شان دیکھیں کہ انکے بعد جو لوگ آئے اور انہوں نے حکومت سنبھالی اب وہ مختلف علاقوں کے گورنر بنانا چاہتے تو انکو عمرؒ کے بیٹوں جیسا کوئی اور دانا پڑھا لکھا اچھا بچا نہ ملتا ایک بیٹا گورنر بنا دوسرا بنا تیسرا بنا عجیب بات تو یہ ہے ایک وقت وہ آیا عمر بن عبدالعزیز کے گیارہ بیٹے گیارہ صوبوں کے گورنر بنے ہوئے تھے، یہ ہوتا ہے ﴿وھو یتولی الصالحین﴾۔

ہر سال عقیقہ

ہمارے ایک دوست تھے قریبی ہمارے بڑے حضرت کے خادم بھی تھے

اور ماشاء اللہ جب حضرت ان کے شہر میں آتے ہر سال انہوں نے حضرت کے لئے عقیقہ کا گوشت تیار رکھا ہوتا تھا، اللہ تعالیٰ کی شان کہ ان کی ایک بیوی سے تیئیس بچے ہوئے! اور اللہ تعالیٰ کی شان کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی صحت ایسی دی تھی کہ تیئیس بچوں کے باپ کو جو دیکھے تو وہ محسوس کرے کہ قاری صاحب کی شاید ابھی شادی ہونے والی ہے، اب میری اہلیہ کی جب ان سے ملاقات ہوئی ان کی اہلیہ سے پہلی مرتبہ تو انہوں نے دو ایک جیسی عورتوں کو دیکھا تو ملاقات کی پھر ان میں ایک مسکرانے لگی کہنے لگی آپ معلوم کرنا چاہتی ہونگی کہ یہ کون ہیں ہاں میں ماں ہوں اور یہ میرے بیٹی ہے، اہلیہ یہ فرق نہ کر سکی کہ اسمیں سے ماں کون ہے اور بیٹی کون ہے؟ بیوی بھی تیئیس بچوں کے باوجود ایسی اللہ تیری شان خیر ایک گھر میں رہتی تھیں اور اسکے دو کمرے تھے اب جب اولاد بڑی ہوگئی انہوں نے سب کو عالم حافظ قاری بنایا ان کے کچھ بچے تو بچپن ہی میں فوت ہوگئے مگر ان کی ایک بیٹی اور نو بیٹے زندہ سلامت صحت مند رہے سب بیٹوں کو انہوں نے عالم حافظ قاری بنایا اب جب انکی شادی کا وقت آیا تو فکر لگی کہ بھئی کوئی کام کاروبار بھی ایسا نہیں زیادہ سے زیادہ کہیں بچوں کو پڑھا دیتے ہیں تو اس پر اب ان کو بیٹی کون دے گا؟ اب دوست بھی انکو کہتے کہ بھئی آپ نے ایک دو کو حافظ بنانا تھا باقیوں کو کمپیوٹر سکھاتے، کاروبار سکھاتے، میاں تم نے بھی پھر عجیب ہی کام کیا ہے اب وہ بڑے حیران کہ میں کیا کروں؟ مکان ہی نہیں کہ بچے سو سکیں علیحدہ اور بڑا بیٹا جوان ہوگیا چنانچہ ایک جگہ انکی اس عاجز سے ملاقات ہوئی فرمانے لگے کہ حضرت دعا فرمائیں پہلے بیٹی کے لئے ایک رشتہ دیکھنے جانا ہے اللہ تعالیٰ آسانی فرمادے، میرے دوست مجھے بہت ڈراتے ہیں کہ تم نے کاروبار کرانا تھا وہ کروانا تھا اور میں نے تو ان سب کو دین پڑھایا ہے عالم بنے ہیں حافظ بنے ہیں، قاری بنے ہیں، اب وسائل بھی نہیں ہیں اللہ آسانی فرمادے، ہم جانتے تھے کہ بھئی حضرت کے پرانے خادم ہیں ہم سب نے مل کر

کے دعا کرلی، اللہ تعالی کی شان اگلے دن وہ اسی جگہ ملنے کے لئے آئے تو مٹھائی کا اتنا بڑا ڈبا ہمارے پاس لائے، ہم نے سوچا کہ بھئی خیر تو ہے، کہنے لگے کیا مطلب؟ ہم نے کہا کوئی اور عقیقہ تو تیار نہیں ہو گیا؟ کہنے لگا حضرت نہیں بات اور ہے، حضرت بس آپ نے جو کل وہ دعا کروائی تھی محفل میں وہ اللہ نے ایسی پوری کی کہ میرے تصور میں بھی نہیں ہم نے کہا بھئی وہ کیسے؟ کہنے لگا حضرت عجیب بات یہ تھی کہ جس گھر گئے وہ انجینیر کا گھر تھا بڑا نیک متقی پرہیز گار خاندانی بندہ، ساری اولاد اسکی پڑھی ہوئی تھی، تھوڑے دن پہلے وہ ایکسڈنیٹ میں شہید ہو گیا ہم انکی بیٹی کے بارے میں رشتہ لے کر گئے اپنے بیٹے کے لئے کہ بیوہ عورت ہے سکتا ہے وہ جلدی بیٹی کا فرض ادا کردے کہنے لگا جی میں اور میری بیوی ہم وہاں گئے اور میری بیوی اسکے پاس چار پانچ منٹ بیٹھی تو اس نے مجھے کہا جی علیحدہ کمرے میں ملنا چاہتی ہوں، چنانچہ علیحدہ کمرے میں جب میں گیا تو بیوی وہاں موجود تھی کہنے لگی اللہ نے فضل کردیا میں نے کہا کیا ہوا کہنے لگی کہ اس بیوہ کی نو بیٹیاں ہیں ہر بیٹی ہمارے بیٹے سے دو سال چھوٹی ہے اتنی طبیعتیں مل گئی ہیں اس نے ہمارے نو بیٹوں کے لئے نو رشتہ دیدیئے، دیکھئے ایک رات میں اللہ نے اسکے نو بیٹوں کے رشتہ طے کروادئے ﴿وھو یتولی الصالحین﴾ دیکھو جو دین کو اپناتے ہیں مالک انکے کام ایسے سمیٹا کرتے ہیں، ورنہ نو بچوں کی شادی کرتے کرتے بال سفید ہو جاتے ہیں ایک ہی جگہ پر الحمدللہ نو بیٹوں کا رشتہ طے ہو گیا۔

ایک نوجوان کا قصہ

ایک نوجوان تھا لاہور کا جرمنی میں پڑھا لکھا تھا بہت خوبصورت یہ واقعہ اس نے خود مجھے سنایا جرمنی میں یعنی جس بندے کے ساتھ پیش آیا اس بندے نے اپنا واقعہ خود سنایا کہ جی اپنی بات سناتا ہوں دوسروں کو تو سناتے شرم آتی ہے آپ

کو بتا دیتا ہوں اس نے سنا لیا بالکل سچا واقعہ ہے، کہنے لگا حضرت جس دفتر میں میں کام کرتا تھا وہاں پر ایک جرمن لڑکی تھی شکل وصورت کی کوئی زیادہ ہی خوبصورت تھی ہمارے آفس کا ہر نوجوان جرمن تھا یا کوئی اور وہ یہ چاہتا تھا کہ اس لڑکی سے میرا تعلق ہو جائے اور وہ لڑکی بڑے اچھے رینک میں تھی اور جسم میں وہ ایسی تھی کہ حضرت یوں سمجھ لیں کہ اللہ نے حور دنیا میں بھیج دی تھی، اب جرمن لڑکے بھی اسکے چکر میں اور میں بھی اسکے چکر میں کہنے لگا کہ بس دوپہر بھی کھانے کے وقفہ میں ایک کمرے میں ٹیبل لگا ہوا تھا تو کبھی ہم کھا رہے ہوتے تو وہ بھی اپنا کھانا کھا کر چلی جاتی وہ بڑی سمجھ دار تھی کسی کو جرأت بھی نہیں ہوتی تھی اس سے زیادہ بات کرنے کی۔

ایک دفعہ رمضان المبارک آیا تو میں نے روزے رکھے اس نے مجھ سے پوچھا کہ بتاؤ دو تین دن سے تمہیں وہاں دوپہر کھانے پر نہیں دیکھ رہی ہوں، تو میں نے کہا کہ ہمارا رمضان کا مہینہ ہے میں روزہ رکھا ہوتا ہوں اس نے کہا اچھا روزے رکھتے ہو؟ میں نے کہا ہاں تو میں نے کچھ اسکو روزے کے بارے میں ذرا بتا دیا اس نے شوق سے میری بات سنی میرے دل میں خیال آیا کہ بھئی اگر یہ اتنی سی بات شوق سے سنتی ہے تو اور بات بھی شوق سے سنے گی چلو قریب ہونے کا یہی ذریعہ سہی اب میں نے اسلام پر ایک کتاب بھی لی اور اسکو اگلے دن جا کر دی، کہ بھئی تم نے اسلام کے بارے میں پڑھنا ہو تو یہ پڑھو کہتا ہے کہ ایک ہفتہ دس دن کے بعد وہ کتاب پڑھ کر آئی اور مجھ سے کچھ سوال پوچھنے لگی جو مجھے کچھ یاد تھے میں نے بتا دئے تو میں نے دیکھا کہ وہ ذرا اور اسلام میں دلچسپی لے رہی ہے میں نے بھی اسکو بتانا شروع کیا، اب جب کبھی دوپہر کھانے کا وقت ہوتا قدرتی وہ بھی اسی وقت کھانے کے لئے آجاتی اور اسلام کے بارے میں مجھ سے گفتگو کرتی اب جرمن لڑکوں کو بھی مجھ سے جلن ہونے لگی کہ بھئی یہ جو ہے اسکو بیٹھ کر باتیں سناتا ہے، کہنے لگا کہ کچھ عرصہ کے بعد ایک دن وہ آئی اور کہنے

لگی کہ ہمارے گھر کے قریب ایک مسلمانوں کا اسلامک سینٹر ہے تو آج میں وہاں گئی تھی اور میں نے کلمہ پڑھ لیا ہے اور میں مسلمان ہوگئی یہ سن کر مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ نہ پوچھئے، اسلام لانے کی خوشی تو اپنی جگہ تھی ہی مزید یہ خوشی کہ اب میرا کام پکا ہے، صاف ظاہر ہے کہ یہ مسلمان سے شادی کرے گی تو میرا کام پکا، کہنے لگا میں نے اس سے بڑی خوشی کا اظہار کیا اب اس نے حجاب لینا شروع کردیا وہ بڑی باہمت تھی کسی سے ڈرتی نہیں تھی، پھر اس نے نماز پڑھنی شروع کردی، پھر کھلے عام اسلام والے کام کرتی، باتیں کرتی، اور اگر کوئی جرمن اس سے بات کرنے لگ تا تو اسکو ایسا جھڑکتی کہ اس کو پسینہ چھوٹ جاتا، اب وہ میرے اور قریب ہوتی گئی حتی کہ روز ہم آپس میں بیٹھ کر اسلام سے متعلقہ کوئی نہ کوئی ٹاپک چھیڑ کر باتیں کرنے لگ جاتے، کہنے لگا اس دوران میرا دل تو چاہا کہ میں ان سے رشتہ کی بات کروں مگر وہ اتنی سمجھ دار اور شخصیت کی مالک تھی کہ اس سے بات کرتے ہوئے بھی بندہ گھبراتا تھا، تو میرے دل میں خیال آیا کہ بھئی مناسب وقت ہوگا تو ہی میں اسکے سامنے بات کروں گا۔

ایک روز وہ کہنے لگی کہ دیکھو مسٹر اس دفعہ میں نظام بنا رہی ہوں کہ میں اپنی چھٹیاں ترکی میں گذاروں گی وہ اسلامک کنٹری ہے، میں وہاں جاؤنگی اور مختلف جگہوں کو دیکھوں گی اور مجھے وہاں سے اور اسلامی تعلیمات ملیں گی، نوجوان کہنے لگا میرے دل میں خیال آیا آپ ایسا کرو کہ بجائے ترکی جانے کے لاہور کیوں نہیں چلی جاتیں؟ اور پھر میں نے بتایا وہاں تو یہ بھی ہے اور وہ بھی ہے اصل مقصد میرا کیا تھا کہ یہ وہاں جائے گی تو میں اپنی والدہ سے، بہنوں سے کہوں گا وہ ساری ایم اے لڑکیاں تھیں جو یونی ورسیٹیوں میں پڑھی ہوئی تھیں تو وہ اس کو میرے ساتھ شادی کے لئے تیار کردیں گی، اس نے کہا اچھا میں سوچوں گی کہنے لگا اس نے سوچ کر کچھ چند دن بعد کہا ہاں ٹھیک ہے، میں نے بھی لاہور جانے کا پروگرام بنالیا جس دن اس نے پروگرام بنایا تھا چھٹیاں لے کر میں نے بھی

اسی دن جانے کا پروگرام بنالیا کہنے لگا اس نے انٹرنیٹ کے ذریعہ ہوٹل کی بکنگ بھی کروالی، جب مجھے اس نے بتایا کہ میں نے سب کام کروالئے ہیں میں نے اس سے کہا کہ وہاں ہمارا گھر ہے تم ہوٹل میں کیوں ٹھہرو گی؟ کہنے لگی نہیں دیکھو میں ایرپورٹ سے سیدھی ہوٹل جاؤں گی ہوٹل میں جس کو تم اپنی ماں بہنوں کو بھیج دینا میں انکے ساتھ باچیت کروں گی، اگر مناسب سمجھا تو میں انکے ساتھ تمہارے گھر آجاؤں گی ورنہ میں ہوٹل میں رہوں گی، میں نے کہا ٹھیک ہے لاہور پہنچ تو صحیح، کہنے لگا حضرت! اب میں دعائیں مانگ رہا ہوں یا اللہ یہ اس سے پیچھے نہ ہٹے ہر نماز کے بعد یا اللہ اسکا پروگرام پکا ہوجائے اسکا پروگرام پکا ہوجائے مجھے آخری لمحہ تک یقین نہیں تھا کہ یہ جائے گی یا نہیں جائے گی، کہنے لگا حیران تو میں ہوا کہ جب میں نے چیکنگ کروایا اور آگے گیٹ پر پہنچا تو وہ بھی اپنا بریف کیس لیکر وہیں گیٹ پر پہنچ گئی، کہنے لگی میں نے بھی چیکنگ کروانی ہے، میں نے کہا ٹھیک ہے، ادھر گھر فون کر کے اطلاع دی ہوئی تھی اپنی والدہ کو بھی بتایا تھا بہنوں کو بھی اور میری بہنوں نے کہا تھا کہ تم فکر نہ کرو ہم بات کرلیں گے، ایرپورٹ سے اتر کر وہ تو سیدھی ہوٹل چلی گئی میں نے ڈسٹرب کرنا مناسب نہ سمجھا اگلے دن میں نے اپنی بہنوں کو بھیجا میری تین چار بہنیں تھیں سب نے ایم اے کیا ہوا تھا، وہ سب گئیں اور اس سے ملیں اور اسکو لیکر اپنے گھر آگئیں، اب یہ نوجوان بڑے امیر گھر کا نوجوان تھا ان کا کار کا بزنیس تھا کئی شوروم تھے کروڑوں پتی خاندان کا یہ بیٹا تھا ان کا گھر بھی محل نما تھا اسکو دیکھ کر بھی بندہ حیران ہوجائے ایسا جیسا بالکل یوروپ کا بنا ہوا کوئی گھر ہوتا ہے، کہنے لگا وہ گھر آئی وہاں وبڑی سہولتیں تھیں اتنی تو ہوٹل میں بھی نہیں تھیں خیر میری والدہ نے بھی اسکو کہا کہ بیٹی تم یہیں ٹھہر جاؤ ہم تمہیں کمپنی دیں گے، وہاں تم اکیلی ہو، اس نے وہاں ایک دن گذارا، پھر کہنے لگی ٹھیک ہے میں یہیں رہجاتی ہوں، بہنوں نے کہا کہ ہم آپکو عجائب گھر دکھائیں گے، فلاں بادشاہ کی مسجد دکھائیں گے، فلاں دکھائیں

گے، وہ کہنے لگی ٹھیک ہے دو ہفتہ اس نے رہنا تھا اب دو ہفتہ میں میری بہنوں نے اس پر کام کیا اور اسکو تیار کرنے کی کوشش کی، تو جب تیسرے چوتھے دن کافی بے تکلفی سی ہوگئی ہنسی مذاق کی باتیں ہونے لگیں تو پھر میری بہنوں نے کہا یہ ہمارا بھائی دیکھو کتنا خوبصورت نوجوان ہے، تو اگر تم راضی ہو تو ہم تمہاری شادی کر کے تمہیں واپس بھیجیں کہنے لگا اس نے صاف کہہ دیا کہ میں نے اس سے شادی نہیں کرنی دھوکر جواب دیدیا، کہ جی میں نے اس سے شادی نہیں کرنی، اتنا کھرا جواب کہ بہنیں حیران، خیر میرا ایک چھوٹا بھائی تھا وہ مجھ سے بھی زیادہ خوبصورت تھا اور پڑھا لکھا تھا تو میری بہنوں نے اسکی بات چلانی شروع کردی کہ چلو بھئی اس سے نہیں کرنی تو اس سے شادی کرلو کہنے لگی کہ تین چار دن اور گذر گئے اور اس نے اسکے بارے میں بھی دھوکر جواب دیدیا، میری بہنوں نے بتایا کہ دیکھ ہمارے پاس رزق ہے عزت ہے یہ دونوں بھائی ہمارے اتنے خوبصورت نوجوان ہیں پڑھے لکھے ہیں کتنا اچھا رشتہ ہے تمہارے لئے جوڑ ہے اس نے کہا نہیں، ہم حیران وہ اسلام کے اوپر بھی کتابیں پڑھے بھی دیکھے بھی کچھ کرے کہنے لگا حضرت کیا بتاؤں میرے ایک چچا ہیں غریب سے وہ تبلیغی جماعت میں آنے جانے والے بندے ہیں، کہنے لگا ان کا ایک بیٹا ہے انہوں نے اس کو جامعہ اشرفیہ میں عالم بنادیا کبھی کھانے کو ملتا ہے کبھی نہیں ملتا وہ چچا کا بیٹا ایک دن میری امی کو کوئی بات کرنے کے لئے آیا اب اس لڑکی نے اس کو دیکھا تو اس نے میری امی سے پوچھا کہ یہ کون آگیا ہے؟ اس نے کہا یہ میرے دیور کا بیٹا ہے اور یہ عالم ہے، میری امی اس کو بتا بیٹھیں کہ یہ عالم ہے تو وہ کہنے لگی کہ میں نے ایک دو مسئلے پوچھنے ہیں، میں اس سے پوچھ لوں؟ امی نے کہا پوچھ لو، چنانچہ امی نے فون بھی لاکر دیدیا، اس نے اس سے دو چار مسئلے جو پوچھنے تھے پوچھے انہوں نے مسئلے بتا دیئے پھر اس نے کہا میری یہ کتاب ہے وہ مولوی صاحب کتاب دینے آگئے اور اسکی جب اس سے بالمشافہ ملاقات

ہوئی تو اس لڑکی نے خود اس سے کہا کہ میں تم سے نکاح کرنا چاہتی ہوں کہنے لگا حضرت محنت ہم نے کی تیار ہم نے کیا وہ جامعہ اشرفیہ کا پڑھا ہوا، ہماری بہنیں کہتی تھیں اس کو تو کوئی رشتہ ہی نہیں دے گا، وہ جرمن لڑکی کو پسند آ گیا، خود کہنے لگی کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں اس نے کہا میں ابو سے پوچھونگا چنانچہ اس نے والدین سے پوچھا انہوں نے کہا بیٹا اگر وہ چاہتی ہے تو کرلو چنانچہ اس لڑکے سے اس نے نکاح کروا کر اگلے دن جرمن ایمبسی لے گئی اس کا پکا ویزا لگایا کہنے لگی وہ جامعہ اشرفیہ کا پڑھا ہوا چٹائیوں پر بیٹھنے والا اب وہ یہاں آ کر اس کا خاوند بن کر رہ رہا ہے ﴿وھو یتولی الصالحین﴾ نیکوکاروں کا وہ سرپرست ہے وہ کام سنوار دیتا ہے، اب دیکھو کہ ان کے خاندان والوں نے کوششیں کر کے ان کو جرمنی بھیجا اور اس کے والد نے اسکو دین پڑھایا اس نے جماعت سے دین سیکھا اور اپنے بیٹے کو دین پر لگایا اور لوگ اسکو طعنہ دیتے تھے کہ تیرے بیٹے کو تو کوئی بھی بیٹی کا رشتہ نہیں دے گا، اللہ تعالی نے کہاں سے بھیجی اور اس نے اپنی زبان سے اس سے نکاح کیا اور اسکو لیکر گئی اللہ نے دین تو دیا ہی تھا اسکو دنیا بھی عطا کر دی وہ کہنے لگے کہ اللہ نے اسکی دعائیں زیادہ ہی قبول کرلیں اوروں کو تو مر کر حوریں ملیں گی اسکو تو دنیا ہی میں مل گئی ہے، تو واقعی انسان دل سے بیدار ہو تو رب کریم اسکے معاملات کو خود سمیٹ لیتے ہیں۔

(۱۳)......فائدہ

ایک نیکی کا فائدہ یہ کہ اللہ تعالی انکو امامت عطا فرماتا ہے امامت کا منصب عطا کر دیتا ہے ﴿وجعلنا للمتقین اماما﴾ پھر اللہ تعالی ان کو امامت دیتا ہے اور یہ امامت جو ہے بڑی کرامت ہے یہ اللہ کی طرف سے ایک عزت ہے، ایک اکرام ہے جو پروردگار اپنے بندوں کو عطا فرما دیتے ہیں آپ نے دیکھا ہوگا کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت بلال ﷛ آتے تھے تو عمر ﷛ ان کو کہتے تھے

سیدنا بلال آگئے حالانکہ غلام تھے، بکے ہوئے تھے مگر سیدنا عمرؓ جو وقت کے خلیفہ تھے وہ بھی انکو سیدنا بلال کہہ کر پکارتے تھے، چنانچہ ایک اسی طرح غلام تھے وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تین سو درہم میں بکا تھا پھر جب آزاد ہو گیا تو میں نے دین پڑھنا شروع کر دیا حتی کہ میں عالم بنا، پھر اللہ رب العزت نے مجھ سے درس حدیث کی خدمت قبول فرمائی حتی کہ اتنا اللہ نے مجھے عزت کا مقام دیا کہ جب میں درس میں ہوتا تھا وقت کا خلیفہ میرے دروازے پر آ کر میری ملاقات کے لئے ایک ایک گھنٹہ کھڑا رہتا تھا، وہ کہتے تھے کہ اوقات میری یہ کہ میں تین سو درہم میں بکا اور دین نے مجھے وہ عزتیں دیں کہ وقت کا حکمران میرے دروازے پر ایک ایک گھنٹہ میری ملاقات کے لئے انتظار کرتا تھا، [اعزنا الله تعالی بهذا الدین] اللہ نے اس دین کی وجہ سے ہمیں عزتیں عطا فرمائیں۔

(۱۴)......فائدہ

بری موت سے حفاظت

اللہ رب العزت بری موت سے حفاظت فرماتے ہیں چنانچہ قرآن مجید کی آیت ہے ﴿یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوة الدنیا﴾ تو اس آیت کے تحت مفسرین نے لکھا کہ اللہ رب العزت انکو اچھی موت عطا فرما دیتے ہیں کلمہ پر موت عطا فرما دیتے ہیں پھر انکی عمر میں اللہ تعالی برکت دیدیتے ہیں اضافہ دیتے ہیں کبھی تو اسکیل بڑھا دیتے ہیں اور کبھی جو افیکٹیو عمر ہوتی ہے صحت مندی کی اللہ اسکو اس کنارے سے اس کنارے تک کر دیتے ہیں انکو زندگی میں دوسروں کا محتاج نہیں ہونا پڑتا۔

(۱۵)......فائدہ

اللہ کی حفاظت

ایک فائدہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت انکی حفاظت فرماتے ہیں ﴿فا لله

خیر حافظا وھو ارحم الراحمین﴾ اللہ رب العزت خود انکے محافظ بن جاتے ہیں چنانچہ نبی علیہ السلام کی حفاظت کس نے فرمائی ﴿واللہ یعصمک من الناس﴾ اللہ تعالی انسانوں سے بچائے گا اللہ رب العزت نے دیکھو اپنے محبوب کی کیسی حفاظت فرمائی، آرام فرما رہے تھے درخت کے نیچے ایک کافر نے دیکھا کہ اچھا موقع ہے تلوار اٹھا کر وار کرنے کا، اللہ کے محبوب کی آنکھ کھل گئی تو آپ نے جب اسکی طرف دیکھا تو اس نے کہا[من یمنعک منی یامحمد] اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اب مجھ سے کون بچائے گا آپ نے فرمایا اللہ بس اللہ کا لفظ کہا اس پر ایسا رعب اور کپکپی طاری ہوئی، تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی محبوب نے تلوار اٹھائی فرمانے لگے [من یمنعک منی] تو بتا تجھے کون بچائے گا، اب لگا منت کرنے آپ بنو ہاشم کی اولاد میں سے ہیں کریم ہیں اور اتنے کریم ہیں اور معاف کرنے والے ہیں فرمانے لگے چل میں نے تجھے معاف کردیا آگے سے کہتا ہے اللہ کے نبی اب کہاں جائیں گے اب جہاں آپ جائیں گے وہاں آپ کا غلام جائے گا، آپ نے تو محبوب معاف کردیا مجھے کلمہ پڑھا دیجئے، تاکہ میرا اللہ بھی مجھے معاف فرمادے، یوں اللہ تعالی حفاظت فرما دیتے ہیں۔

(۱۶)......فائدہ

مال کی چوری سے حفاظت

واقعہ......(۱)

کہتے ہیں کہ رابعہ بصریہ اللہ کی نیک بندی اپنے کمرے میں سوئی ہوئی تھیں ایک چور گھس آیا تو چور کو اور تو کچھ نہ ملا ایک چادر پڑی تھی اس نے کہا چلو یہ ہی لے جاتے ہیں اس نے چادر اٹھائی اور جب باہر جانے لگا تو اسے راستہ نظر نہ آیا، گھبرا کر اس نے چادر پھینک دی چادر پھینکتے ہی اسے راستہ نظر آنے لگا، جب نکلنے لگا اس کو ایک آواز آئی اگر ایک دوست سویا ہوا ہے تو دوسرا دوست لگا ہوا

ہے یہاں تو چڑیا کو پر مارنے کی اجازت نہیں تم چیز چرا کے کیسے جاسکتے ہو اللہ یوں حفاظت فرمادیتا ہے۔

واقعہ......(۲)

چنانچہ دارالعلوم دیوبند کے ایک خادم تھے خزانچی نیک بندے تھے انکا تکیہ کلام تھا اللہ کے فضل سے ہر بات میں ''اللہ کے فضل سے'' بولتے تھے، اللہ تعالی کی شان ایک دن وہ ایک رات تہجد میں اٹھے تو تہجد پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک چور آگیا اب چور اس کمرے کا تالا توڑنے لگا کہ جس میں انکا مال پیسہ تھا مگر وہ زکوۃ پوری پوری ادا کرتے تھے ان کے دل میں پکا یقین تھا کہ میرا مال ضائع نہیں ہوسکتا، چونکہ حدیث میں ہے جو پوری زکوٰۃ ادا کر دیتا ہے اسکا مال اللہ تعالی کی حفاظت میں آجاتا ہے، وہ نماز پڑھتے رہے اور یہ تالا توڑتا رہا اور تالا نہ کھلا جب انہوں نے سنتیں بھی پڑھ لیں اب جانا تھا مسجد میں تو پھر اس وقت اس چور کو کہا ارے میاں یہ اب تک تالا آپ سے نہیں ٹوٹا تو اب بھلا تجھ سے کیا ٹوٹے گا چور نے دیکھا کہ یہ جاگ گئے تو بھاگ گیا، خیر یہ مسجد آئے جو امام تھے انہوں نے نماز پڑھائی، یہ نماز پڑھنے کے بعد انکے قریب آئے کہنے لگے حضرت آپ کو ایک نئی بات سناؤں؟ آج تو اللہ کے فضل سے اللہ کا غضب ہوگیا، اب وہ کہنے لگے کہ تم کہہ کیا رہے ہو؟ حضرت میں ٹھیک سنا رہا ہوں، آج تو اللہ کے فضل سے اللہ کا غضب ہوگیا اصل میں وہ کہنا چاہتے تھے کہ جی آج تو اللہ کا غضب ہوگیا، مگر تکیہ کلام کی وجہ سے کہہ رہے تھے اللہ کے فضل سے اللہ کا غضب ہوگیا، پھر انہوں نے یہ سارا واقعہ سنایا تو دیکھو جو اللہ تعالی کا حق ادا کر دیتے ہیں پھر مالک انکی جان و مال کا نگران بن جاتا ہے، اللہ کی حفاظت ہوجاتی ہے۔

ایک بڑھیا کا واقعہ

واقعہ......(۳)

ایک بڑھیا تھی بات بادشاہ کے محل کے قریب اسکا گھر تھا ایک موقعہ پر بادشاہ نے ارادہ کیا کہ میں اپنے محل میں کچھ تعمیری اضافہ کروں، اس نے پولیس والوں کو بھیجا کہ اسکو کہو یہ کہیں دوسری جگہ چلی جائے، اور یہ جگہ ہمکو بیچ دے، اس نے کہا نہیں میری عمر تو اسی کٹیا میں گذری، میری طبیعت لگی ہوئی ہے تو میں تو نہیں بیچنا چاہتی، انہوں نے بادشاہ کو جا کر بتا دیا اللہ تعالیٰ کی شان کہ بڑھیا چند دن کیلئے کسی بیمار کی عیادت کے لئے چلی گئی، اس کو کوئی دو مہینہ وہاں لگ گئے اب دو مہینہ کے بعد جب وہ واپس آئی، تو اسے اپنی جھونپڑی نظر ہی نہیں آئی حیران وہاں تو اس جگہ پر عالیشان محل بنا ہوا تھا، اس نے لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا، تو تو کہیں تالا لگا کر چلی گئی تھی پیچھے انہوں نے تیری سب چیزیں برابر کر دیں اور اپنے محل کو دو مہینہ میں اسٹینڈ کر کے اتنا بڑا بنا دیا، اس کا نام ونشان ہی نہیں اس نے کہا ایسا کیا؟ لوگوں نے کہا تو تھی جو نہیں، جب لوگوں نے اسے کہا کہ تو تھی جو نہیں، انہوں نے ایسا کیا تو کہتے ہیں کہ اس بڑھیا نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا ''اے اللہ! اگر میں یہاں نہیں تھی تو تو یہیں تھا'' یہ الفاظ کہنے تھے کہتے ہیں کہ محل کی چھت جو تھی وہ زمین کے اوپر آ گئی بادشاہ کو بتایا گیا کہ بڑھیا آ گئی اور تمہارے محل کی چھت زمین کے اوپر آ گئی اس نے آکر معافی مانگی پھر بڑھیا کو علیحدہ کٹیا بنا کر دی، تب اس کو پتہ چلا کہ یہ بڑھایا اللہ تعالیٰ کی کتنی مقبول بندی تھی، تو بھئی جہاں بندہ نہیں ہوتا وہاں پر بندے کے پروردگار تو ہوتے ہی ہیں اس لئے نیکوکاری میں اتنے فائدے ہیں کہ جو ہماری سوچ سے بھی بالاتر ہیں رب کریم ہم ان دنیا کے فائدوں کے بھی طلب گار اور محتاج ہیں اور محتاج کا کام مانگنا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں رب کریم ہمیں دنیا و آخرت کی سرفرازی عطا فرمادے۔

کس کی مغفرت نہیں ہوتی؟

جب تک بندہ انسانوں کے حقوق ادا نہیں نہ کرتا تب تک پروردگار بھی اپنا حق معاف نہیں کرتا حدیث پاک میں آتا ہے شب قدر میں اللہ تعالیٰ سب گنہگاروں کی مغفرت کر دیتے ہیں چند گنہگاروں کی نہیں کرتے، ان میں سے ایک جو قطع رحمی کرنے والا ہوتا ہے، قطع رحمی کہتے ہیں رشتہ ناطے توڑنے والا ہے، کئی ہوتے ہیں جن کو نہ بات کا سلیقہ اور نہ میل ملاپ کا طریقہ، ذرا ذرا سی بات پر اس سے بھی بولنا بند اس سے بھی بولنا بند اِس کو ڈرا رہے ہیں اُس کو دھمکا رہے ہیں لوگوں کے دل دکھاتے ہیں پرواہی نہیں ہوتی، یہ جو قطع رحمی کرنے والے ہیں انکی شب قدر میں بھی اللہ تعالیٰ مغفرت نہیں فرماتے اور دوسرا بندہ جو کسی کے بارے میں دل میں نفرت رکھے، کینہ رکھے بدگمانی رکھے، جس کے دل میں کسی مسلمان کے بارے میں کینہ ہو اللہ تعالیٰ اسکی بھی مغفرت نہیں فرماتے ہیں، تو بھئی اگر آج ہم چاہتے ہیں کہ ہماری مغفرت ہو تو پھر ہمیں ان دونوں گناہوں سے مخصوص توبہ کرنی پڑے گی، ایک تو ہمارے دل میں جتنوں کے بارے میں دل میں نفرت ہے یا رنجش ہے یہ دل سے نکالنی پڑے گی، اللہ کے لئے ہمیں معاف کرنا پڑے گا، جب تک نہیں نکالیں گے مغفرت نہیں ہوگی اور دوسری بات کہ جو بندوں کے دل دکھائے ہیں ان سے معافیاں بھی مانگنی پڑیں گی، عجیب بات ہے کہ لوگ انتظار میں رہتے ہیں کہ جب مر جائیں گے تو ہمارے جنازے پر اعلان ہوگا کہ جی اس میت کو معاف کر دیا جائے، بھائی میت کو کون معاف کرتا ہے کون معاف نہیں کرتا اب وقت ہے جیتے جاگتے معافی مانگنی آسان ہے پتہ نہیں کون اعلان سنے گا کون نہیں سنے گا، کون معاف کرے کون نہ کرے، حکم تو ہمیں ہے کہ ہم دنیا میں معافی مانگیں لیکن عجیب بات ہے کہ ہمارے اندر تکبر اتنا ہوتا ہے کہ ہم ''معاف کرنا'' یہ لفظ کہنا ہی گوارا نہیں کرتے، انگریزوں نے تو اس اچھی عادت کو اتنا بنایا کہ ذراسی بات پر ایکس کیوزمی کہہ دیتے ہیں، یہ جو ایکس کیوزمی کہتے ہیں اسی کو تو اردو عربی میں معاف کرنا کہتے ہیں کافروں نے اس اچھی عادت

کو اپنایا ذرا سی کوئی بات ہوتی ہے فوراً ایکس کیوز کرتے ہیں یہ تعلیم ہم مسلمانوں کے لئے تھی اور آج ہم اتنا بھول گئے ہم دوستوں کے دل بھی دکھاتے ہیں ہم ان سے پھر بھی معافی نہیں مانگتے تو بھئی اس محفل میں آج ایک بات بتایئے کہ کیا ہم دوسروں سے یہ حق معاف کروانا چاہتے ہیں یا نہیں کروانا چاہتے زبان سے بولیں بولنے میں برکت ہوتی ہے تو بھئی اگر ہم یہ حق معاف کروانا چاہتے ہیں تو اسکا طریقہ یہ ہے کہ بیٹھ کر سوچیں ہم نے کن کا دل دکھایا کن کے ساتھ بری بات کہی کن کو رنجش دی کن کا دینا ہے کن کا حق آتا ہے، اسکی فہرست بنائیں جن کا لین دین ہے انکا لین دین کلیر کریں اور جن سے فقط باتوں کا معاملہ ہے تو بھئی ان سے ابھی کہہ دیجئے کہ بھئی اللہ کے لئے معاف کردو، اور آپ دیکھیں گے جس کو آپ کہیں گے جی غلطی ہوئی اللہ کے لئے معاف کردیں وہ اللہ کا بندہ ضرور کہہ دے گا میں نے معاف کردیا، آسان ہے دنیا میں ورنہ قیامت کے دن سب کو اپنی نیکیاں دینی پڑیں گی، اور نیکیاں تو ہمارے پاس پہلے ہی نہیں ہیں اتنی تو ہم کیا دیں گے، لہذا آسان طریقہ یہ ہے کہ آج کی رات اعتکاف والے بالخصوص، اور دوسرے احباب بالعموم اس بات پر بیٹھ کر سوچیں کہ ہم حقوق العباد کیسے معاف کرواسکتے؟ اب پتا ہے آپ نے کتنوں کی غیبت کی ہوگی، کتنوں کے بارے میں بدگمانی دل میں ہوگی کتنوں پر آپ نے الٹے سیدھے الزام لگادیئے ہونگے تو آسان طریقہ یہ ہے کہ اسکو سوچ کر اور جو جو بندہ دل میں آئے ان سب سے یہ الفاظ کہیں کہ بھئی مجھ سے غلطی ہوئی اللہ کے لئے معاف کردیں اور اگر آپ کو یاد بھی نہیں تو جتنے آپکے دوست احباب ہیں انسے ملتے ہوئے کہیں بھئی انسان ہیں خطا ہوجاتی ہے اگر آپ کا کوئی میرے اوپر حق آتا ہے اللہ کے لئے معاف کردیں، یا اگر اس نے کہہ دیا کہ میں نے معاف کردیا تو جو آپ نے اسکی غیبت کی تھی، الزام لگایا تھا جو بھی کیا تھا اللہ تعالی سب کے گناہوں کو معاف کردے گا، تو اس چھوٹے سے فقرے کو کل آپ سب کے

سامنے دوھرایئے آج رات جہاں معافی مانگ سکتے ہیں حتی کے خاوند بیوی سے بھی معافی مانگے بیوی خاوند سے معافی مانگے ایسا نہ ہو کہ میاں بیوی کی رنجشوں کی وجہ سے اللہ کے یہاں مغفرت رکی رہے، اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ ہمیں معاف کردیں تو ہمیں بھی تو پھر یہ معافی کا طریقہ کار بنانا پڑے گا، تو بیوی سے کہنے میں کیا حرج ہے ہوسکتا ہے جھڑک دیا ہو، بے وجہ ہم نے اس کا دل دکھا دیا ہو، تو اتنے الفاظ کہنے میں کیا حرج ہے؟ کہ جی انسان خطا کا پتلا ہے رمضان کے آخری لمحات ہیں بھی اگر کوئی آپ کا حق مجھ پر آتا ہو میں نے سستی کی ہو کوتاہی برتی ہو، تو آپ معاف کردیں اتنے الفاظ کہہ دینے سے آپ کے سر سے بوجھ اتر جائے گا اللہ پھر آپ کی مغفرت آسانی سے فرمادیں گے، اور اگر آپ کے اپنے دل میں ہے تو آپ اللہ کے لئے سب کو معاف کردیجئے [ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء] زمین والوں پر تم رحم کروگے آسمان والا تمہارے اوپر رحم کرے۔

اور ایک بات یہ بھی ذہن میں رکھئے کہ دین کے کام کرنے والے جو لوگ ہیں وہ کئی مرتبہ آپس میں بھی الجھ پڑتے ہیں بے وقوفی کی وجہ سے کم سمجھی کی وجہ سے اللہ تعالی نے اس دین کے شعبے بنادئے ہیں ﴿ یتلوا علیھم آیاتہ ویز کیھم ویعلم ھم الکتاب والحمۃ﴾ چار شعبے، اب اسکی مثال ایسی ہے جیسے جسم میں آنکھ بھی ہے کان بھی ہے زبان بھی اور دماغ بھی، ہر ایک کا اپنا اپنا کام ہے سب مل کر جسم بن گئے اسی طرح دین اسلام کا معاملہ کہ اسکے مختلف شعبہ جات ہیں ایک دعوت وتبلیغ کا شعبہ ہے، آج کے دور میں تو الحمدللہ اسی سے زیادہ بلکہ سو سے زیادہ ملکوں میں اس وقت ہمارے یہ بھائی جارہے ہیں اور اللہ کے دین کا پیغام پہنچارہے ہیں اللہ تعالی ان کو ہماری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے کوئی ایسا دن نہیں اس عاجز کا کہ جب ان بھائیوں کے لے میں تہجد میں دعا نہ کرتا ہوں اسلئے کہ محبوب کا کام ہے ہمارا کام ہے اور کچھ حضرات مدارس میں

کام کر رہے ہیں انکے لئے بھی دعائیں کرتے ہیں کوئی تفسیر پڑھا رہا ہے کوئی حدیث پڑھا رہا ہے کوئی فقہ پڑھا رہا ہے کوئی زندگی کے مسائل کے جوابات سمجھا رہا ہے وہ بھی ایک شعبہ ہے کام کرنے کا، کہیں پر خانقاہوں میں اللہ اللہ کی ضربیں لگوا رہے ہیں تاکہ دلوں کا میل دور ہو اور دل میں اللہ کی محبت بھر جائے اور کہیں پر اقامت دین کے لئے کوششیں ہو رہی ہیں تو یہ مختلف شعبہ جات ہیں حقیقت میں یہ سب کے سب دین کا کام کرنے والے لوگ ہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبتیں ہونی چاہئیں نیک تمنائیں ہونی چاہئیں جہاں ضرورت ہو ایک دوسرے کا معاون بننا چاہئے اسکو کہتے ہیں ﴿واعتصموا بحبل الله جميعا﴾ تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو بھئی ہم سب ایک ہیں،

جب عیسائیوں پر مصیبت آئی تھی تو کہتے ہیں کہ بادشاہ نے ان پر حملہ کیا تھا اور ان کے علماء آپس میں اس پر بحث کر رہے تھے کہ عیسی علیہ السلام جب اٹھائے گئے تھے تو انہوں نے گندم کی روٹی کھائی تھی یا جو کی روٹی کھائی تھی یہ فیصلہ ہونے کے لئے مناظرہ ہو رہا تھا کہ گندم کی روٹی کھائی تھی یا جو کی روٹی کھائی تھی یہ مناظرے کر رہے ہیں اور دشمن ان کو دنیا سے ہی ختم کر رہا ہے۔

تو شیطان ایسا ہی کرتا ہے آپس میں الجھانے کی کوشش کرتا ہے اور یہ الجھاو بے وقوفی کی وجہ سے کم علمی کی وجہ سے یا اپنی طبیعت کی بے باکی کی وجہ سے ہوتا ہے جو بھی سمجھ دار ہوگا نا وہ ہمیشہ ایک دوسرے کا احترام کرے گا جس نے عمل ہی کچھ نہیں کرنا وہ اس قسم کے کام زیادہ کر رہا ہوتا ہے، تو بھئی جوڑ پیدا کیجئے توڑ سے بچیئے نبی علیہ السلام نے فرمایا [صل من قطعک] جو تجھ سے توڑے تو اس سے جوڑ یعنی کوئی توڑنا بھی چاہے تو ہم اس سے جوڑنے کی کوشش کریں یہ ہے نبی علیہ السلام کی تعلیمات کوئی توڑنا بھی چاہے تو پھر ہم اس سے جوڑنے کی کوشش کریں اور یہاں تو زبان قینچی ہوتی ہے چل رہی ہوتی ہے وہ زبان نہیں چل رہی ہوتی وہ قینچی چل رہی ہوتی ہے اُس سے بھی توڑ اِس سے بھی توڑ، آج ابھی وقت ہے مہلت

ہے، رمضان المبارک کے ان بابرکت لمحات میں ہم اپنے رب سے معافی مانگ لیں اوراپنی ان کوتاہیوں کوبخش والیں آپس میں الفتیں اور محبتیں پیدا کرلیں جتنا ایک دوسرے کے ساتھ ہم زیادہ میں گے زیادہ محبتیں الفتیں قائم کریں گے اتنا اللہ کی رحمتیں ہونگی اسلئے تو کہا گیا کہ اتفاق میں برکت ہے تو اللہ رب العزت کی طرف سے رحمتیں ہونگی آپ دیکھنا ہم اسی جگہ بیٹھ کرابھی دعا کریں گے یا ئل دعا کریں گے اگراس دوران ہم نے خودبھی معاف کردیا دوسروں سے بھی معافی مانگ لی انشاءاللہ آخری محفل جوہونی ہے اس سے پہلے پہلے پروردگار ہمارے بوجھ کوبھی آسان فرمادیں گے،تو یہ ایک ذمہ داری ہے اور میرے دوستو ہم واقعی اس بات کے محتاج ہیں کہ اللہ رب العزت ہماری بخشش فرمادے اگر نہ ہوئی نبی علیہ السلام کی بددعائیں بڑی ڈرنے والی بات ہے بڑی رونے والی بات ہے اللہ اکبر کبیرا اور یہ سبق یادکرلینا کہ ہم نے توڑ پیدا نہیں کرنا ہم نے جوڑ پیدا کرنا ہے اللہ تعالی ہم سب کونیک بنائے اورایک بنائے ایک بن کررہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین

جو کھیلوں میں تو نے لڑکپن گنوایا
تو بدمستیوں میں جوانی گنوائی
جو اب غفلتوں میں بڑھاپا گنوایا
تو پھر یہ سمجھ زندگانی گنوائی

﴿وقال ربکم ادعونی استجب لکم﴾

مطالبۂ دعا

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب دامت برکاتہم

(نقشبندی مجددی)

درحالت اعتکاف مسجد نور لوساکا (زامبیا) بعد نماز عشا ۲۰۰۳ء

فہرست مضامین

اللہ اللہ اللہ

اقتبـــــــــــــــــاس

زبان سے قرآن مجید کی تلاوت تو کررہے ہوتے ہیں مگر اسکے حکموں کی زندگی میں کوئی اہمیت نہیں ہوتی ان وجوبات سے پھر بندے کی مانگی ہوئی دعائیں ایسے قبول نہیں ہوتیں جیسے وہ مانگتا ہے آخرت میں تو ہوجائیں گی لیکن من وعن قبول نہیں ہوتیں ،تو ہمیں چاہئے کہ قول اور فعل کے تضاد کو دور کریں دورنگی کو دور کرکے یک رنگی کی زندگی کو اختیار کریں۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہوجا
سراسر موم ہوجا یا سنگ ہوجا

﴿حضرت پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مدظلہ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُللّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّابَعْد.....!

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿وقال ربکم ادعونی استجب لکم﴾

وقال اللہ تعالی فی مقام آخر

﴿ام من یجیب المضطر اذا دعاہ﴾

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

دعا کا حکم

وقال ربکم اور فرمایا تمہارے پروردگار نے ﴿ادعونی استجب لکم﴾ تم دعا کرو میں قبول کروں گا، سچے پروردگار کی سچی کتاب میں، سچا فرمان ہے، کہ تم دعائیں کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا، یہ اللہ رب العزت کی طرف سے فیصلہ ہے، طے شدہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے مگر قبول کرنے کی تین مختلف شکلیں ہیں۔

﴿۱﴾......اگر وہ دعا اسکے حق میں بہتر ہو دین کے معاملہ میں دنیا کے معاملہ میں نیکی کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ اسکو ویسا ہی قبول کر کے پورا کر دیتے ہیں اسکو ہم کہتے ہیں جی دعا قبول ہوگئی جو مانگا وہ مل گیا۔

﴿۲﴾......بعض اوقات انسان دعا مانگتا ہے اس پر کوئی پریشان آنے والی

ہوتی ہے کوئی مصیبت آنے والی ہوتی ہے اسکو کوئی بیماری پہنچنے والی ہوتی ہے، کوئی صدمہ پہنچ نے والا ہوتا ہے، اللہ رب العزت کریم ہیں اسکی دعا کو اللہ تعالی ذریعہ بنا کر اس آنے والی مصیبت پریشانی بیماری سے اس کو محفوظ فرما دیتے ہیں، یہ بھی دعا قبول ہونے کی ایک علامت ہے ہم اسکو شاید قبول ہونا سمجھتے ہی نہیں ہیں، ہمیں کیا پتہ کہ ہم نے کیا دعا مانگی اور اس کے بدلے میں اللہ تعالی نے ہمیں کس آنے والی مصیبت سے نجات عطا فرمائی۔

﴿۳﴾...... اگر یہ بھی نہ ہو تو اللہ تعالی اس دعا کو اپنے پاس خزانہ بنا لیتے ہیں ،حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب یہ بندہ قیامت کے دن جائے گا اللہ تعالی فرمائیں گے میرے بندے تو نے مجھ سے دعائیں مانگی تھیں اور میرا وعدہ تھا کہ میں قبول کروں گا، تو میں نے دنیا میں تو ان دعاؤں کو پورا نہ کیا کہ تمہارے لئے بہتر نہیں تھا یہ اب میرے پاس تمہارا خزانہ ہے میں تمہیں اس کا بدلہ دیتا ہوں حدیث پاک میں آتا ہے اللہ تعالی اسکی ان دعاؤں پر اتنا بدلہ دیں گے کہ وہ بندہ یہ کہے گا کاش دنیا میں میری کوئی دعا پوری نہ ہوتی ہر دعا کا اجر اور بدلہ مجھے یہاں آخرت میں مل جاتا تو تین میں سے کسی نہ کسی ایک صورت میں دعا ضرور قبول ہو جاتی ہے۔

بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب بندہ دعا مانگے اور پھر کہہ دے ہماری تو دعا قبول ہی نہیں ہوتی ہماری تو سنتا ہی نہیں یہ شکوے کی بات ہے یہ اللہ تعالی کی شان میں گستاخی ہے، یہ بے صبری کا مظاہرہ ہے اگر بندہ یہ الفاظ زبان سے کہدے معاذ اللہ ہماری تو سنتا نہیں ہماری قبول نہیں ہوتی ہماری دعائیں پوری نہیں ہوتیں، تو اللہ تعالی کو اتنا جلال آتا ہے اللہ تعالی اسکی دعا کو پھٹے کپڑے کی طرح اسکے منہ پر دے مارتے ہیں اپنے در سے دھکا دیدیتے ہیں، تو مؤمن کو تو یہ کبھی سوچنا ہی نہیں چاہئے کہ دعا قبول نہیں ہوتی جب اللہ تعالی

نے فرمادیا ﴿ادعوانی استجب لکم﴾ تم دعا کرومیں قبول کرونگا اب شک کیسا؟ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو گنہگار ہیں ہماری دعا کہاں قبول ہوگی ایسا نہیں ہے دعا برے اور نیک سب کی قبول ہوتی ہے حیرت کی بات تو یہ ہے کہ شیطان کی قبول ہوگئی، اس نے بھی تو کہا تھا ﴿رب انظرنی الی یوم یبعثون﴾ اللہ! قیامت تک کے لئے مہلت دیدیجئے پروردگار نے فرمایا ﴿انک من المنظرین﴾ تو شیطان کی اگر قبول ہوسکتی ہے تو کیا مسلمان کی قبول نہیں ہوسکتی؟ اسلئے کچھ لوگ یوں کہتے ہیں جی ہم تو گنہگار ہیں ہماری دعا قبول نہیں، بھئی ایسی بات ہرگز نہیں کہنی چاہئے، دعا یقیناً قبول ہوتی ہے ہاں اللہ تعالی پابند نہیں ہیں کہ جو ہم چاہتے ہیں وہ پورا کریں وہ قادر مطلق ہیں وہ بندوں کے بارے میں بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ہوسکتا ہے ہم ایسی دعا مانگ رہے ہوں کہ جو ہمارے لئے پریشانی کا سبب بنتی ہو مثلا ایک بندہ کھلا پیسہ مانگتا ہے اور اللہ تعالی کو پتہ ہے اگر مل گیا تو یہ شخصیت ایسی ہے کہ یہ ایمان ہی سے خالی ہوجائیگا، اللہ تعالی اسکو وہ نہیں دیتے، تو نہ دینا بھی اسکی رحمت ہے دینا بھی اسکی رحمت ہے، جیسے ماں بچے کو دیتی ہے تو بھی پیار ہے اسکا، اور انگارہ اٹھانے سے منع کرتی ہے یہ بھی پیار ہے اسکا، دستور یہ ہے بندہ مانگے گا اللہ تعالی عطا کرے گا اسلئے جب بھی دعا مانگیں حسن ظن کے ساتھ دعا مانگیں۔

دعا قبول نہ ہونے کی وجوہات

ہاں کچھ اعمال ہیں جن سے دعاؤں کی قبولیت کا اندازہ ہوجاتا ہے توجہ سے سنئے گا ہمارے مشائخ نے لکھا کہ دعائیں قبول نہ ہونے کی جو اہم وجوہات ہیں ان میں سے:

...... پہلی یہ ہے کہ انسان زبان سے تو کہتا ہے کہ دنیا کی کوئی وقعت نہیں عملا دیکھیں تو سارا دن اسی کو سمیٹنے میں لگا ہوتا ہے، قول اور فعل کا فرق زبان

سے کہے جی مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت نہیں لیکن ادھر عملی طور دیکھو تو نماز کی بھی فرصت نہیں، لگا ہوا ہے اسی میں دن رات تو ایک تو یہ وجہ ہوتی ہے۔

...... دوسری وجہ یہ کہ زبان سے تو کہتا ہے کہ دنیا فانی ہے مگر اسکے رہنے کی تدبیریں پلاننگ ایسی ہوتی ہیں جیسے اسنے کبھی مرنا ہی نہیں لمبی پلاننگ ہوتی ہے رہنے کا طور طریقہ جیسے اس نے جانا ہی نہ ہو دنیا سے، زبان سے یہ کہتا ہے کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے عمل دیکھو تو دنیا کو آخرت پر مقدم کئے ہوئے ہے، زبان سے یہ کہتا ہے میں اللہ کا بندہ ہوں میں اس کا دوست ہوں، لیکن اگر اسکی زندگی کو دیکھو تو اللہ کے دشمنوں کی باتیں مان رہا ہوتا ہے، یعنی شیطان کی مان رہا ہوتا ہے، یا کفار کی نقالی کرر ہا ہوتا ہے، ان کی پیروی کرر ہا ہوتا ہے حالانکہ پروردگار نے فرمایا ﴿ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا﴾ شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے اپنا دشمن سمجھ کر رہو، تو اسکو دشمن سمجھنے کی بجائے اسکے مشوروں پر عمل کرر ہے ہوتے ہیں اسکی بات مانتے ہیں۔

...... زبان سے کہتے ہیں کہ ہم نبی علیہ السلام کے عاشق ہیں عمل کو دیکھو تو سنت سے محروم ہوتے ہیں۔

وہی سمجھا جائے گا شیدائے جمال مصطفیٰ
جس کا حال حالِ مصطفیٰ ہو قال قالِ مصطفیٰ

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ بندہ کہے کہ جی مجھے محبت نبی علیہ السلام سے ہے اور طریقے فرنگیوں کے پسند ہیں

ایں خیال است و محالست وجنوں

"ان المُحِبَّ لِمَایُحِبُّ مُطِیْعُ" محبّ جس سے محبت کرتا ہے اس کا مطیع اس کا فرمانبردار ہوتا ہے۔

...... زبان سے قرآن مجید کی تلاوت تو کرر ہے ہوتے ہیں مگر اسکے حکموں کی زندگی میں کوئی اہمیت نہیں ہوتی ان وجوہات سے پھر بندے کی مانگی ہوئی

دعائیں ایسے قبول نہیں ہوتیں جیسے وہ مانگتا ہے آخرت میں تو ہو جائیں گی لیکن من وعن قبول نہیں ہوتیں، تو ہمیں چاہئے کہ قول اور فعل کے تضاد کو دور کریں دورنگی کو دور کر کے یک رنگی کی زندگی کو اختیار کریں۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو جا یا سنگ ہو جا

اعمال کیسے ہوں؟

﴿صبغة الله ومن احسن من الله صبغة﴾ اللہ تعالیٰ کے رنگ میں ہم رنگ جائیں اسلئے میرے دوستو جب لوگ اعمال کی کثرت میں مشغول ہوں تو آپ کو چاہئے کہ اعمال کی کیفیت حاصل کرنے میں بھی مشغول ہو جائیں پروردگار مقدار نہیں دیکھتے ﴿ایکم احسن عملا﴾ تم میں سے کون بہترین عمل کرتا ہے یہ دیکھتے ہیں، یہ نہیں کہا ایکم اکثر عملا تو عبادت تھوڑی کریں مگر جیسے حق بنتا ہے اس کیفیت کے ساتھ عبادت کریں،

...... جب لوگ ظاہر کو سنوارنے میں مشغول ہوں تو اے دوست! تو اپنے باطن کو سنوارنے میں مشغول ہو جا۔

...... جب لوگ دنیا سنوارنے میں مشغول ہوں تو اپنی آخرت کو سنوارنے میں مشغول ہو جا۔

...... جب لوگ مخلوق کی محبت میں مشغول ہوں تو اپنے پروردگار کی محبت میں مشغول ہو جا۔

ایک بات ذہن میں رکھئے گا جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دوست بنے گا، وہ آخرت میں کبھی بھی دشمنوں کی قطار میں کھڑا نہیں کیا جائے گا، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ دنیا میں وہ اللہ کا دوست بنا اور اللہ تعالیٰ اس دوست کو آخرت میں دشمنوں کی قطار میں کھڑا کر دیں، یہ نہیں ہوسکتا۔

ایک قیمتی نسخہ

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے ایک عجیب بات لکھی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو بندہ دل کی گہرائیوں سے دعا مانگے گا، اے اللہ مجھے نیک بنادے میں حاضر ہوں مجھے پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر نیکی کے رستے پر چلادے جو یہ دعائیں مانگے گا وہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالی اس سے پوچھیں گے اے میرے بندے تو نیک کیوں نہ بنا تو وہ بندہ آگے سے جواب دے گا اے اللہ میں دعا تو مانگتا تھا، دل تو آپکی دو انگلیوں کے درمیان تھے، اللہ مجھے نیک بنادے، اللہ تعالی فرشتوں سے فرمائیں گے کہ دیکھو اسکے نامۂ اعمال میں یہ دعا ہے، وہ کہیں گے کہ موجود ہے، یہ آپ سے درخواست کرتا تھا اللہ مجھے نیک بنادے اللہ تعالی فرمائیں گے چونکہ تو دل سے چاہتا تھا کہ نیک بنجائے باقی معاملہ ہمارے اختیار میں تھا چلو ہم نے نیکوں میں تمہارا حشر فرمادیا تو دل کی گہرائیوں سے نیت کرلیں کہ ہم نے نیک بنناہے۔

خلاصۂ کلام

بہر حال جتنے بیانات ہوئے ان کا اگر لب لباب پوچھنا چاہیں تو ایک بات تو یہ کہ انسان کسی پر زیادتی نہ کرے، یہ بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے کسی کا دل دکھانا کسی پر زیادتی کرنا قولی طور پر یا فعلی طور پر زبان سے کسی کو تکلیف دینا ہاتھ سے کسی کو تکلیف دینا یہ چیز اللہ تعالی کو بہت ناپسند ہے، کبھی انسان دوسرے کا دل نہ دکھائے کہنے والے نے تو یہ کہا۔

مسجد ڈھادے مندر ڈھاتے ڈھادے جو کچھ ڈھیندا

پر کسے دا دل نا ڈھاویں رب دلا وچ رہیندا

کہ تو مسجد گرادے یا مندر گرادے جو تیرا جی چاہتا ہے گرادے، لیکن کسی کا دل نہ توڑنا اسلئے کہ اللہ دلوں میں رہتا ہے۔

تعجب کی بات

نبی علیہ السلام نے ایک بار بیت اللہ شریف کو دیکھ کر فرمایا کہ بیت اللہ تیرا شرف اور تیری تعظیم بڑی ہے لیکن [حرمة المؤمن ارجح من حرمة الكعبه] ایک مومن کلمہ گو کا احترام بیت اللہ کی عزت سے بھی زیادہ ہے، اب بیت اللہ کے غلاف کو تو پکڑ کے دعائیں مانگیں اور دوسری طرف مؤمن کا گریبان پکڑیں ادھر تو رو رو کر دعائیں مانگیں، محبوب فرماتے ہیں اس مومن کی حرمت زیادہ ہے، تو بھی کسی کا دل نہیں دکھانا چاہئے اللہ کے بندوں کے لئے وبال جان نہیں بننا چاہئے، سکھ پہنچائیں

کسی کا دل نہ دکھاؤ

بخاری شریف کی روایت ہے، بنی اسرائیل کی بدکار زانیہ عورت پیاسے کتے کو پانی پلا کر بخشی جاسکتی ہے تو کیا امت محمدیہ کا گنہگار پیاسے بندے کو پانی پلا کر نہیں بخشا جاسکتا، تو سب سے پہلی بات اس کو اصول بنالیں ہم نے کسی کا دل نہیں دکھانا اور کئی دفعہ زبان سے انسان بات ایسی نکال دیتا ہے کہ اسکے الفاظ دوسرے بندے کے دل کو چیر کر رکھ دیتے ہیں، یاد رکھنا تلوار کے زخم تو مندمل ہو جاتے ہیں زبان کے زخم کبھی مندمل نہیں ہوتے، جن رشتہ ناطوں کو تلوار بھی نہیں کاٹ سکتی یہ زبان ان رشتوں کو بھی تھوڑی دیر میں ختم کر کے رکھ دیتی ہے اللہ تعالی کے بندوں کی قدر کریں ان سے محبت کریں اللہ کے لئے خیر خواہی ہو نبی علیہ السلام نے فرمایا [الدين النصيحة] دین سراسر خیر خواہی ہے، کیا مطلب؟ تو مؤمن وہ ہوتا ہے جو دوسرے کا خیر خواہ ہوتا ہے بدخواہ نہیں ہوتا، کسی کا برا نہیں سوچتا ہمیشہ اچھا سوچتا ہے، اور اگر ہم کسی سے زیادتی کریں گے تو ہمارے ساتھ بھی کچھ ہوگا اسلئے کہ اوپر پروردگار بھی تو ہے، ایک تو یہ چھت ہے ایک اوپر نیلی چھت بھی ہے ہم اگر کسی سے زیادتی کریں گے تو مظلوم کی پکار سننے والا بھی کوئی ہے اسلئے فرمایا کہ مظلوم کی پکار جب نکلتی ہے آسمان کے دروازے کھلتے ہیں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی اس پکار کو اللہ

کے حضور پیش کر دیا جاتا ہے تو ایک بات کہ کسی کا دل نہ دکھائیں۔

ذراسی ذراسی بات پر بچے کو ڈانٹ ڈپٹ نہ کریں، بچے سہم جاتے ہیں مار سے وہ بات نہیں سمجھتے جو آپ سمجھانا چاہتے ہیں، ڈانٹنے سے دبتے ہیں سمجھانے سے سمجھتے ہیں،

ایک چھوٹا سا اصول یاد رکھیں

......کہ بچہ بارہ سال تک باپ کا غلام

......اور اٹھارہ سال تک باپ کا مشیر بارہ سے اٹھارہ کی عمر میں مشورے دیتا ہے ابو یوں کر لو ابو ایسے ہوتا تو کیا تھا؟ امی یوں کیوں نہیں کرتیں؟

......اسکے بعد یا باپ کا دشمن ہے یا باپ کا دوست ہے۔

ہم ڈانٹ سے اسکو اپنا دشمن بنا رہے ہوتے ہیں ہم ڈانٹ سے اسکو دین سے دور کر رہے ہوتے ہیں، وہ ڈانٹ ہمارے لئے الٹا اللہ تعالیٰ سے دوری کا سبب بن رہی ہے، اسلئے دوسروں کا دل دکھانے سے پہلے ڈریں بہت ڈریں اور اس سے بہت بچیں۔

سازش نہ کریں

دوسری بات کسی کے خلاف تدبیر نہ کریں، مؤمن کے خلاف تدبیر نہ کرنا اسلئے کہ اگر آپ مؤمن کے خلاف تدبیر کریں گے تو ﴿و الله خير المكرين﴾ تدبیر کرنے والوں میں بڑا تدبیر کرنے والا پروردگار ہے، جو گڑھا کھودتا ہے وہ اسی گڑھے میں گر جاتا ہے، یہ بہت اہم بات ہے کوئی زیادتی کرتا ہے تو معاف کر دو معاف کرنے والوں کے ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہے۔

عہد شکنی نہ کریں

اور تیسری چیز کبھی بھی عہد نہ توڑیں جو قول دے دیا وہ دے دیا جب آپ اپنے قول کا لحاظ کریں گے اللہ تعالیٰ آپ کی زبان سے نکلی ہوئی بات کا لحاظ فرمائیں گے

ہمارا یہ تجربہ ہے کہ جو بندہ جھوٹ چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالی اس بندے کی دعاؤں کورد کرنا چھوڑ دیتے ہیں، تجربہ کر لیجئے، اس پر محنت کرنی پڑے گی جھوٹ نہ بولنا اس پر تین سے پانچ سال لگتے ہیں، کم از کم ہر وقت جو کہے وہ سوچے ہر وقت میں کیا کہہ رہا ہوں بار بار جھوٹ بولے گا بار بار ذرا اپنے آپ کو سیدھا کرنا پڑے گا، اسی لئے جھوٹ کی وجہ سے زندگی کے اندر بے برکتی ہو جاتی ہے، بعض روایت میں آتا ہے بندہ جھوٹ بولتا ہے اس کے منہ میں سے اتنی بدبو نکلتی ہے اللہ کے فرشتہ اس سے کئی میل دور چلے جاتے ہیں اور بعض اوقات جھوٹ بولتے بولتے اتنا جھوٹ بولتا ہے اللہ تعالی فرشتوں کو حکم دیتے ہیں میرے یہاں جھوٹوں کے دفتر میں بندے کا نام لکھ دیا جائے، تو جھوٹ کتنا ہی تیز بھاگے سچ اسکو پکڑ لیتا ہے، سچ بالآخر سچ ہے اسکے ساتھ اللہ کی مدد ہے

دریائے رحمت کی وسعت

آج لیلۃ الجائزہ ہے حدیث پاک میں آج کی اس رات کے بڑے فضائل ہیں اس میں عبادت کرنے کے حدیث پاک میں فضائل کافی وارد ہوئے، تو کوشش کیجئے کہ آج کی رات کی تہجد چار رکعت ضرور نصیب ہو جوئے، کچھ دعائیں مانگنے میں گذرے، اللہ تعالی کو منانے میں گذرے، اعتکاف والوں کی اس سال کی آخری محفل اور مجلس ہے تو دل میں خیال آیا کہ چند باتیں بتادی جائیں کہ دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں، اور کن بنیادی باتوں سے ہمیں بچنا ہے اور ہمیں کیسے زندگی گذارنی ہے، رب کریم ہمیں دنیا آخرت کی کامیابیاں نصیب فرمائے اور اس جگہ اٹھنے سے پہلے اللہ تعالی ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے اللہ تعالی کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں، حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی جہاد سے واپس لوٹ رہے تھے ایک جگہ دریا کے کنارے آپ نے پڑاؤ ڈالا تو عام طور پر دریا کے کنارے ریت ہوتی ہے نماز پڑھی اسکے بعد آپ نے اپنی امت کے لئے روکر دعا کی جب آپ ﷺ

نے دعا مانگی تو آپ نے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا پرندہ آیا اور اسنے نبی ﷺ کے سامنے ریت کے چند ذرے اپنی چونچ میں لئے اور وہ دریا کے اوپر چلا گیا پھر دوبارہ آیا پھر چند ذرے لے کر چلا گیا جب دو تین دفعہ ایسا ہوا تو اللہ رب العزت کے محبوب متوجہ ہوئے کہ یہ کیا کر رہا ہے؟ اس وقت جبرائیل علیہ السلام آئے جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ کے محبوب آپ نے جو دعا مانگی اللہ رب العزت نے اسکو آپ کے سامنے تمثیل کے طور پر پیش فرما دیا ہے، تو نبی ﷺ نے فرمایا وہ کیسے؟ کہ یہ پرندہ یہ پیغام دے رہا ہے کہ اے اللہ کے محبوب جس طرح میں اپنی چونچ میں دو چار ذرے ریت کے اٹھا سکتا ہوں اور ان ذروں کو میں دریا میں جا کر ڈالتا ہوں تو دریا کے پانی کے سامنے ان ذروں کی کوئی حیثیت نہیں اسی طرح آپ کی پوری امت کے گناہ ان ریت کے ذروں کے مانند ہیں میری رحمت کے دریا کے سامنے ان کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔

تو بھئی سچے دل سے معافی مانگیں گے پروردگار عالم ضرور معاف فرمائیں گے اس محفل سے فائدہ اٹھا لیجئے سچے دل سے گناہوں کی معافی مانگئے اور جیسے کل رات اس عاجز نے عرض کیا کہ حقوق اللہ کی معافی تو مانگیں گے ہی حقوق العباد کو بھی معاف کروا لیجئے تو بھئی اگر آپ حضرات کو اس عاجز سے کوئی تکلیف پہنچی ہو کوئی دکھ ہو کوئی آپ کے ادب میں کمی رہ گئی ہو تو یہ عاجز معافی مانگتا ہے آپ سب حضرات اس عاجز کو بھی معاف فرما دیں اللہ رب العزت ہم سب کو معاف فرما دے۔

و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین

القول العزیز

ترکِ دُنیا کر، نہ ہر لذّت کو چھوڑ
معصیّت کو ترک کر غفلت کو چھوڑ
نفس و شیطان لاکھ درپے ہوں مگر
تُو نہ ہرگز ذکر اور طاعت کو چھوڑ

مجذوبؔ

نیت کی اہمیت

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی زید مجدہ

اقتبـــــــــاس

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

پہاڑوں جیسے عمل قیامت کے دن نیت کی خرابی کی وجہ سے
ھباء منثورا بنادیے جائیں گے اور چھوٹے چھوٹے عمل جن کو
انسان کر کے بھول گیا تھا نیت کے اخلاص کی وجہ سے قیامت کے دن
انسان کی بخشش کا سبب بنجائیں گے، چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ
قیامت کے دن ایک بندہ اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا، اس سے اپنے حق
لینے والے بہت ہوں گے جب انکو ان کا حق دیا جائے گا تو اس بندے کے
سارے عمل ختم ہو جائیں گے اور دیکھنے والے سمجھیں گے کہ اب یہ بندہ جہنم
میں گیا مگر پروردگار فرمائیں گے کہ اس کے نامہ اعمال میں جتنے بھی اچھے
اعمال ہیں گرچہ وہ لوگوں میں تقسیم ہو گئے ہیں لیکن انمیں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ
اسکی نیت میں سب بندوں کے لئے بھلائی ہوا کرتی تھی تو یہ جو اسکی بھلائی
کی نیت ہے وہ مجھے اتنی پسند آئی کہ اس نیت پر میں نے اس بندے کی
بخشش کردی۔

﴿حضرت پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مدظلہ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ اللّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّابَعْد......!

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

﴿الا للہ الدین الخالص﴾

وقال تعالٰی ﴿مخلصین لہ الدین﴾

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

مؤمن کی نیت

نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے [انما الاعمال بالنیات] کہ اعمال کا دارومدار نیت کے اوپر ہے اور یہ بھی حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ [نیة المؤمن خیر من عملہ] ''مؤمن کی نیت اسکے عمل سے بھی زیادہ اچھی ہوتی ہے ایک طالب علم کو یہ بات سمجھنے میں ذرا دشواری پیش آتی ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ نیت عمل سے زیادہ بہتر ہوتی ہے اسکی وجوہات ہیں سب سے پہلی بات تو یہ کہ

☆......نیت کرنے سے مؤمن کو اجر ملتا ہے نیکی لکھی جاتی ہے عمل میں امکان ریا کا ہے لیکن نیت کرنے سے اسکے اعمال میں نیکی ضرور لکھی جاتی ہے

☆......اور دوسری اسکی وجہ یہ ہے کہ نیت قلب کا عمل ہے اور قلب کو انسان کے پورے جسم میں فضیلت کا مقام حاصل ہے کہ یہاں انسان کو معرفت حاصل ہوتی ہے لہذا لہذا قلب کا عمل باقی انسان کے سارے اعضا پر

فضیلت رکھتا ہے تو مؤمن کی نیت اسکے عمل سے زیادہ بہتر ہے اسلئے ہمیشہ اپنی نیتوں کو ٹٹولتے رہنا چاہیئے نگرانی کرتے رہنا چاہیئے کہ ہم جو کام بھی کر رہے ہیں کیا واقعی اللہ رب العزت کی رضا کے لئے کر رہے ہیں یا پھر کسی اور مقصد کے لئے کر رہے ہیں۔

☆...... تیسری وجہ یہ کہ نیت کے اندر دوام ہوتا ہے عمل میں دوام نہیں ہوتا کوئی بھی عمل کریں محدود ہوگا لیکن نیت اسکے اوپر کوئی حد نہیں مثال کے طور پر ایک آدمی نیت کر سکتا ہے کہ جب تک میری زندگی ہے میں تہجد پڑھوں گا اب اگر اسکی زندگی سو سال ہے تو سو سال کی نیت ہوئی اگر اس سے بھی زیادہ ہے تو اس نے ہمیشہ کے لئے نیت کر لی تو یہ جو دوام ہے اسکی وجہ سے نیت عمل سے افضل ہو جاتی ہے۔

ایک نکتہ

ایک نکتہ جو اکثر طلبہ کو پریشان کرتا ہے کہ انسان اس دنیا میں جو بھی اعمال کرتا ہے وہ محدود ہوتے ہیں لیکن انکو جنت ملے گی جہاں ہمیشہ ہمیش رہے گا اور جتنے بھی گناہ کرتا ہے وہ محدود ہوتے ہیں لیکن جہنم کا عذاب ملے گا تو کافر نے کفر تو کیا محدود عمر کے لئے مگر ہمیشہ ہمیش کا عذاب تو علماء نے اسکی وجہ بھی یہی بتائی کہ اگرچہ مؤمن نے محدود عمل کئے مگر اسکی نیت یہ ہوتی ہے کہ جب تک میری زندگی ہے میں اپنے پروردگار کی فرماں برداری کروں گا، اس وجہ سے ہمیشہ ہمیش کے لئے جنت میں اور کافر کی نیت یہ ہوتی ہے کہ میں نے اللہ کو نہیں ماننا یا اسکے ساتھ کسی شریک کو بنا لیا تو اس نیت کی وجہ سے اسکو ہمیشہ ہمیش کا عذاب دیا جاتا ہے۔

دل کی تمنا نامۂ اعمال میں

پہاڑوں جیسے عمل قیامت کے دن نیت کی خرابی کی وجہ سے ھباء منثورا بنا دئے جائیں گے اور چھوٹے چھوٹے عمل جن کو انسان کر کے بھول گیا تھا نیت

کے اخلاص کی وجہ سے قیامت کے دن انسان کی بخشش کا سبب بنجائیں گے، چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا، اس سے اپنے حق لینے والے بہت ہوں گے جب انکوان کا حق دیا جائے گا تو اس بندے کے سارے عمل ختم ہوجائیں گے اور دیکھنے والے سمجھیں گے کہ اب یہ بندہ جہنم میں گیا مگر پروردگار فرمائیں گے کہ اس کے نامہ اعمال میں جتنے بھی اچھے اعمال ہیں گرچہ وہ لوگوں میں تقسیم ہوگئے ہیں لیکن انمیں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اسکی نیت میں سب بندوں کے لئے بھلائی ہوا کرتی تھی تو یہ جو اسکی بھلائی کی نیت ہے وہ مجھے اتنی پسند آئی کہ اس نیت پر میں نے اس بندے کی بخشش کردی، اور یہ بھی روایت میں آتا ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ پیش کیا جائے گا اور اسکے نامہ اعمال میں حج کا اور عمرے کا اور کتنی ہی شب بیداریوں کا ثواب لکھا ہوگا وہ بڑا حیران ہوگا کہ رب کریم میں نے تو حج کیا بھی نہیں اور کوئی عمرہ بھی نہیں کیا یا اتنے نہیں کئے جتنے لکھے گئے، میری عمر کم تھی اور حجوں کی تعداد اس سے بھی زیادہ یہ کیا معاملہ ہے؟ تو اسکو کہا جائے گا کہ تم نے تو عمل تھوڑا کیا تھا لیکن تمہارے دل کے اندر نیت ہوتی تھی ہر سال اللہ کے در پر حاضری دینے کی ہر رات میں اٹھ کر تہجد پڑھنے کی وہ جو تم کہتے تھے کہ اے کاش اگر میرے بس میں ہوتا اگر وسائل ہوتے اگر میرے حالات موافق ہوتے تو میں یہ کرلیتا، وہ جو تمہارے دل سے ایک آرزو اٹھتی تھی اور تمنا اٹھتی تھی اس تمنا کے اخلاص کو دیکھتے ہوئے ہم اس عمل کا ثواب تیرے نامہ اعمال میں لکھ دیا کرتے تھے۔

ایک لوہار کا واقعہ

چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ کا پڑوسی ایک حداد تھا (لوہار) وہ فوت ہوگیا کسی نے خواب میں دیکھا کہ بھائی کیا بنا؟ کہنے لگا کہ اللہ رب العزت کی رحمت ہوئی مجھے بخش دیا گیا اور مجھے امام احمد بن حنبلؒ کے درجہ میں پہنچا دیا گیا وہ بڑا حیران

ہوا آنکھ کھلی یہ خود بھی محدث تھے عالم تھے، انہوں نے خواب دیکھا سوچنے لگے کہ اسکے اہل خانہ سے پوچھنا چاہئے کہ اسکا کونسا خاص عمل تھا جو رب کریم کو پسند آگیا انہوں نے پوچھا انکے اہل خانہ سے، انکے اہل خانہ نے بتایا کہ انمیں دو باتیں عجیب تھیں

(۱) ایک تو یہ کہ انکے دل میں اللہ تعالی کا بہت احترام تھا، اتنا تھا کہ جب یہ لوہا کوٹ رہے ہوتے اور ہتھوڑا جب سر سے اوپر اٹھاتے نیچے مارنے کے لئے اگر عین اس وقت اللہ اکبر اذان کی آواز سنتے تو یہ اسی وقت ہتھوڑے کو نیچے رکھ دیتے تھے، کہتے تھے کہ اب میرے پروردگار نے بلا لیا اب میں پہلے اسکا حکم ادا کروں گا،

(۲) اور دوسرا یہ تھا کہ جب وہ گھر آتے اور رات میں دیکھتے کہ امام احمد بن حنبلؒ اپنی چھت کے اوپر عبادت کرتے تو یہ دل میں حسرت کیا کرتے تھے ٹھنڈی سانس لیا کرتے تھے اور کہتے کہ میں کیا کروں میرے بچے زیادہ ہیں اگر میں کام نہیں کروں گا تو ان بچوں کے لئے انتظام کیسے ہوگا اگر میری پیٹھ ہلکی ہوتی میرے اوپر یہ بوجھ نہ ہوتا اور میں وقت فارغ کر سکتا تو میں بھی امام احمد بن حنبل جیسی راتیں گزارتا، انہوں نے کہا یہ اسکا عمل ایسا تھا کہ اسکے دل کے اخلاص کی وجہ سے رب کریم نے اسے وہی درجہ عطا فرما دیا جو امام احمدؒ کا تھا۔

نیکی کی آرزو

اگر انسان عمل کر نہیں سکتا اسکی تمنا تو دل میں رکھ سکتا ہے، رز و تو دل میں رکھ سکتا ہے، ہم نیک نہیں بن سکے تمنا تو رکھ سکتے ہیں، ہم سر سے لے کر پاؤں تک اللہ رب العز کی شریعت کے مطابق نہیں بن سکے تمنا تو رکھ سکتے ہیں، تو نیت کر لینے سے بسا اوقات انسان کو وہ نعمتیں مل جاتی ہیں جو عمل پر بھی اسکو نہیں ملا کرتیں، اس لئے آج اس محفل میں ہم ایک نیت تو یہ کریں کہ ہم آج

کے بعد اپنی پوری زندگی اللہ رب العزت کے حکموں کے مطابق اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے سنتوں کے مطابق گزاریں گے۔

بندہ اختیاری اعمال کرے

علماء نے لکھا ہے کہ صدق دل کی علامت یہ کہ جو انسان کے بس میں ہو وہ کرلے اک بندہ کہتا ہے کہ جی میں یہ چاہتا ہوں اب کیسے پتہ چلے کہ وہ ٹھیک کہہ رہا ہے یا غلط تو صدق دل کی علامت یہ لکھی گئی کہ جتنا اسکے اختیار میں ہے وہ اگر کرلے گا تو اللہ اسے وہ اجر بھی عطا کردے گا جو اسکے اختیار سے باہر ہوگا، اس لئے قیامت کے دن کتنے لوگ ایسے ہونگے کہ جو دنیا کے اندر بڑے امیر گزرے ہونگے امرا کے اندر انکا شمار ہوگا مگر قیامت کے دن اللہ تعالی فقراء میں انکو شمار فرمائیں گے اور کتنے لوگ ایسے ہونگے کہ جو دنیا میں نان شبینہ کوترستے تھے فاقوں میں زندگی گزارتے تھے مگر قیامت کے دن قارون کے ساتھ انکا حشر کردیا جائے گا اس لئے کہ دل کی نیت انکی وہی تھی جو قارون کے دل کے اندر تھی تو یہ دل کی نیت پر منحصر ہے اگر ہمارے دل میں یہ نیت ہوگی کہ ہم اللہ رب العزت کی معارفت کو حاصل کانا چاہتے ہیں اسکی محبت سے اپنے دل کو لبریز کرنا چاہتے ہیں عین ممکن ہے یہ اسی نیت کو اللہ قبول کرکے قیامت کے دن اپنے چاہنے والوں کی جماعت میں شامل فرمالے گا۔

اخلاص کی بات

فقیہ ابواللیث ثمر قندیؒ سے کسی نے پوچھا یہ ہم اخلاص کے بارے میں بڑا کچھ سنتے رہتے ہیں، حضرت ہمیں کوئی مثال دے کر سمجھائیں یہ اخلاص کیا ہوتا ہے؟ مخلص کون ہوتا ہے؟ عجیب مثال سے انہوں نے بات سمجھائی فرمانے لگے تم نے کبھی بکریوں کا چرواہا دیکھا؟ جی کہ جب وہ نماز پڑھتا ہے

تو اسکے اردگرد بکریاں موجود ہوتی ہیں تو یہ بتاؤ کہ کبھی اسکے دل میں یہ خیال گزرا کہ میری اس عبادت پر میری بکریاں میری تعریف کریں گی، اس نے کہا نہیں، اسکے دل میں خیال بھی کبھی نہیں آیا ہوگا کہ اس عبادت پر میری بکریاں میری تعریف کریں گی، فرمانے لگے کہ یہ مخلص بندے کی نشانی ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان بیٹھ کر اللہ تعالی کی عبادت کرتا ہے اسکے دل میں ذرا بھی یہ توقع نہیں ہوتی کہ لوگ میری عبادت کی تعریف کریں، جیسے کسی کو بکریوں سے تعریف کی امید نہیں ہوتی اسی طرح اسکے دل میں بھی لوگوں سے کوئی امید نہیں ہوتی

جسکا عمل ہو بے غرض اسکی جزا، کچھ اور ہے

ذرے کا پہاڑ

ہیرا اور موتی دیکھنے میں کتنا چھوٹا ہوتا ہے، مگر قیمت کے اعتبار سے کتنا زیادہ ہوتا ہے، جس عمل میں بھی اخلاص ہوگا وہ ہیرے اور موتی کے مانند ہوگا، حضرت مجد الف ثانیؒ نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ میں بیٹھا ہوا کچھ لکھ رہا تھا مکتوبات وعظ ونصیحت کی باتیں، قلم ٹھیک نہیں چل رہا تھا، تو میں نے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر ذرا اس کو ٹھیک کیا تو سیاہی لگ گئی، فرماتے ہیں کہ میں لکھتا رہا کچھ دیر کے بعد مجھے قضائے حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی تو جب میں بیت الخلاء میں گیا اور ضرورت سے فارغ ہونے کے لئے بیٹھنے لگا تو اچانک میری نظر اس سیاہی پر پڑی تو میرے دل میں خیال ہوا کہ جس سیاہی کو میں اللہ کے کلام اور نبی علیہ السلام کے فرمان کے لکھنے میں استعمال کرتا ہوں اگر میں اپنی ضرورت سے فارغ ہوا اور طہارت کے لئے پانی استعمال کیا تو یہ سیاہی دھل کر اس نجاست کے اندر شامل ہو جائے گی، یہ چیز مجھے ادب کے خلاف محسوس ہوئی، میں نے اپنے تقاضے کو دبایا بیت الخلاء سے باہر واپس آیا، اور پاک جگہ پر اس سیاہی کو میں نے دھولیا، جیسے ہی پاک جگہ پر دھویا اسی وقت الہام ہوا احمد سرہندی

تیرے اس عمل کی وجہ سے ہم نے جہنم کی آگ کو تیرے اوپر حرام کر دیا، اب عمل کتنا چھوٹا ہے مگر چونکہ اخلاص تھا مغفرت کا سبب بن گیا۔

تین باتوں کا اہتمام

انسان دل میں نیت یہی رکھے کہ میں اللہ رب العزت کی فرمانبرداری والی زندگی گزارنا چاہتا ہوں اس لئے تین باتیں اللہ کے لئے خاص ہیں۔

(۱)... ایک ''رجوع'' کوشش کی جائے کہ ہمیشہ اللہ کی طرف رجوع رہیں گے اسے کہتے ہیں انابت الی اللہ رجوع الی اللہ منیبین الیہ ثم اناب یہ انابت ہمیشہ دل میں اللہ رب العزت کی طرف ہو۔

(۲) دوسرا ''حتیاج'' کہ انسان ضرورت کے وقت ہمیشہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہو، کوئی بھی ضرورت ہوحتی کے جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اپنے پروردگار سے مانگے۔

(۳)... اور تیسری چیز ''اعتماد''، ہمیشہ اللہ رب العزت کے وعدوں پر کوئی بھی کام کیا جائے اللہ تعالی پر بھروسہ رکھے، جس بندے کے یہ تین عمل ٹھیک ہوں گے، اسکی زندگی شریعت اور سنت کے مطابق بن جاتی ہے، آج کے دور میں تین باتوں میں قول اور فعل کا تضاد بہت ہو گیا ہے، پہلی بات تو یہ کہ ہم کہتے ہیں ہم اللہ رب العزت کے بندے ہیں مگر کام آزاد لوگوں جیسے کرتے ہیں، زندگی ایسے گزارتے کہ ہیں جیسے ہم من مرضی کے مالک ہوں اور زبان سے کہہ بھی دیتے ہیں کہ ہم وہ کریں گے جو ہماری مرضی ہوگی، بھئی جب کلمہ پڑھ لیا تو ہماری مرضی تو گئی، اب تو رب کی مرضی چلے گی، ہماری مرضی نہیں چلے گی، جو شریعت کا حکم ہوگا بس اب اسی کو فضیلت دیں گے۔

ذرا غور کریں

ہم اللہ تعالی کے بندے ہیں اسکی ملک ہیں وہ ہمارا مالک ہے اللہ تعالی کو بندوں پر اختیار بہت زیادہ ہے بنسبت اس کے جو ایک بندے کو غلام کے اوپر ہوتا ہے، تو غلام سے کیا توقع کی جاتی ہے کہ ہر بات میں وہ اپنے آقا کی بات مانے، کیا ہم بھی اپنے پروردگار حقیقی کی بات اسی طرح مانتے ہیں؟ تو زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم بندے اللہ تعالی کے ہیں لیکن کام آزاد لوگوں والے کرتے ہیں، ہمیں اپنی کوتاہیاں نظر نہیں آتیں؟ باقی سب لوگوں کے اندر عیب نظر آتے ہیں، اسی لئے کسی عارف نے کہا کہ اے دوست تم لوگوں کے عیب اس طرح نہ دیکھو کہ جیسے تم لوگوں کے آقا ہو بلکہ اس طرح سے دیکھو کہ جیسے تم بھی کسی کے غلام ہو، دوسری بات کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ رب العزت ہمارا رازق ہے رزق دینے والا ہے لیکن دلوں کو اطمینان اس وقت تک نہیں آتا کہ جب تک کہ سب کچھ اپنے پاس حاصل نہیں کر لیتے، زبان سے کہتے ہیں یہ اللہ کے وعدے سچے مگر رزق کے معاملے میں جب تک آنکھ سے نظر نہیں آجاتا کہ اب سب کچھ آگیا ہے جیب میں موجود ہے اس وقت تک یقین نہیں ہوتا اس لئے جب بندہ دینداری کی زندگی گزارتا ہے طالب علم بننا چاہتا ہے سب سے پہلے گھر والوں کا یہی سوال ہوتا ہے کہ کھاؤ گے کہاں سے؟ سمجھ ہی میں نہیں آتی یہ بات کہ اللہ رب العزت رزق کیسے پہنچائیں گے؟۔

ایک صاحب بیرون ملک میں ملے وہ کہتے تھے کہ میں تقلید کو نہیں مانتا، فلاں کو نہیں مانتا، کچھ باتیں کرنے کے بعد مجھے کہنے لگے یہ آپ لوگوں کو اللہ اللہ کے سوا اور کوئی کام نہیں؟ تو میں نے اسکے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ اللہ کے بندے اللہ کے واسطے قیامت کے دن یہی گواہی دے دینا کہ ان لوگوں کو اللہ اللہ کے سوا کوئی کام ہی نہیں تھا، تو زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ رب العزت ہمارے رازق ہیں، مگر ہمیں اس وقت تک یقین نہیں ہوتا جب تک کہ ہماری جیب میں کچھ آ نہیں جاتا۔

فکر آخرت

تیسری بات اللہ رب العزت سے ملاقات کے لئے تیاری کی ضرورتیں اس بات کوتو ہم سب مانتے ہیں مگرزندگی ایسے گزارتے ہیں کہ جیسے ہمیں مرنا ہی نہیں ہر بندہ کہے گا کہ جی موت آنی ہے لیکن اگر پوچھا جائے کہ اسکی تیاری کتنے کی؟ تو ہم میں سے کوئی بھی ہاتھ کھڑا نہیں کرے گا، تو ہمیں موت کی تیاری کس طرح سے کرنی چاہیئے ہم نہیں کر پاتے دنیا ہی کے معاملات میں الجھے ہوئے ہوتے ہیں، دنیا انسان کے جسم کو بوڑھا کردیتی ہے اور اسکی آرزوں کو جوان بنادیتی ہیں عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ آرزوئیں بھی جوان ہوتی چلی جاتی ہیں ہم اپنے کاموں کو سمیٹتے نہیں ہیں یہ تو ایسا ہی ہوا کہ جیسے برات والے گھر پہنچ گئے تھے اور لڑکی والے لڑکی کے کان کہیں سلوانے گئے ہوئے تھے اسی طرح کھڑے پیر انسان کے لئے وقت آئے گا اور سب کچھ سمیٹ کر جانا پڑے گا۔

اچھا ذرا سوچیے ایک مثال کہ اگر کسی دن ہم کام کرنے بیٹھے ہوئے ہوں اور کوئی آکر کہے کہ ابھی اٹھ کر چلو فلاں شہر فلاں کام کے لئے جانا ہے اس وقت ہمیں کتنی مصیبت نظر آتی ہے کہ یار مجھے اسکام کو کرنا ہے اور بھی دوسرے کام ہیں اسی پر موت کو قیاس کرو کہ جب ملک الموت آئیں گے وہ تو اچانک لیکر چلے جائیں گے، اس موت کی تیاری ہمیں اسی زندگی میں کرنی ہے اسکے لئے ہمیں کوئی الگ سے وقت نہیں ملے گا

اچھے سالک کی علامت

اسی لئے علماء نے لکھا کہ جو اچھا سالک ہوتا ہے اسکی تین علامتیں ہوتی ہیں

(۱) وہ اپنے دل سے دنیا کو ٹھکرا دیتا ہے اور دنیا سے نگاہیں ہٹا کر آخرت پہ نگاہیں جمالیتا ہے، اسلئے کہ دنیا فانی ہے اور ایک نہ ایک دن ہمیں چھوڑ

کر جاتا ہے تو اس دھوکے والے گھر سے اسکا دل کٹ جاتا ہے اور آخرت کی طرف طبیعت مائل ہوجاتی ہے، جب ایسی کیفیت ہو تو پھر انسان دنیا کے پیچھے نہیں پڑتا پھر دنیا اسکے پیچھے آتی ہے، دنیا آخرت کے سائے کے مانند ہے سائے کے پیچھے بھاگو گے تو یہ سایہ کبھی نہیں ملے گا لیکن آخرت کو بنائیں گے تو دنیا خود بخود پیچھے آتی چلی جائے گی انسان کو بن مانگے دنیا تو مل سکتی ہے لیکن بن مانگے آخرت نہیں مل سکتی اس کے لئے محنت کرنی پڑے گی۔

(۲)...... وہ موت کو محبوب سمجھتا ہے، اور آج تو حالت یہ ہے کہ گھر میں اگر آپ موت کا نام لے دیں تو عورتیں نام بھی سننا پسند نہیں کرتیں اور ہمارے اکابرین کا یہ حال تھا کہ موت کو یاد کرنے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے سیدنا عمرؓ نے ایک انگوٹھی بنوائی اور اس پر لکھوایا [کفی بالموت واعظا] موت ہی نصیحت کے لئے کافی ہے اور ایک آدمی کو اس بات پر متعین کیا کہ مختلف محفلوں میں ساتھ رہو اور موقع کی مناسبت سے موت کا تذکرہ چھیڑتے رہا کرو ذرا سوچئے کہ کیا ہم بھی اپنی موت کو یاد کرنے کا کوئی ایسا اہتمام کرتے ہیں، اسی وجہ سے غفلت میں پڑ جاتے ہیں تو سالک کی دوسری پہچان کہ وہ اپنی موت کو محبوب سمجھتا ہے، اسلئے حضرت عمرؓ نے صحابہ کرام کو فرمایا تھا جب رومی کو خط لکھا تھا کہ میرے ساتھ ایک ایسی قوم ہے جو موت کا پیالہ پینا اس طرح پسند کرتی ہے جیسے تم شراب کا پیالہ پینا پسند کرتے ہو، صحابہ کرام جب ملک الموت کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ کتنا اچھا مہمان آیا ہم تو اتنے عرصے سے تمہارا انتظار کرتے تھے۔

(۳)...... وہ صلحا کا مقبول ہو، یہ اچھے سالک کی پہچان ہوتی ہے، آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا ہوگا کہ وہ علماء ہی پر اعتراض کرتے رہتے ہیں ان کا تصوف میں کوئی حصہ حاصل نہیں جنکو علماء سے حسن ظن حاصل نہیں۔ اور کچھ لوگ علم کے ہی مخالف ہوتے ہیں علم تو ذکر وسلوک کے راستے میں رکاوٹ نہیں بلکہ معاون ہوتا ہے، چنانچہ حسن بصریؒ نے فرمایا کہ میں اور میرا ایک اور ساتھی ہم اکٹھے

سلوک کے راستے پر چلے، لیکن اللہ تعالی نے میرے لئے منزل زیادہ آسان کردی کیوں کہ میں علم میں اپنے بھائی سے بڑھا ہوا تھا تو صلحا میں مقبول ہو، وہ مراد بنے جیسے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے مراد بنے جیسے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مراد بنے اور جیسے امیر خسروؒ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی مراد بنے، انکے شیخ ان سے اتنا خوش تھے فرمایا کرتے تھے کہ اگر شریعت اجازت دیتی کہ دو بندواں کو ایک قبر میں دفن کیا جائے تو میں وصیت کر جاتا کہ مجھے اور امیر خوسرو کو ایک ہی قبر میں دفن کیا جائے، حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کے متعلق بھی اسی طرح کے الفاظ کہے ہیں فرماتے تھے کہ اگر قیامت کے دن رب کریم نے مجھ سے پوچھا کہ تو میرے پاس کیا لایا تو میں ثناء اللہ کو پیش کردوں گا، تو اول تو مراد بنے اور اگر نہیں بن سکتا تو کم از کم مرید تو بنے، ارادت تو دل میں ہو، آج کے دور میں تو ارادت بھی خالی خولی ہوتی ہے، مرید چاہتا ہے کہ میں پیر بن کر رہوں اور پیر سے توقع کرتا ہے کہ وہ مرید بن کر رہے ارادت چوں کہ پختہ نہیں ہوتی اسلئے بہت سارے فیوضات سے انسان محروم ہا جاتا ہے۔

عجیب واقعہ

کتابوں میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے ایک بزرگ تھے ان سے تعلق رکھنے والے لوگ بہت زیادہ تھے، وقت کے بادشاہ کو خطرہ ہوا کہ اسکے مریدین زیادہ ہوتے جارہیں ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ تیرے لئے کوئی خطرہ تو اس نے انہیں بلا کر پوچھا بزرگ نے کہا کہ تجھے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اسلئے کہ یہ جو بھیڑ جمع ہے اسمیں مریدین تھوڑے ہیں اس نے کہا کہ نہیں میں نے سنا ہے کہ لاکھوں آپکے چاہنے والے ہیں، فرمانے لگے کہ آپ کو غلط اطلاع ملی ہے ایسا نہیں اس نے کہا کہ نہیں ہم تو خود دیکھتے ہیں کہ سینکڑوں روز آتے جاتے ہیں

انہوں نے کہا کہ جناب ایسا نہیں ہے میرے تو اس میں کل ڈیڑھ مرید ہیں، تو جب ڈیڑھ مرید کہا تو بادشاہ بھی حیران کہا کہ یہ لاکھوں کا مجمع اور آپ کہتے ہیں کہ ڈیڑھ مرید انہوں نے کہا کہ جی ہاں، اس نے کہا کہ جی میں نہیں مانتا بزرگ نیکہا میں آپ کو طریقہ بتا دیتا ہوں چیک کرنے کا آپ آزمالیں، چنانچہ انہوں نے بادشاہ کو ایک ترکیب بتائی تو بادشاہ نے اعلان کروایا کہ جتنے بھی انکے تعلق رکھنے والے ہیں وہ سارے کے سارے کے فلاں جگہ جمع ہو جائیں لاکھوں کا مجمع اب وہاں پر بادشاہ نے یہ اعلان کیا کہ بھئی دیکھو اس شیخ سے ایک ایسی غلطی ہوئی کوتاہی ہوئی کہ جسکی وجہ سے آج انکو قتل کرنا ضروری ہے ہاں اگر انکے بدلے کوئی اپنی جان پیش کر سکتا ہے تو پھر ہم انکو معافی دینے کے بارے میں سوچ سکتے ہیں، اب کون ہاتھ کھڑا کرے وہیں سے لوگوں نے جانا شروع کر دیا تھوڑے سے رہ گئے اس نے کہا کہ بھئی ہے کوئی جو انکی جگہ پر اپنے آپ کو پیش کرے تو ایک مرد آگے بڑھا اور اسنے کہا کہ جی ہاں آپ بے شک مجھے قتل کر دیں اور میرے شیخ کو آپ چھوڑ دیجئے، چنانچہ بادشاہ نے خیمہ لگایا ہوا تھا اور خیمہ کے اندر ایک بکری بھی پہنچائی گئی چنانچہ وہ اس مرید کو جو کہتا تھا کہ مجھے آپ بے شک قتل کر دیں اسکو اس خیمہ میں پہنچا دیا اور اس بندے کی بجائے وہاں جا کر اس بکری کو ذبح کر دیا گیا جب بکری کا خون باہر نکلا تو سارے افراد نے دیکھا کہ بندے کو تو قتل کر دیا گیا، اب خوف وہراس اور بڑھ گیا پھر اس نے اعلان کیا کہ بھئی ایک بندے کی اور ضرورت ہے کوئی اور ہے دوسرا جو اپنے آپ کو پیش کرے اب تو خون بھی دیکھ چکے تھے اب کون اپنے آپ کو پیش کرتا، چنانچہ سب خاموش جب بار بار پوچھا تو ایک عورت نے کہا کہ جی ہاں میں بھی اپنی جان پیش کرتی ہوں مجھے قتل کر لو اور میرے شیخ کو تم چھوڑ دو، اس کے بعد پھر کسی اور نے ہاتھ نہیں کھڑا کیا تو شیخ نے کہا کہ میں نہیں کہتا تھا کہ آپ کو لاکھوں کا مجمع نظر آتا ہے مگر میرے مرید تو اس میں ڈیڑھ ہی ہیں، بادشاہ نے کہا کہ ہاں ٹھیک

ہے مرد کی گواہی پوری اور عورت کی آدھی تو آپ نے ٹھیک کہا کہ مرد پورا مرید اور عورت آدھی مرید اس نے کہا کہ نہیں اسکا الٹ ہے مرد آدھا مرید تھا عورت پوری مرید تھی کہ جس نے خون اپنی آنکھوں سے دیکھا اور پھر اپنی جان دینے کے لئے تیار ہوگئی تو ارادت کہتے تو ہیں، مگر ارادت کی پختگی آج ہر ایک کو حاصل نہیں ہے، اسی بنا پر پھر مقصود ہر ایک کو حاصل نہیں ہوتا چنانچہ تین باتیں لوہے کی لکیر ہیں انکو اپنے سینوں پر لکھ لیجئے ہمیشہ انکو سچا پائیں گے۔

لوہے کی لکیر

......(۱) سب سے پہلی بات کہ جو بندہ اپنے باطن کو درست کر لیتا ہے اللہ تعالی اسکے ظاہر کو سنوار دیا کرتے ہیں، آج کل کہتے ہیں کہ میرے لئے یہ رکاوٹ ہے اور وہ رکاوٹ ہے یہ رکاوٹیں اسی لئے ہیں کہ من میں خرابیاں ہوتی ہیں، جو بندہ اپنے من کو صاف کر لے گا ایک وقت آئے گا کہ اللہ تعالی سب رکاوٹوں کو دور فرمادیں گے، ناموافق حالات کو اللہ تعالی موافق بنادیں گے، تو پہلی بات کہ جو بندہ اپنے باطن کو درست کر لیتا ہے اللہ رب العزت اسکے ظاہر کو بھی درست فرمادیتے ہیں۔

......(۲) دوسری بات جو بندہ اپنی آخرت کو سنوار لیتا ہے اللہ رب العزت اسکی دنیا کو بھی سنوار دیتے ہیں،

......(۳) تیسری بات جو بندہ اپنا معاملہ اپنے پروردگار کے ساتھ درست کر لیتا ہے اللہ تعالی اس کا معاملہ مخلوق کے ساتھ بھی درست فرمادیتے ہیں آج سوچتے ہیں نوجوان کہ جی میں کیا کروں چہرہ پر سنت سجاؤں گا امی ناراض ہو جائیگی، ابو ناراض ہو جائیں گے، فلاں ناراض ہو جائے گا، نہیں شریعت کے معاملہ میں اللہ رب العزت کی رضا سب سے پہلے ہے لاطاعة المخلوق فی معصية الخالق

اللہ رب العزت کی اطاعت سب سے پہلے ہے خاوند کہتا ہے کہ دعا کرو بیوی دین کے معاملے میں ہم سے کوتعاون نہیں کرتی، بیویاں کہتی ہیں دعا کرو دین کے معاملے میں خاوند ہمارا ساتھ نہیں دیتے لیکن ایسی بات نہیں ہوتی اگر یہ میاں یا بیوی اپنے تعلق کو اللہ کے ساتھ ٹھیک کرلیں اللہ تعالی اسکے اور مخلوق کے معاملے کو خود بخود ٹھیک کردے گا، چور اپنے اندر ہوتا ہے ہم اسے کسی اور جگہ ڈھونڈھ رہے ہوتے ہیں ہمیں نظر آتا ہے کہ یہ اولاد ٹھیک نہیں ہے لیکن وہ اولاد میں چور نہیں ہے، چور ہمارے دل کے اندر ہے، ہم اگر اپنے آپ کو سو فیصد شریعت کے اوپر جمالیں گے تو اللہ رب العزت ہمارے اور مخلوقات کے درمیان کے تعلقات کو درست فرمادیں گے اور اگر ہم یہ کہیں کہ جی ہم تو جیسے ہیں سو ہیں بس اولاد ٹھیک ہوجائیں ویسے بھی تو اولاد ٹھیک نہیں ہوتی ہمارے ایک بزرگ تھے انکے پاس ایک بندہ اپنے بیٹے کو لیکر آیا حضرت جی دعا کرو کہ یہ میرا بیٹا نیک بن جائے اور وہ معصوم دودھ پیتا بچہ انہوں نے اس کے چہرہ پر ہاتھ پھیر کر کہا، اچھا ہم دعا کرتے ہیں کہ پہلے اللہ باپ کو نیک بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

تصوف کا پہلا قدم

یادرکھیں جو انسان اللہ رب العزت کے خلاف بغاوت کا علم بلند کرتا ہے پھر اللہ رب العزت اس کی دنیا کو بھی برباد کردیتا ہے تو تصوف وسلوک کا پہلا قدم یہ کہ انسان حتی الوسع کوشش کرے کہ اللہ رب العزت کی نافرمانی نہ کرے اسکا مطلب کیا ہے کیا وہ فرشتہ بن جائیگا؟ نہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ دل میں نیت یہی رکھے اگر کسی وقت نفس غالب آئے، شیطان بہکائے اور گناہ کروائے تو فوراتوبہ کے ساتھ، اس نیت کا ارادہ کرے نیت ہر وقت دل میں یہی رکھے کہ میں نے اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرنی ہے، اسلئے گناہوں کی

وجہ سے آج روحانی حالتیں بہت زیادہ ابتر ہو چکی ہیں،

حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ

ہمارے سلسلہء عالیہ کے بزرگ تھے مرزا مظہر جان جاناںؒ بڑے ہی با خدا اور صاحب کشف بزرگ تھے ان کے بارے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب میں لکھا کہ اس وقت مرزا صاحب جیسا صاحبِ روحانیت شخص مجھے پوری دنیا میں نظر نہیں آتا، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے لکھتے ہیں انہوں نے اپنے گھر کے ساتھ مسجد بنائی ہوئی تھی وہ روزانہ کی نمازیں تو باجماعت وہاں پڑھتے تھے البتہ جمعہ پڑھنے کے لئے وہ دہلی کی جو جامع مسجد ہے وہاں جایا کرتے تھے چتلی قبر میں حضرت کا گھر تھا اور چند سو قدم کے فاصلے سے وہ مسجد تھی جامع مسجد تو چونکہ حضرت باہر نہیں نکلتے تھے اس لئے مریدین ملنے کے لئے دیکھنے کے لئے تڑپا کرتے تھے، جمعہ کے دن صرف آتے تھے اس لئے ملنے والے ان سے مل لیتے تھے مگر وہ کیا کرتے کہ جیسے ہی مسجد میں داخل ہونے لگتے تھے تو اپنے چہرے کے اوپر کپڑا لے لیتے تھے رومال لے لیتے تھے، اب جو لوگ دیکھنے والے تھے وہ بے چارے اور پریشان ہوتے تو انکا ایک خادم تھا اس نے ایک دن پوچھ لیا کہ حضرت لوگ آپ سے اتنی محبت کرتے ہیں اور آپکا دیدار کرنا چاہتے ہیں اور آپ کا معاملہ یہ کہ آپ چھ دن تو باہر نکلتے نہیں اور اگر ساتویں دن نکلتے ہیں تو اپنا چہرہ ہی چھپا لیتے ہیں تو انہوں نے خادم کو بلایا اور وہی اپنا رومال اس کے سر پر ڈال دیا، خادم نے تو چیخ ماری اور بے ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو پوچھا کہ بھئی کیا بنا تو اس نے بتایا کہ جیسے ہی انہوں نے میرے سر پر رومال ڈالا میں نے لوگوں کی طرف دیکھا تو مجھے مسجد میں چند انسان نظر آئے اور باقی کتے بلی پھرتے ہوئے نظر آئے ان کی روحانی شکلیں جو گناہوں کے سبب تھیں وہ انکو نظر آتی تھی تو مرزا صاحب نے فرمایا کہ

دیکھو یہ کیفیت ہے میری اس وجہ سے میں اپنے چہرے کو چھپالیتا ہوں کہ میری نظر ہی نہ پڑے مجھے کسی سے بدگمانی نہ پیدا ہو، تو تصوف وسلوک کا نچوڑ یہ کہ ہم اپنی پوری زندگی شریعت وسنت کے مطابق بنائیں سر سے لے کر پاؤں تک ہم اپنے رب کی فرمانبرداری والی زندگی کو اختیار کریں، یہ تمنا اپنے دل میں ہر وقت رکھیں ورنہ گناہوں کا وبال ہمیں اپنی زندگی میں خود بھی دیکھنا پڑے گا،

تین گناہ گناہوں کی جڑ

تین گناہ تمام گناہوں کی بنیاد ہیں

(۱) سب سے پہلا گناہ ''تکبر'' یہ ماں ہے پھر عجب خود پسندی یہ سب اسی تکبر کے اندر سمائی ہوئی ہیں، عرش کے اوپر اللہ رب العزت کی نافرمانی اس گناہ کی وجہ سے ہوئی شیطان نے تکبر کیا۔

(۲) دوسرا گناہ ''حرص'' یہ جو حرص ہے بہت بڑی مصیبت ہے نوجوان میں جو شہوت ہوتی ہے وہ حرص ہی کی اولاد ہے، اصل بنیاد حرص ہوتی ہے اب ایک آدمی کا نکاح ہو گیا بیوی نیک ہے محبت کرنے والی ہے لہذا اس کی گھر کی زندگی خوشی سے گزرنی چاہیئے، مگر نہیں اس کی نظر کسی اور پر ہے، کس وجہ سے حرص کی وجہ سے، حضرت آدم علیہ السلام سے جو بھول ہوئی تھی جنت میں اس کی بنیاد کیا بنی تھی؟ حرص، یہ اچھی بھی ہوتی ہے بری بھی ہوتی ہے، ان کے دل میں یہ تھا کہ مجھے ہمیشہ جنت میں رہنے کا موقعہ ملے اللہ تعالی کا قرب نصیب ہو۔

(۳) اور تیسرا گناہ ''حسد'' یہ جو کینہ دل میں ہوتا ہے ایمان والوں کے خلاف، یہ حسد کی وجہ سے ہوتا ہے، اور سب سے پہلا قتل کا جو گناہ ہوا وہ حسد کی وجہ سے ہوا کہ ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو قتل کر دیا۔

ان تین گناہوں سے ہم بچنے کی پوری کوشش کریں، تو یہ تین گناہ بنیاد ہیں ان گناہوں سے بچنے کے لئے پوری کوشش کرنے کی ضرورت ہے عمر

گذرتی جاتی ہے اور انسان گناہوں کو چھوڑنے کی بجائے گناہ کی عادت میں پختہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

بوڑھوں کے لئے عبرت

سیدنا عمرؓ ایک دفعہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوئے تو کیا دیکھا کہ نبی علیہ السلام کی مبارک آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے ہیں عمرؓ بڑے پریشان ہوئے اے اللہ کے محبوب آپ کیوں رو رہے ہیں؟ تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ابھی میرے پاس جبرئیل آئے تھے اور وہ آ کر مجھے کہنے لگے کہ جو بندہ کلمہ پڑھ لیتا ہے اور کلمہ پڑھتے پڑھتے اسکے بال سفید ہو جاتے ہیں اس بوڑھے کو مجھے عذاب دیتے ہوئے حیا آتی ہے، تو میں اس بات پر رو رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو تو بوڑھے کو عذاب دیتے ہوئے حیا آتی ہے مگر بوڑھے کو اللہ کی نافرمانی کرتے کرتے کیوں حیا نہیں آتی۔

اس لئے ایک بزرگ تھے انہوں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹے! گناہ نہ کر اللہ سے حیا کر اور اگر اللہ سے حیا نہیں تو مخلوق سے حیا کر اور اگر مخلوق سے حیا نہیں تو اپنے آپ کو جانوروں میں شمار کر،

کامیابی کے تین گر

آج کی پہلی محفل میں تین باتیں آپ اپنے دلوں میں محفوظ کر لیجئے کہ

(۱)......سالک کامیاب تب ہوتا ہے کہ اس کے دل میں گناہوں سے بچنے کے لئے اللہ کا خوف موجود ہو، جو بندہ کہے کہ جی میرے دل میں اللہ کا بڑا خوف ہے اور پھر ارادے سے گناہ کا ارتکاب کرے سمجھ لو کہ یہ غلط بیانی کر رہا ہے اللہ تعالیٰ کے خوف کی پہچان یہ کہ انسان نافرمانی سے بچ جاتا ہے۔

(۲)......دوسری بات کہ ایک آدمی دل میں اللہ رب العزت سے نیک امیدیں

رکھے اور نیک امید رکھنے کی پہچان کہ بندہ ہر وقت عبادت میں مشغول رہے جو کہے کہ جی مجھے اللہ سے بڑی نیک امیدیں ہیں اور نمازیں بھی پوری نہ پڑھتا ہو، تو سمجھ لو کہ اسکی امید ٹھیک نہیں ہے اسکی امید غلط ہے۔

(۳)......اور تیسری بات یہ کہ اس بندے کو ہر وقت اللہ رب العزت کا دھیان نصیب رہے، یاد رکھیں ہر چیز کی پہچان ہوتی ہے محبت کی پہچان دھیان ہوتا ہے، کسی کو محبت ہو کسی سے تو ہر وقت اس کا خیال رہے گا اس کا دھیان رہے گا، وہ بندہ آپ کو سوچوں میں گم نظر آئے گا، اللہ تعالی سے بھی محبت کرنے والوں کا یہی معاملہ ہے، وہ بھی ہر وقت اللہ تعالی کی سوچوں میں گم ہوتے ہیں اللہ کے خیال میں، اللہ تعالی کے دھیان میں، وہ آپ کو گم نظر آئیں گے، اسی کو وقوف قلبی کہتے ہیں، تو ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ لیٹے بیٹھے چلتے پھرتے ہر وقت ہم اپنے دل میں اپنے رب کا دھیان رکھیں۔

ناکامی کی تین چیزیں

تین چیزیں ایمان ضائع ہونے کا سبب بنتی ہیں

(۱)......سب سے پہلی بات کہ جو انسان ایمان کی نعمت پر اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا اسکے ایمان سلب ہونے کے چانس زیادہ ہوتے ہیں کیوں کہ جس نعمت پر اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے اللہ تعالی اس نعمت کو واپس لے لیتے ہیں، نعمت تب باقی رہتی ہے جب انسان اس نعمت پر اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے اس لئے دعائیں سکھلا دیں گئیں رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا و بسیدنا محمد ﷺ نبیا ورسولا، تو ہم اپنے دل میں بھی یہی سوچیں ہم اپنے رب سے راضی ہیں وہ ہمارا پروردگار ہے ہم نبی علیہ السلام سے راضی ہیں وہ ہمارے آقا اور سردار ہیں اور ہم دین سے راضی ہیں کہ اللہ رب العزت نے ہمیں یہ نعمت عطا فرمائی تو پہلی بات کہ ہم نعمت ایمان پر ہم اللہ کا شکر ادا کریں

(۲)......اور دوسری بات ایمان کے سلب ہونے کے بارے میں متفکر رہیں جو انسان ایمان سلب ہونے سے بے پرواہ ہوجاتا ہے ایمان وہ ایمان سے کئی مرتبہ محروم ہوجاتا ہے بھئی جب ایک آدمی کو دھیان ہی نہیں کسی چیز کا تو صاف ظاہر ہے کہ وہ نعمت اس سے چھن جائے گی، اس لئے کتابوں میں لکھا ہے کہ کتنے لوگ ایسے ہیں کہ زندگی بھران کا نام مسلمانوں کی فہرست میں رہتا ہے مگر موت کے وقت مسلمانوں کی فہرست سے نام خارج کردیا جاتا ہے، حدیث پاک میں آیا کہ قرب قیامت میں ایسا وقت آئے گا صبح میں ایک آدمی ایمان والا ہوگا اور جب شام سونے کے لئے بستر پر جائے گا ایمان سے خالی ہوگا، اس کی وجہ کیا ہوگی؟ کہ شک پیدا کرنے والی باتیں اس زمانہ میں عام ہوجائیں گی، کبھی اللہ کے بارے میں شک، کبھی نبی ﷺ کے بارے میں کبھی دین کی باتوں میں یہ شک بندے کے ایمان کو ضائع کردیتا ہے۔

(۳)......اور تیسری بات دینداروں سے نفرت ہونا آپ نے دیکھا ہوگا کئی لوگوں کو کہتے ہیں جی ہمیں مولوی اچھے ہی نہیں لگتے یا کوئی بھی دیندار چہرا ہم کو اچھا نہیں لگتا تو جس بندے کو دینداروں سے نفرت ہو اس بندے کا ایمان سلب ہوجاتا ہے یہ تین باتیں بہت اہم ہیں ایک نعمت ایمان پر اللہ تعالی کا شکر ادا کریں، دوسرا ایمان کی حفاظت کے لئے اللہ سے ہمیشہ دعائیں مانگتے رہیں اور تیسرا دینداروں کے ساتھ محبت رکھیں۔

خلاصۂ کلام

ہمارے مشائخ نے کہا کہ تمام آسمانی کتابوں کا اگر نچوڑ نکالیں تو تین باتیں بنتی ہیں

(۱)......پہلی بات کہ انسان کے دل میں سب سے زیادہ خوف اللہ رب العزت کا ہو، تاکہ وہ گناہوں سے بچ سکے۔

(۲)......اور دوسری بات کہ بندے کے دل میں اللہ تعالی سے امید اس کے خوف سے بھی زیادہ ہوں

(۳)......اور تیسری بات کہ انسان اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرے۔

اب بتائیں ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ہماری غیبت کرے، ہم کسی کی کیوں کرتے ہیں؟ ہم چاہتے ہیں کوئی ہمارے ساتھ جھوٹ بولے ہم کیوں جھوٹ بولتے ہیں؟ ہم چاہتے ہیں کوئی وعدہ خلافی کرے، ہم کیوں وعدہ خلافی کرتے ہیں؟ ہم چاہتے ہیں کوئی ہماری عزت کی طرف بری نظر اٹھائے، ہم کیوں کسی کی عزت کی طرف بری نظر اٹھائیں؟ تو جو ہم اپنے لئے پسند کرتے ہیں وہی ہم اپنے بھائی کے لئے پسند کریں اور یہ چیزیں تب نصیب ہوتی ہیں جب انسان کی نیت کے اندر اخلاص ہوان سب کا دار ومدار انسان کی نیت پر ہے ہیہمارے ایک بزرگ جو بڑے مشائخ میں سے گذرے ہیں انہوں نے پنجابی میں عجیب وغریب اشعار کہے تو ایک شعر ہمارے اس مضمون کے ساتھ بہت منافقت رکھتا ہے لیکن ہمارے کئی دوستوں کو پنجابی سمجھ میں نہیں آئی گی تاہم کچھ اس کا اردو ترجمہ کرنے کی کوشش کی جائے گی فرماتے ہیں۔

جتی ستیاں رب مل داتے مل داداداں خسیانوں

لوگ کہتے ہیں کی جی میاں بیوی کا تعلق اللہ تعالی کی معرفت میں رکاوٹ ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر بھائی یہ ازدواجی زندگی سے ہٹ کر زندگی گزارنے سے رب ملتا تو یہ جو خسی جانور ہوتے ہیں پھر ان کو رب مل جایا کرتا انکی ازدواجی زندگی کوئی نہیں ہوتی۔

سر منایاں رب مل داں تے مل دا بھینڈ اسسیانو

اگر سر منڈا دینے سے رب ملتا تو اک بھیڑ ہوتی ہے جس کے سر پر بال نہیں ہوتے انکو رب مل جاتا۔

ناتے دھوتے رب مل داتے مل دا کمیا مچھیا نو

نہانے دھونے سے رب ملتا تو پھر مچھلیوں کو اور چھوٹے کو رب مل جاتا۔

رب مل داتے مل دانیتا اچھیانوں

اللہ تعالیٰ تو اچھی نیت والے کو ملتا ہے، ہم اپنی نیت اچھی کریں، ہر ایک کے بارے میں ہماری نیت خیر خواہی کی ہو، کوئی برا بھی کرے ہم اسکے ساتھ اچھا کریں۔

مؤمن کیسے زندگی گذارے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کسی نے برا بھلا کہا آپ نے اسکے ساتھ اچھائی کا معاملہ کیا تو دیکھنے والا بڑا حیران ہوا، حضرت اس نے ایسی بدتمیزی کی اور آپ اتنے اچھے اخلاق سے پیش آئے فرمایا کل اناء یترشح بما فیه ہر برتن کے اندر سے وہی نکلتا ہے جو برتن کے اندر موجود ہوتا ہے، اسکے اندر شر تھا شر نکلا اگر ہمارے اندر اللہ نے خیر ڈالی ہے تو ہم تو خیر کی بات ہی کریں گے، تو نیت صاف ہو اچھی ہو، کسی کے بارے میں بری نیت نہ ہو، یہ جو ہوتا ہے کہ فلاں کے بارے میں دل میں کینہ، یہ چیز انسان کے دل کو سیاہ کر دیتی ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ جی فلاں نے زیادتی کی اب ہمارے دل میں اس کے بارے میں دل میں کینہ نہ ہو تو اور کیا ہو؟ بھئی اچھائی والے کے بارے میں دل میں کینہ کوئی ہوگا کینہ تو اسی کے بارے میں ہوگا جو برا کرے مؤمن کی عظمت یہ ہے کہ جو برائی کرے اسکے بارے میں بھی دل میں کینہ نہ رکھے، اللہ کے لئے معاف کر دے۔

اس لئے لیلۃ القدر میں ہر گنہگار کی مغفرت ہوتی ہے سوائے چند ایک کے جن میں سے ایک وہ بندہ بھی ہے جس کے دل میں کینہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ شب قدر میں بھی اسکی مغفرت نہیں فرمایا کرتے، کوئی کتنا ہمارے ساتھ برا کیوں نہ کرے، زیادتی کیوں نہ کرے، ہم اس مؤمن کے بارے میں دل میں کینہ نہ

رکھیں، اللہ کے لئے معاف کردیں، اس کی پھر برکتیں دیکھئے، تو نیت میں جب اخلاص ہوتا ہے پھر عمل بھی قبول ہوجاتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ فیض جاری فرمادیا کرتے ہیں،

آج مدارس تو بہت بنتے ہیں مگر سب مدارس کا فیض تو آگے نہیں چلتا ہم نے دیکھا کتنی عمارتیں بنی ہوئی ہیں اجاڑ نظر آتی ہیں ایک جگہ عمارت بنائی مدرسہ کی نیت سے اور آج اس کے اندر انگریزی اسکول چل رہا ہے تو ہر ادارے کو تو قبولیت نہیں ہوتی کیوں؟ اخلاص نیت کی وجہ سے فرق آجاتا ہے، ایک ہوتا ہے عربی کا ہم ایک ہوتا ہے اردو کا ہم، عربی کا جو ''ہم'' ہے اسکا مطلب ''غم'' ہوتا ہے اور اس ہم سے مہتمم بنا ہے کہ جس کے دل میں غم ہو اور ایک اردو کا ''ہم'' کہ ہم ہی ہم ہیں، تو اردو کا ہم ہوگا تو ادارہ گیا، اور عربی کا ہم ہوگا تو ادارہ اللہ کے یہاں قبول ہوگا، ہمارے اکابرین علمائے دیوبند کی زندگیوں کو دیکھیں ایک ایک کی زنگی میں ایسا خلوص ملتا ہے کہ انسان حیران ہوجاتا ہے اور اسی وجہ سے ان کا فیض پوری دنیا میں جاری ہوا ہے آج آپ کہیں چلے جائیں آپ کو ہر جگہ علمائے دیوبند کے فرزند بیٹھے دین کا کام کرتے نظر آئیں گے۔

یہ علم و ہنر کا گہوارہ تاریخ کا وہ شہ پارہ ہے
ہر پھول یہاں اک شعلہ ہے ہر سرو یہاں مینارہ ہے
عابد کے یقیں سے روشن ہے سادات کا سچا صاف عمل
آنکھوں نے کہاں دیکھا ہوگا اخلاص کا ایسا تاج محل
کہسار یہاں دب جاتے ہیں طوفان یہاں رک جاتے ہیں
اس کاخ فقیری کے آگے شاہوں کے محل جھک جاتے ہیں

تو یہ عظمتیں ملتی ہیں اخلاص نیت کی وجہ سے ہمارے وہ فرد جو دینی ادارے چلارہے ہیں وہ ذرا متوجہ ہوں اس کو غم بنائیں ھم نہ بنائیں غم بنائیں اللہ سے تہجد

میں مانگیں نمازوں کے بعد مانگا کریں، جب دل میں غم ہوگا پھر اللہ رب العزت کی طرف سے قبولیت ہوگی، تو آج کی اس محفل میں ایک تو ہم دلوں میں یہ نیت کریں کہ ہم ہر معاملے میں اپنی نیت کو خالصتاً اللہ کے لئے کریں گے، اور دوسری بات کہ ہم کسی کے بارے میں کینہ نہیں رکھیں گے اور تیسری بات کہ ہم ہمہ تن اللہ تعالی کے دھیان مین زندگی گذاریں۔

او آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین